پیش لفظ: چارلس سی رائیری

فقط بذریعہ فضل

خدا کے زندگی بدلنے والے تحفے کا تعارف

چارلس سی بینگ

فقط بذریعہ فضل

مصنف : ڈاکٹر چارلس سی بینگ

مترجم : رومیلیا جی داس

پروف خوانی اور ادارت : راحیل آئزک شکیل

Simply by Grace

An Introduction to
God's Life Changing Gift

Copyright © 2009 by Dr. Charles C. Bing
All Rights Reserved
This book or portions of thereof cannot be reproduced
without the prior written permission of Dr. Charles C. Bing

ناشرین

کلیئر گاسپل ٹرانسلیشن منسٹریز

فقط بذریعہ فضل

ENDORSEMENTS

فضل کی تعلیم پاک نوشتوں کی اہم سچائیوں میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔اس کے باجود لوگ اس سلسلے میں غلط فہمیوں کا شکار ہیں اور اسے کئی طریقوں سے بگاڑا اور مسخ کیا جاتا ہے۔ حالیہ دِنوں میں فضل کے پرچار میں جس قسم کی دروغ گوئی اور بناوٹ کا استعمال کیا جارہا ہے ان کی اصلاح اور درستگی کے لئے ڈاکٹر بینگ کی اِس کتاب جیسی کسی تصنیف کی اشد ضرورت تھی۔گناہ سے نجات اور مسیحی زندگی گزارنے کے لئے فضل کی بائبلی تعلیم کو ڈاکٹر بینگ نے حیرت انگیز مہارت اور کمال وضاحت سے پیش کیا ہے۔ ہر ایماندار اور ہر مسیحی رہنما کو ضرور اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر رائے بی۔زَیک (ڈاکٹر آف تھیولوجی)

سینئر پروفیسر (امریطس) بائبلی تفسیر وتشریح

ڈیلاس تھیولوجیکل سیمنری

کچھ ماہرین کا کام سچائیوں کو پیچیدہ کر کے پیش کرنا ہے جبکہ کچھ انھیں سہل بنانے میں ملکہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر چارلی بینگ کا تعلق خوش قسمتی سے دوسرے طبقے سے ہے۔اُن میں یہ منفرد صلاحیت ہے کہ وہ

پیچیدہ اور دقیق قسم کے موضوعات کو لے کر انہیں اِس طرح سیدھے سادہ اور آسان اصولوں کی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ ہر کسی کی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ اپنی کتاب ''فقط بذریعہ فضل'' میں وہ فضل اور اہلیت اور کوشش اور بھروسہ اور ایمان اور شریعت کے درمیان تعلق جیسے پیچیدہ موضوعات کو سُلجھا کر پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ میں ڈاکٹر بینگ کی اِس شاندار کاوش کے لئے اُن کا مشکور ہوں۔

ڈاکٹر ڈیوڈ اینڈرسن (ڈاکٹر آف فلاسفی)

پریذیڈنٹ: گریس اسکول آف تھیولوجی

زندگی میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں جتنا بھی حاصل کیا جائے کم ہے، اُن ہی میں سے ایک فضل کی بائبلی سمجھ بوجھ ہے۔ جتنا زیادہ آپ خدا کے فضل کی تعلیم کو پائیں گے، اُسے اپنی گرفت میں لیں گے، اتنا ہی زیادہ یہ آپ کو اپنی گرفت میں لیتی چلی جائے گی۔ اور ایسا کرتے ہوئے یہ آپ کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر اثر انداز ہوگی۔ اسی لئے ڈاکٹر بینگ کی یہ کتاب پڑھے جانے کے قابل ہے۔ بائبل مقدس کو بنیاد بناتے ہوئے یہ مفصل مگر قابلِ فہم کتاب آپکی مدد اور معاونت کرے گی کہ آپ فضل کو خدا کے نقطہءنظر سے دیکھ سکیں۔ صرف یہی نہیں کہ یہ ایک تعلیمی و تدریسی کاوش ہے بلکہ یہ کتاب آپکو ایسی زندگی گزارنے کی ترغیب دے گی جو اِس بات کی گواہی دے گی ''لیکن جو کچھ ہوں خدا کے فضل سے ہوں'' (1۔کُرِنتھیوں10:15)۔

ڈاکٹر لیری موئر (ڈاکٹر آف منسٹری)

پریذیڈنٹ اور چیف آپریٹنگ آفیسر: ایوٹیل انکا پوریٹڈ

کائنات کے اسرار و رموز کو جاننے کی تاریخ حتمی طور پر اُس وقت اپنے درست رستے پر آ گئی جب زمین کی بجائے درست طور پر سورج کو نظامِ شمسی کا مرکز سمجھا جانے لگا۔ مسیحیت اور آپکا روحانی سفر بھی اسی طرح اُسی وقت درست راہ پر آئے گا جب شریعت یا اعمال کی بجائے فضل کو حیاتِ ایمانی میں

مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔ ڈاکٹر بینگ نے فضل کی عظیم سچائی کو اس کتاب کی مدد سے عملی زندگی کے ایسے مقام پر رکھ دیا ہے کہ اُس تک ہر کسی کی رسائی ہوسکتی ہے۔ سادہ، براہ راست اور قابلِ فہم یہ کتاب ہر گھر، چھوٹے گروہ اور لائبریری کے لئے ایک خزانے سے کم نہیں ہے۔

فریڈ لیمبرانڈ (ڈاکٹر آف منسٹری)

مصنف، سابقہ پاسبان اور فری گریس الائینس کے سابقہ صدر

جہاں دوسرے اُسے بگاڑتے یا نجات کے مفت تحفے کی مخالفت کرتے ہوئے اِس تعلیم پر حملے کرتے ہیں، ڈاکٹر بینگ انجیل کے واضح پیغام کو بڑی سادگی اور دلکش انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ڈاکٹر بینگ اُن مخالفین کا جواب درست بائبلی تفسیر اور مضبوط دلائل کے ساتھ دیتے ہیں۔ جب دوسرے شاگردیت کی بڑی قیمت کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں یا اُسے غلط جگہ استعمال کرتے ہیں، تو ڈاکٹر بینگ ایک ایسے تناظر کو سامنے لاتے ہیں جس میں وہ اس امر کو اجاگر کرتے ہیں کہ ہم کس طرح ایک دیندارانہ زندگی گزار سکتے ہیں تاہم ہمیں اپنی ہر ایک کوشش و کاوش کو صرف ایمان کے وسیلہ نجات سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔ یہ کتاب ہر اُس فرد کی لائبریری میں ایک شاندار اضافہ ہوگی جو اُس نجات کو حاصل کر کے خوش ہے جو اُسے ''فقط بذریعہ فضل'' ملی ہے۔

ڈاکٹر جیک جی لوئیس (ڈاکٹر آف فلاسفی)

ایسوسیٹ ڈین آف فیکلٹی

موڈی بائبل انسٹیوٹ، سپوکین

پیش لفظ

فضل، مسیحیت کو دیگر تمام مذاہب سے الگ، نمایاں اور ممتاز کرتا ہے، اور یہ فضل ہی ہے جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو اور حصے پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ تاہم فضل جو کہ اپنی جگہ ایک خوبصورت اور اہم تصور ہے، اس کے متعلق عموماً بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، اور یہی نہیں بلکہ اس کے اطلاق اور استعمال کو محدود کیا جاتا ہے اور اس میں کثافت اور آلودگی ملانے سے اسے مبہم اور دھندلا کیا جاتا ہے۔

خوشی کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر بینگ ان میں سے کسی بھی غلطی کے مرتکب نہیں ہوئے۔

ایک ایسی تصنیف جو بالکل ٹھیک ٹھیک اور جامع انداز میں خدا کے فضل کا احاطہ کرتی ہو، اسکی ضرورت تو ایک عرصے سے محسوس کی جارہی تھی اور اسی لئے ہم ڈاکٹر بینگ کی اس کاوش کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف واضح اور سمجھنے میں آسان ہے بلکہ یہ فضل کے بہت سے پہلوؤں اور مضمرات پر روشنی ڈالتی ہے۔ جہاں مصنف نے اپنے نقطۂ نظر کو پوری وضاحت اور غیر مبہم طور سے پیش کیا ہے وہیں ان کی یہ بات بھی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے دوسروں کے خیالات و نظریات کو بڑے مدبرانہ اور غیر متعصّبانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

حالیہ دنوں میں جہاں غور وفکر، درس وتدریس اور تبلیغ و پرچار میں فضل کے متعلق گمراہ کن خیالات اور غلط قسم کے بیانات کی کثرت اور بہتات ہے۔ ڈاکٹر بینگ نے اس بات کو بڑے محتاط اور سلیس طریقے سے ہمارے سامنے رکھا ہے کہ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر فضل کے اثرات کی نسبت بائبل مقدس کیا کہتی ہے۔نجات، راستباز ٹھہرایا جانا، تقدیس ،ضمانتِ ابدی تحفظ، اعتمادِ نجات اور شاگردیت جیسے موضوعات کی بڑی چابکدستی اور وضاحت سے جانچ پڑتال کی گئی ہے۔

جہاں بائبل مقدس کے کلیدی حوالاجات کی سادہ اور واضح تشریح وتفسیر کی گئی ہے وہیں نام نہاد دشوار اور پیچیدہ حوالوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا اور نہ ہی انھیں اُلٹ پھیر کر یا توڑ مروڑ کر پہلے سے طے شدہ اپنے کسی نتیجے کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس کتاب کے ساتھ صَرف کیا گیا ایک ایک پل نہ صرف فضل کے بارے میں ہمارے ادراک کو تیزی اور وسعت بخشے گا، بلکہ اس کے وسیلہ ہم خدا کے فضل کی قدردانی بہتر انداز میں کر سکیں گے۔اور صرف یہی نہیں بلکہ اسی کے ساتھ ساتھ تمام تر فضل کے منبع اور مالک خدا سے ہمارے پیار و محبت میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔

ڈاکٹر چارلس سی رائیری (ڈاکٹر آف تھیولوجی، ڈاکٹر آف فلاسفی)

تعارف

بہت سال پہلے برطانیہ میں منعقدہ مذاہبِ عالم پر کانفرنس میں ایک سوال کیا گیا جس کی بدولت ایک پُرجوش اور گرما گرم بحث کا آغاز ہو گیا۔ سوال یہ تھا کہ، مسیحیت میں ایسی کیا نمایاں بات ہے جو اُسے دیگر تمام مذاہب سے منفرد بناتی ہے۔ کچھ نے تجسمِ مسیح کی دلیل پیش کی، دوسروں نے قیامتِ مسیح کو نمائندہ تصور قرار دیا۔ مگر جواباً یہ خیال پیش کیا گیا کہ اس قسم کے خیالات دیگر مذاہب میں بھی کہیں نہ کہیں موجود ہیں۔ اسی وقت سی ایس لوئیس (C.S.Lewis) ہال میں داخل ہوئے تو کسی نے اس ساری گومگو اور پریشانی کی وجہ ان سے بیان کی۔ ''ارے، یہ کون سی مشکل بات ہے'' انھوں نے کہا ''آپ کے سوال کا جواب ہے، فضل''!

مسیحیت کس طرح خود کو دیگر تمام مذاہب سے منفرد اور ممتاز کرتی ہے؟ ''فقط بذریعہ فضل''۔

ایک فرد مسیحی کیسے بن سکتا ہے؟ ''فقط بذریعہ فضل''۔

کوئی ابدی طور پر کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ ''فقط بذریعہ فضل''۔

کوئی یہ کیسے جان سکتا ہے کہ وہ ابدی طور پر بچایا گیا اور محفوظ ہے؟ ''فقط بذریعہ فضل''۔

ایک ایماندار درست مسیحی زندگی کیسے گزار سکتا ہے؟ ''فقط بذریعہ فضل''۔

ایک مسیحی خدا اور انسانیت کی خدمت کی طرف کیسے راغب ہو سکتا ہے؟ ''فقط بذریعہ فضل''۔

کیا ان نکات کو پڑھ کر آپکو یوں لگ رہا ہے کہ کسی قدر مبالغہ آمیزی سے کام لیا جا رہا ہے، یا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں اسے کچھ زیادہ ہی سادہ کر کے دیکھا رہا ہوں، یہ سب اتنا آسان کہاں ہے؟ جب تک آپ خدا کے فضل کے سادہ ترین مفہوم کو سمجھ نہ لیں یا اس کی سادگی کو نہ جان لیں نہ صرف آپ کے ذہن میں اس قسم کے خیالات آسکتے ہیں بلکہ آپ اس کی اصل قدر و قیمت کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

اس کتاب ''فقط بذریعہ فضل'' کے تحریر کئے جانے کی بنیاد یہ کہ نجات اور مسیحی زندگی کے سلسلے میں سامنے آنے والی الجھنوں کا جواب فضل کی سلیس، سیدھی سادی اور درست سمجھ بوجھ میں پوشیدہ ہے۔ اس بات سے میں کسی طرح فضل کو کم تر یا گھٹیا کرنے کی کوشش نہیں کر رہا بلکہ میری کوشش یہ ہے اُسے ان لوگوں کے چُنگل سے آزاد کیا جائے جو اسکے مفہوم کو گڈ مڈ اور درھم برھم کر دیتے ہیں اور اس کی سادگی کو الجھن اور پیچیدگی میں بدل دیتے ہیں۔ اور جو اس کی تعلیم دیتے ہوئے ایک موضوع اور موقع پر اس کا استعمال فرق اور دوسری جگہ فرق کرتے ہیں یعنی اس کی یکساں تعلیم نہیں دیتے۔

فضل ایک ایسا لفظ ہے جس کا استعمال مسیحی اور غیر مسیحی حلقوں میں عموماً کیا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر اس کے ضمن میں یا تو غلط فہمی پائی جاتی ہے یا کم از کم اس کی قدر و قیمت کو ٹھیک طریقے سے نہیں سمجھا جاتا۔ مسیحی یقیناً فضل پر یقین رکھتے ہیں ورنہ وہ مسیحی ہی نہیں کیونکہ بائبل مقدس کا فرمان ہے کہ تم کو ''فضل ہی سے نجات ملی ہے'' (افسیوں 8:2)۔ غیر مسیحی مذاہب اور بظاہر مسیحی کہلانے والے بدعتی گروہ بھی فضل کا لفظ اکثر استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ درحقیقت اس کا مطلب کیا ہے اور اس کے متعلق جاننے سے ہماری زندگی میں کیا تبدیلی آتی ہے۔

آپ کے ذہن میں شاید یہ خیال ہوگا کہ بائبل مقدس کے جانفشانی سے مطالعہ کے بعد، جیسا کے عموماً

سیمنری یا بائبل کالج میں کیا جاتا ہے، وہاں سب طالب علم فضل کے سلسلے میں یکساں تصور یا نظریئے پر پہنچتے ہیں، جس میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہوتا۔ لیکن مختلف بائبل کالجوں سے تین مختلف ڈگریاں لینے کے بعد، جہاں ہر دفعہ مختلف ہم مکتبوں کا ساتھ تھا، اور پھر بہت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ اس موضوع پر بات چیت کرنے کے بعد میں آپکو یہ بتا سکتا ہوں کہ فضل کے سلسلے میں بہت اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔کلیسیاؤں کے اپنے اپنے خیالات ہیں ، پاسبان ایک دوسرے سے الگ تصورات رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے بہت سے مسیحی بیچارے اس سلسلے میں الجھن، تذبذب اور ابہام کا شکار نظر آتے ہیں۔

کلامِ پاک کے شخصی مطالعہ اور اس کی درس وتدریس میں گزارے میرے تیس سے زیادہ سالوں کے تجربہ سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا کا فضل نہ صرف کسی شخص کے مسیحی ہو جانے میں ہی کلیدی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اسے نجات کی ضمانت دینے کے ساتھ ساتھ اس امر میں بھی اہم حیثیت رکھتا ہے کہ ہم اپنی زندگی پوری آزادی سے خدا اور انسانیت کی خدمت میں گزاریں۔

جہاں مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں ایسے بہت سے مسیحیوں سے واقف ہوں جو فضل کی تعلیم کو بڑے واضح انداز میں سمجھتے ہیں، وہیں میں ایسے لوگوں سے مِلا ہوں یا ان کی تحریریں میری نظر سے گزری ہیں، جنھوں نے خدا کے فضل کو بگاڑ کر اسے اس طرح سے مسخ کر دیا ہے کہ یہ ان سبھی کے لئے نقصان دہ اور مضر بن گیا ہے جن کو ابھی نجات نہیں ملی یا وہ جو اپنی نجات کے بارے میں کسی وجہ سے پُریقین نہیں ہیں۔ یا ان مسیحیوں کے لئے جو مسیحی زندگی گزارنے کے لئے مستحکم اور مضبوط بنیاد کے متلاشی ہیں۔ یہ توڑ مروڑ کا عمل اور فضل کے متعلق غلط بیانی، خدا کے سیدھے سادے فضل کو اس طرح سے درھم برھم کر دیتی ہے کہ وہ بے اثر ہو کر اپنی افادیت کھو دیتا ہے۔ وہ تمام لوگ جو فضل کو وضاحت

سے سمجھتے ہیں اوران کے درمیان جو اسے بگاڑتے اور مسخ کرتے ہیں، ایسے افراد کا ایک بہت بڑ گروہ ہے جو فضل کی زبان بولتے ہیں، اس کے متعلق گیت گاتے ہیں مگر انھوں نے اس کی سچائی کو نجات اور مسیحی زندگی کے سلسلے میں اپنے عقائد پر پوری یکسانیت اور وضاحت سے لاگو نہیں کر رکھا۔ فضل ہمیں مسیحی زندگی میں استحکام اور قیام بخشتا ہے یعنی ہمیں مضبوطی سے قائم کرتا ہے۔ اگر آپ فضل کی ماہیت اور حقیقت کو نہیں سمجھتے تو آپکو زندگی کے کچھ معاملات میں مسائل اور الجھنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یاد رکھیں کہ اگر مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک بھی آپ پر پوری اُترتی ہے تو آپ فضل میں مضبوطی سے قائم نہیں ہیں۔

اس ضمن میں الجھن کا شکار ہونا کہ ہمیشہ کی زندگی کیسے حاصل کی جائے۔

اس بات پر پورا یقین نہ ہونا کہ آپکو ہمیشہ کی زندگی مل چکی ہے۔

اس بات پر پورا یقین نہ ہونا کہ آپ ابھی، حالیہ طور پر ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہیں۔

اس بات پر یقین نہ ہونا کہ آپ ہمیشہ کی زندگی کو قائم رکھ سکیں گے۔

اس بات کو تسلیم کرنے میں دشواری محسوس ہونا کہ خدا آپ کو قبول کر چکا ہے۔

اس بے یقینی کا شکار رہنا کہ آپ پوری طرح خدا کو راضی کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔

اس بے یقینی کا شکار رہنا کہ آپ ابھی اچھائی کے اس معیار پر نہیں پہنچے کہ آپ خدا کو راضی یا خوش کر سکیں۔

گناہ، احساسِ ندامت اور معافی کے پیچ کشمکش میں مبتلا رہنا۔

دوسروں کو معاف کرنے میں دشواری اور مشکل کا سامنا کرنا۔

دوسروں میں عیب تلاش کرنا اور اُن پر نکتہ چینی کرنا۔

بذاتِ خود اپنی شخصیت اور ذات سے نفرت کرنا۔

دوسروں سے نفرت کرنا۔

یہ فہرست اس سے بھی طویل ہو سکتی ہے تاہم خدا کے فضل میں استحکام سے یہ سب اور دوسرے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ جو فضل میں مستحکم ہیں یعنی اس میں مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں وہ اس بات کی قدر و قیمت کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ خدا نے ان کی نجات کے لئے کتنا بڑا کام کیا ہے اور وہ واجب اور مناسب انداز میں اس بات کی آرزو اور رغبت رکھتے ہیں کہ ایک ایسی زندگی گزاریں جو خدا کے جلال کا باعث ہو۔ وہ اس بات کو زیادہ آسانی سے مانتے اور تسلیم کر لیتے ہیں کہ وہ کون ہیں، خدا انہیں کیسے دیکھتا ہے اور انہیں دوسروں کو کیسے دیکھنا چاہیے۔ وہ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر قابو پانے کے لئے اپنی ذات میں ایک نئی قوت و طاقت دیکھتے ہیں اور وہ معاف کئے جانے کی عظیم نعمت اور بخشش کو سمجھتے ہیں۔ اس کتاب میں گفت و شنید کے دوران میری کوشش رہی ہے کہ خدا کے فضل سے متعلقہ اہم امور اور موضوعات سے آپکو متعارف کروایا جائے۔ اس کی بدولت آپکو فضل میں مضبوطی سے قائم ہونے میں مدد ملے گی۔ میری دعا ہے کہ اس کتاب کی معرفت آپکو فضل کی خوبیوں اور خوبصورتی کو دیکھنے کا موقع ملے، وہ فضل جس کی وجہ سے ہمیں ابدی حیات اور کثرت کی زندگی ملتی ہے تا کہ آپ آزاد ہوں، اور آزادی سے وہ بن سکیں جو در حقیقت خدا نے آپکو بنایا ہے۔ فقط بذریعہ فضل!

باب 1

فضل کا تحفہ

میرے سامنے ایک پوری ضیافت کا اہتمام تھا۔ایک جانب ہر قسم کی بحری خوراک یعنی مچھلی وغیرہ تھی، دوسری جانب ہر قسم کا اطالوی کھانا اور تیسری جانب ہر قسم کے میکسیکن کھانوں کے ڈھیر لگے تھے۔اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف انواع و اقسام کے سلاد اور میٹھی ڈیشنز لگی تھیں۔ ایک جانب موسیقی کا اہتمام تھا اور جو میوزک، سازندوں کی جانب سے بجایا جا رہا تھا، وہ مجھے واقعی کافی پسند تھا۔ یہ امریکہ کی ریاست لوئزیانا(Louisiana) میں منعقدہ شادی کا منظر ہے،جس کا اہتمام ایک مضافاتی کلب کے دلکش اور دیدہ زیب باغ میں کیا گیا تھا جس کے پس منظر میں ایک بہت بڑی حویلی بھی نظر آ رہی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میں وہاں کسی کو بھی نہیں جانتا تھا۔خیر،سوائے اپنے اس پاسبان دوست کے جس نے مجھے اپنے ساتھ اس دعوت میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ اس نے مجھے یقین دلایا کہ جن خاندانوں کا یہ سارا پروگرام ہے وہ مجھے مل کر بہت خوش ہوں گے۔

دراصل بات یہ تھی کہ میں اپنے ایک دوست کے چرچ میں پیغام سنانے کے لئے اس کے شہر میں آیا تھا، وہ اور اس کے چرچ کے تمام ممبران ہفتے کی رات اس شادی کے استقبالئے میں مدعو کئے گئے تھے۔ لہٰذا اس سے بہتر کہ میں اکیلا کسی کے گھر میں بیٹھتا اس کے اصرار پر میں اسکے ساتھ ہولیا۔

میں نے ایک ایسی ضیافت کا لطف اٹھایا جس کا میں مستحق نہیں تھا۔ یہ واقعہ فضل کے مفہوم کو سمجھنے میں ایک اچھی تمثیل ثابت ہوسکتا ہے۔مگر کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی ۔

بات یہ ہے کہ اس شادی کے سارے اخراجات شادی کے دن سے کافی دیر پہلے دلہن کے والد کے پیشگی ادا کر دیئے تھے۔ وہ خود بدقسمتی سے کینسر کی وجہ سے اسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ شادی میں اس خاندان کے افراد کی جانب سے ایک ویڈیوفلم بھی تیار کی گئی تھی جس میں ان سب نے دلہن کے والد کوخراجِ تحسین پیش کیا۔ جب ہم اس ویڈیوکو دیکھ رہے تھے تو اسی کے ساتھ ساتھ ہم شادی کے سارے انتظامات اور کھانے کی بھی تعریف کر رہے تھے۔ اس وقت ہم ایک تحفے کا بھرپور مزہ لے رہے تھے جو ایک باپ نے اپنی بیٹی، اسکے شوہر، تمام افرادِ خانہ، دوستوں اورکم ازکم ایک اجنبی یعنی مجھے دیا! میں نے اُس تحفے سے استفادہ حاصل کیا جس کا میں مستحق اورحقدارنہیں تھا۔جس کی قیمت ایک ایسے فرد نے ادا کی جسے میں جانتا تک نہ تھا۔ اب یہ فضل نہیں تو اور کیا ہے!

ان کے لئے بھی ایک بڑی ضیافت کا اہتمام کیا گیا ہے جوفضل کی حقیقت اور سچائی میں داخل ہوتے ہیں ۔

بہت سے لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ بائبل مقدس فضل کا ذکر کرتی ہے اور شاید وہ یہ بھی جانتے ہوں کہ فضل کا تعلق کچھ نہ کچھ تحفے سے ہے۔ لیکن بات یہیں تک نہیں ہے بلکہ یہ تو فضل کی خوبیوں اور گہرائی کو جاننے کی طرف صرف پہلا قدم ہے۔ اور نہ ہی صرف اتنی سی واقفیت سے ان الجھنوں کا کوئی سلجھاؤ ملتا ہے جوفضل کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ درحقیقت یہ سب اس طرح سے ہونا نہیں چاہیے کیونکہ اگرچہ فضل ایک گہری اورعمیق سچائی ہے، یہ تصور اور خیال انتہائی سادہ ہے۔

فضل کے معنی

اگر ہم لفظ ''فضل'' کا تھوڑا سا پس منظر جان لیں تو ہمیں اسے سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ بائبل کے انگریزی ترجمہ، نیو کنگ جیمس ورژن (NJKV) میں لفظ گریس Grace (یعنی فضل) تقریباً 148 بار آیا ہے۔ پرانے عہد نامہ کے ترجمے میں یہ لفظ قریباً 20 مرتبہ آیا ہے، یہ ہر بار ایک ہی عبرانی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ مختلف مترادف الفاظ کا ترجمہ فضل کیا گیا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ تقریباً 128 مرتبہ آیا ہے اور زیادہ تر ایک ہی یونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔ جس طرح انگریزی میں ہے اسی طرح عبرانی میں بھی اس لفظ کے کچھ عمومی اور کچھ خصوصی استعمال ہیں۔ جیسے انگریزی بولنے والے عموماً کھانے سے قبل کی جانے والی دعا کو بھی گریس (فضل) کہتے ہیں اور اسی کی ایک اور شکل کا استعمال کسی خوبصورت شاہکار یا اداکاری کے اعلیٰ نمونے کی تعریف کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ پرانے عہد نامہ میں کبھی کبھی فضل کا استعمال خوبصورتی کے کسی تصور یا دلکشی کو ظاہر کرتا ہے تاہم بنیادی طور پر وہ عبرانی لفظ جس کا ترجمہ فضل کیا گیا ہے وہ ایک ایسے لفظ سے مشتق یا اخذ کیا گیا ہے جس کا معنی ''کرم اور مہربانی کرنا'' کے ہیں۔ کچھ لوگ یہ خیال پیش کرتے ہیں کہ اس لفظ کے پیچھے کچھ اس قسم کا تصور ہے کہ، جب کوئی اعلیٰ منصب اور حیثیت والی شخصیت یا ہستی اپنے مقام سے نیچے جُھک کر کسی ایسے ضرورت مند کی مدد کرے جو ادنیٰ حیثیت کا مالک ہو تو اسے فضل کہتے ہیں۔ ایک مشہور پاسبان کی بات مجھے بہت پسند ہے جنہوں نے کہا، ''محبت جو اوپر کی طرف جاتی ہے، عبادت ہے۔ محبت جو باہر کی طرف جاتی ہے، وہ چاہت ہے اور وہ محبت جو جُھک جاتی ہے، وہ فضل ہے۔''[1] ۔ جب خدا

1. Charles Swindoll, The Grace Awakening (Nashville: Thomas Nelson, 2003), 7; quoting Donald Grey Barnhouse, Romans, Man's Ruin, vol. 1 (Grand Rapids: Eerdmans, 1952), 72.

ہماری ضروریات کو پورا فرماتا ہے تو یہ فضل ہے یعنی اس کا ایک محبت بھرا طرزِ عمل جس کے تحت وہ ہم پر کرم کی نظر کرتا ہے، مہربانی کرتا ہے اگرچہ ہم اس کے لائق اور حقدار نہیں ہیں۔

پرانے عہد نامہ میں روت کا واقعہ ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم فضل کی ایک ذہنی تصویر دیکھ سکیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ روت کی کتاب کے دوسرے باب میں روت تین بار بوعز کی جانب سے کرم کی نظر کا حوالہ دیتی ہے۔ اس بات کے مفہوم کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانے کے لئے ہمیں اس بات کو دھیان میں رکھنا ہوگا کہ روت غیر قوم سے تعلق رکھنے والی، فاقوں کی ماری، ایک مفلس، موآبی عورت تھی۔ یعنی یہودی نظریئے کہ مطابق چاروں شانے چِت! وہ اپنی ساس نعومی کے ساتھ سفر کرتی ہوئی خوراک اور امداد کی تلاش میں اسرائیل پہنچی تھی۔ بیت لحم پہنچنے پر وہ کھیتوں میں پُولیوں کے بیچ بالیں چننے کو جاتی ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ اسے نہ صرف کھانا مل جائے گا بلکہ ممکن ہے کہ اس کا ایک قرابت دار بوعز جو کہ ایک امیر زمیندار تھا وہ بھی اس پر نظرِ کرم کرلے۔ قصہ مختصر، بوعز اسے دیکھ لیتا ہے اور نہ صرف اسے کھیت سے بالیں چننے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے اور آخر کار اس سے شادی بھی کر لیتا ہے۔ امیر کبیر بوعز نے اپنے مقام سے نیچے جُھک کر مایوسانہ حالات کی شکار روت کی مدد کی۔ تاہم اس کا فضل صرف کھانے پینے تک محدود نہیں تھا بلکہ وہ پیار و محبت سے سرشار اور بھرپور تھا۔

نئے عہد نامہ میں چند ایک مقامات ایسے ہیں جہاں لفظ ''فضل'' کو عام معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر کلماتِ برکات یا سلام دعا کے لئے (مثلاً، رُومیوں 1:7؛ 1۔کُرِنتھیوں 1:3؛ 16:23؛ 2۔کُرِنتھیوں 1:2؛ 13:14)۔ تاہم زیادہ اہمیت کی حامل یہ بات ہے کہ نئے عہد نامہ

میں فضل کو ایک خصوصی اصطلاح کے طور پر خاص مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے۔ ایک ایسا لفظ جو ابدی نجات اور مسیحی زندگی سے متعلق الٰہیاتی سچائیوں کا احاطہ کرتا ہے۔

نئے عہد نامہ کی وہ کتاب جو فضل کو سمجھنے کے سلسلے میں ہماری مدد سب سے بہتر انداز میں کر سکتی ہے وہ ہے رومیوں کے نام پولوس رسول کا خط، لہٰذا اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ نئے عہد نامہ کی باقی تمام کتابوں سے زیادہ یعنی 16 ابواب میں 28 بار فضل کا لفظ بھی اسی کتاب میں آیا ہے۔

رومیوں کا خط اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ فضل کس طرح ہمیں خدا کی نظر میں قابلِ قبول بناتا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں کیسے ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم وہ زندگی گزاریں جو خدا کو پسند آئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ رومیوں کے خط میں فضل کے سلسلے میں دو ایسے کلیدی بیانات ہیں جن سے فضل کی صراحت و وضاحت ہوتی ہے۔

ایک غیر مشروط، مفت تحفہ

''خارث'' یا ''کیرز'' (charis) وہ مخصوص یونانی لفظ ہے جس کا ترجمہ نئے عہد نامہ میں عموماً ''فضل'' کیا گیا ہے۔ اس کا سیدھا سادہ مطلب ہے، ''مفت تحفہ''۔ مفت سے ہماری مراد یہ ہے کہ کوئی اس کا حقدار نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا امر چاہے وہ خود کو خدا کے سپرد کرنا ہو، دستبردار ہونا ہو، یا ہماری جانب سے کسی بھی قسم کا معاہدہ یا اقرار نامہ یا کسی قسم کا عہد و پیمان ہو، کوئی بھی چیز جو انسان کو اس قابل بنا سکے کہ وہ فضل کو کما سکے یا اس کا اہل اور حقدار بن ٹھہرے۔ وہ اس میں شامل نہیں ہے۔ اسی لئے وہ ایک ایسا تحفہ ہے جس کے ساتھ کوئی شرط منسلک نہیں ہے، فضل قطعی طور پر غیر مشروط ہے۔ یہاں غیر مشروط سے ہماری مراد یہ ہے کہ خدا جو فضل بخشنے والا ہے، اسے عطا کرتا ہے، لوگوں پر کوئی ایسی شرط

عائدنہیں کرتا جسے پورا کرنا ان پر اس تحفے کو حاصل کرنے سے پہلے لازمی ہو۔ جب کوئی فضل کو کمانے یا خود کو اسکا اہل، مستحق یا حقدار بنانے کی کوشش کرتا ہے تو فضل ایک بخشش یا تحفہ نہیں رہ جاتا۔

رُومیوں 4:4 میں مرقوم ہے ''کام کرنے والے کی مزدوری بخشش نہیں بلکہ حق سمجھی جاتی ہے''۔

لہٰذا فضل ایک تحفہ ہے جو مفت بخشا جاتا ہے اور جس کے ساتھ کوئی شرط جڑی ہوئی نہیں ہے۔ اگر ہم اس کے لئے کام کریں تو فضل، فضل یا بخشش کی بجائے ہماری کمائی یا اجرت بن جاتا ہے، ہماری مزدوری کا معاوضہ بن جاتا ہے۔ جب بات ابدی حیات کی آتی ہے تو خدا اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ کے طور پر اِسے ادا نہیں کرتا۔ وہ ابدی حیات صرف ایک بخشش، عطیہ یا مفت تحفے کی شکل میں دیتا ہے۔ جب آپ پورا مہینہ یا ہفتہ سخت اور جان توڑ محنت کے بعد اس کا معاوضہ حاصل کرتے ہیں تو کیا آپ اپنے آجر یا ملازم رکھنے والے سے کہتے ہیں؛ ''میں اس شفقت اور حیرت انگیز بخشش کے لئے آپکا بہت مشکور ہوں، یقیناً میں اسکے لائق نہیں تھا''؟ میرا خیال ہے کہ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ آپ سوچ رہے ہوں مجھے میری محنت کا اس سے زیادہ معاوضہ ملنا چاہیے تھا!

ایک اور حوالہ جو فضل کی تعریف یا اسے وضاحت سے پیش کرتا ہے وہ رُومیوں 11:6 ہے، جہاں یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ فضل اور اعمال کے تصور کو الجھانا نہیں چاہیے۔ وہاں کچھ یوں لکھا ہے، ''اور اگر فضل سے برگزیدہ ہیں تو اعمال سے نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہا''۔

کسی بھی قسم کی محنت، عمل یا اہلیت کا تصور جس کی بنیاد اس بات پر ہو کہ ہم کون ہیں یا ہماری کارکردگی کیسی ہے، قطعی طور پر بائبل مقدس میں موجود مفت، جس کا کوئی اہل نہ ہو اور غیر مشروط فضل کے تصور کے برعکس اور متضاد ہے۔ فضل اور عمل یہ دونوں تصورات ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، بلکہ ایک

دوسرے کی ضد ہیں اور جس طرح تیل اور پانی مل نہیں سکتے اسی طرح ان کا ملاپ بھی ممکن نہیں ہے۔

مثال کے طور پر آپ کا پڑوسی اپنا کوئی کام کر رہا ہو، جیسے اپنی موٹر سائیکل دھو رہا ہے اور اخلاص اور بھائی چارے میں آپ سے کسی قسم کی کوئی توقع رکھے بغیر وہ آپکی موٹر سائیکل بھی دھو دیتا ہے، تو یہ فضل کی ایک صورت ہے۔ چاہے اس کے جواب میں آپ اس کا کوئی کام کر دیتے ہیں یا اسے اس کے اجر کے طور پر کچھ دے دیتے ہیں اور وہ کسی قدر ہچکچاہٹ سے اسے قبول بھی کر لیتا ہے تو بھی اس نے اپنی نیک نیت اور اخلاص میں آپکے لئے جو کیا وہ فضل ہی رہے گا۔ لیکن اگر آپ کا پڑوسی موٹر سائیکل دھونے سے پہلے آپ سے معاوضہ یا کسی جوابی کام کی توقع کرے یا یہ کہے کہ بعد میں تم میرا فلاں کام کر دینا، تو یہ کُلی طور پر فضل کی نفی ہے۔ اب وہ فضل کی بجائے آپ سے اجرت چاہ رہا ہے۔ غیر مشروط فضل کو کسی بھی قسم کے عمل، معاوضے یا بعد میں پورے ہونے والے وعدے، عہد و پیمان سے مشروط نہیں بنایا جا سکتا۔

ایک روحانی نعمت

فضل کا ایک بخشش یا تحفہ ہونے کا اظہار کبھی کبھی یونانی لفظ ''خارِزما'' یا ''کیرزما'' (charisma) سے بھی کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ عموماً روحانی نعمتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اوپر دیئے گئے لفظ ''خارث'' سے مشتق ہے۔ خدا مسیحیوں کو خدمت کے کام کے لئے روحانی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ ان کے دیئے جانے کی بنیاد کسی قسم کی کوئی خوبی، مشقت یا کارکردگی نہیں ہے بلکہ ہر ایک اچھی چیز کا بخشنے والا خدا انہیں اپنی مرضی کے مطابق عطا کرتا ہے۔ 1۔پطرس 10:4 میں یوں آیا ہے ''جن کو جس جس قدر نعمت (خارِزما) ملی ہے وہ اسے خدا کی مختلف نعمتوں (لفظی ترجمہ ''خدا کے فضل''

خارث) کے اچھے مختاروں کی طرح ایک دوسرے کی خدمت میں صَرف کریں‘‘۔

فضل میں استحکام اور قیام کی جانب پہلا قدم اس بات کو ٹھیک طریقے سے سمجھنا ہے کہ بالکل اسی طرح جیسے کوئی خدا کی جانب سے عطا ہونے والی روحانی نعمتوں کو اپنی محنت یا حق سمجھتے ہوئے حاصل نہیں کرسکتا، فضل اور ہمیشہ کی زندگی بھی خدا کی طرف سے ہمارے لئے ایک مفت تحفہ ہے جِسے ہم اپنی محنت یا حق سمجھتے ہوئے حاصل نہیں کرسکتے۔ تحفے سے ہماری مراد یہ ہے کہ یہ قطعی طور پر مفت اور بِنا کسی شرط کے ہے اور کوئی خود کو اس کا اہل ثابت نہیں کرسکتا۔ فضل کی اِس تعریف کے علاوہ کوئی بھی تعریف ایک فرد کی شخصی نجات، اعتمادِ نجات، ضمانتِ تحفظِ نجات اور مسیحی زندگی اور مسیحی خدمت پر انتہائی گمبھیر اور خطرناک اثرات مرتب کرسکتی ہے۔ خود کو فضل کا اہل بنانے کی کوئی بھی کوشش یا اس کا حقدار اور مستحق تصور کرنا، سراسر فضل کی نفی اور انکار ہے۔ کسی بھی قسم کا وعدہ، پابندی، معاہدہ یا سمجھوتہ یا کسی مخصوص سطح پر کارکردگی دکھانے کی کوشش، یہ سبھی باتیں فضل کے متضاد ہیں اور اس طرح سے اسکی تردید اور نفی کرتی ہیں کہ فضل، فضل نہیں رہتا۔

وہ جو خدا کے قطعی طور پر مفت فضل میں قائم نہیں ہیں مضبوطی سے قائم نہیں ہیں انہیں کبھی بھی خدا اور اپنے اِردگرد موجود لوگوں کے ساتھ تعلقات اور رفاقت میں سکون میسر نہیں ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کو میری یہ بات کڑوی اور سخت لگے مگر ذرا اس نکتے پر غور کیجیے: اگر ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم فضل کو کمائیں یا کسی طرح اس کے حقدار بنیں تو ہمیں ایک بہت بڑی دشواری کا سامنا ہے۔ ہم یہ کیسے جانیں کہ ہم نے کب اتنا کرلیا ہے یا ہم اُس معیار تک پہنچ گئے ہیں کہ اب ہم فضل کو کما چکے ہیں یا اس کے حقدار بن گئے ہیں؟

جب ہم یہ جان لیتے ہیں کہ فضل قطعی طور پر مفت ایک عطیہ اور خدا کی بخشش ہے تو اسکے بعد ہی ہم خدا،

ذاتی طور پر اور اپنے اطراف میں موجود دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات اور رفاقت وشراکت کا لطف اور حظ اٹھا سکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ خدا کو اس بات سے بہت خوشی اور مسرت ملتی ہے کہ وہ ہمیں تحفہ دے، کیونکہ جیسا ہم اگلے باب میں دیکھیں گے وہ پُرفضل یعنی تمام تر فضل کا خدا ہے۔

نظرثانی کے لئے سوالات

۱۔ بائبلی فضل کیا ہے؟

۲۔ فضل کی نسبت سے ''غیر مشروط'' ہونے کے تصور کو تفصیل سے بیان کریں۔

۳۔ فضل اور اعمال کے درمیان تعلق کو واضح کریں۔

۴۔ یہ بات سمجھنا کیوں اس قدر ضروری ہے کہ فضل قطعی طور پر مفت ہے؟

باب 2

خدا، ہرطرح کے فضل کا منبع

ہم فضل کو اُس وقت تک نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ ہم یہ نہ سمجھیں کہ یہ کہاں سے آتا ہے اور دنیا کے لئے خدا کے مقصد میں اِس کا کرِدار کیا ہے۔ بائبلی تاریخ میں فضل ایک ایسا موضوع ہے جو ہمیں متواتر نظر آتا ہے۔ آج ہم جس فضل سے لطف اندوز ہو رہے ہیں یہ وہی فضل ہے جو خدا نے ہمیشہ دنیا کو بخشا ہے۔ اِسکو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ کہاں سے آتا ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ کس سے آتا ہے۔ اور اِس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ خدا کی اَبدی محبت فضل کا منبع یا سرچشمہ ہے۔

بائبل خدا کے کرِدار کو بہت سے طریقوں سے بیان کرتی ہے۔ شاید خدا کی سب سے بڑی خوبی اور صفت جو وہ ہم پر ظاہر کرتا ہے وہ اُسکی محبت ہے اسی لئے کلامِ پاک میں مرقوم ہے ''خدا محبت ہے'' (1۔ یُوحنّا 8:4)۔ اور وہ بنیادی طریقہ جس سے خدا اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے وہ اُسکا فضل ہے جو ہماری ہر ایک ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ پطرس رسول خدا کو ''ہر طرح کے فضل کا چشمہ'' کہتے ہیں (1۔ پطرس 10:5)۔ یہ خدا کی بنیادی خوبی ہے کہ چونکہ وہ ہم سے محبت کرتا ہے وہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا جس کے ہم لائق ہیں بلکہ خدا کُھل کر ہمیں وہ سب بخشتا ہے جس کے ہم لائق نہیں ہیں۔ خدا کا یہ پُرفضل کرِدار پوری اِنسانی تاریخ میں اِنسانوں کے ساتھ اُسکے برتاؤ سے جھلکتا ہے۔

فضل کی کہانی

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اِنسان کی تخلیق ہی خدا کے فضل کا ایک نمونہ تھا۔ خدا نے ہمیں تخلیق کیا اور بنایا تا کہ ہم زمین پر بادشاہی کرتے ہوئے (پیدایش 1:26-28) زندگی سے لطف اندوز ہوں۔ اور زندگی سے لطف اندوز ہونے سے مراد یہی ہے کہ ہمیں خدا کی ذات میں مگن اور مسرور رہنے کے لئے خلق کیا گیا تھا کیونکہ وہ زندگی ہے۔ لیکن جب پہلے اِنسان یعنی آدم نے شیطان کی بات کو سُن کر خدا کی نافرمانی کی تو اُس نے موت کا سامنا کیا اور یہی موت ہم سب میں منتقل ہوگئی یعنی ہم جو اُسکی نسل ہیں۔ موت محض جسمانی زندگی کا اختتام نہیں ہے بلکہ خدا سے دوری اور جدائی ہے۔ جس لمحے آدم نے ممنوع پھل کھالیا اور خدا کی نافرمانی کی وہ جسمانی طور پر نہیں مرا بلکہ وہ روحانی طور پر مر گیا کیونکہ وہ خدا سے جُدا ہو گیا۔[1]

بائبل کی کہانی خدا کی کہانی ہے جہاں وہ اِنسان کی اُس اصلی حیثیت اور زندگی جو وہ کھو چکا ہے بحال کر رہا ہے۔ جب آدم اور حوا نے گناہ کیا وہ ننگے اور شرمندہ تھے اور خدا سے چھپ گئے۔ خدا مہربان تھا کہ اُس نے اُن کے ننگے پن کو جانوروں کی کھال سے چھپایا۔ پھر خدا نے وعدہ کیا کہ وہ ایک شخص کو بھیجے گا۔ اور وہ عورت کی ایک نسل سے ہوگا جو شیطان اور اُسکی موت کی طاقت کو تباہ کر دے گا (پیدایش 3:15)۔ چھٹکارا، رہائی یا نجات دینے والے کا وعدہ غیر مشروط تھا یعنی کسی شرط کے ساتھ نہیں تھا کہ اگر کوئی اِس کے لائق ہوگا تو ہی اُسے چھٹکارا ملے گا۔ برعکس اِس کے یہ وعدہ اُن کے ساتھ کیا گیا جو کسی طور پر بھی اِس کے لائق نہیں تھے۔ اور اِس کے پورے ہونے تک اِنسانوں کو محض یہ کرنا تھا کہ خدا کے وعدے پر ایمان رکھیں اور اُسکے پورے ہونے کا انتظار کریں۔ خدا کا وعدہ اُس

۱۔ پیدایش 2:15-17؛ 3:1-19

وقت زیادہ خاص اور مخصوص بن گیا جب اُس نے ایک مخصوص آدمی کو چنا یعنی ابرہام کو، تاکہ خدا اپنے کام کو خاص لوگوں سے شروع کرے جو آئندہ اُسکے فضل کا وسیلہ بنیں گے۔ خدا نے ابرہام سے ایک سرزمین، ایک خاص وارث اور ساری دنیا کے لئے ایک برکت کا وعدہ کیا۔ ابرہام ہی کیوں؟ اِسکی کوئی وجہ بیان نہیں کی گئی۔ تاہم جب اُسکے ساتھ وعدہ کیا جا چکا تو اگرچہ وہ کامل نہیں تھا ابرہام وفادار اور فرمانبردار رہا۔ کوئی وجہ بتائے بغیر یہ وعدہ اُسکے ساتھ، اُسکے بیٹے اضحاق اور اُسکے پوتے یعقوب کے ساتھ دہرایا گیا (پَیدایش 12:1-3؛13:14-16؛15:5؛17:5-8؛22:17-18؛ 26:3-4،24؛28:13-15؛35:11-12)۔ خدا کے اِس وعدے کی یقین دہانی تین نسلوں کے ساتھ اِن الفاظ کے ساتھ دہرائی گئی کہ ''میں دونگا۔۔۔'' خدا نے یہ نہیں کہا کہ ''میں دونگا۔۔۔اگر۔۔۔'' یوں ہوتا تو اِسکا مطلب یہ تھا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جسکو ہم خرید سکتے ہیں یا جس کو پانے کے لئے ہم کوشش کر کے خود کو اُسکا اہل ثابت کر سکتے ہیں۔ اِس کے برعکس اس وعدے کی تکمیل کا پورا اِنحصار خدا اور اُسکے مہربان کرِدار پر منحصر تھا۔ یہ اُن کے لئے مفت تحفہ تھا جو اُسکے لائق نہ تھے۔ اضحاق اور یعقوب دونوں دھوکہ دہی کے واقعات سے اپنی نا اَہلیت کو ظاہر کر چکے تھے (پَیدایش 26:6-10؛27:1-36) یعنی اپنے کرِدار اور کاموں کے باعث وہ ثابت کر چکے تھے کہ وہ اِس تحفہ کو پانے کے لائق نہیں ہیں۔ تاہم خدا کا وعدہ باطل نہیں ہوا کیونکہ اُسکا انحصار کمزور اِنسانوں کی وفاداری پر نہیں بلکہ اُسکے اپنے کلام اور وفاداری پر تھا۔

پس خدا نے ابرہام سے خصوصی اور مخصوص شدہ وعدہ کے فرزندوں کی ابتدا کی یعنی یہودی نسل کی، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودی ہی کیوں؟ ایسا نہیں تھا کہ وہ خدا کی برکات کے لائق تھے۔ اُنکی تاریخ مسلسل اور لگاتار نافرمانی کی واضح تصویر ہے۔ ہم اُس شخص کے ساتھ متفق ہوں گے جس نے طنزاً کہا کہ ''خدا نے یہودیوں کو چن کر عجیب کام کیا!'' ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ خدا نے

یہودیوں کو چنا کیونکہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ خدا کا فضل ساری الٰہی تاریخ میں یکساں یعنی ایک سا رہا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اُسکے وعدے داؤد بادشاہ کے ساتھ زیادہ واضح اور خاص ہو گئے۔ جب اُس نے وعدہ کیا کہ داؤد کا ایک بیٹا بادشاہی تخت پر ہمیشہ کے لئے بیٹھے گا۔ یہ وہی وارث ہے جس وارث کے بارے میں پہلے پیدائش کی کتاب میں وعدہ کیا گیا تھا۔ اُسکے بارے میں ظاہر کیا گیا کہ وہ داؤد بادشاہ کی مانند اور داؤد بادشاہ سے ہوگا (2۔سموئیل 7:12-13 مقابلہ کریں، لوقا 1:31-33)۔ یہاں پھر یہ سوال جنم لیتا ہے کہ داؤد ہی کیوں؟ اور اُسکی ہرگز یہ وجہ نہیں تھی کہ وہ خدا کے فضل کے لائق تھا۔ داؤد کی زندگی کچھ بڑے بڑے گناہوں کے باعث مسخ اور داغ دار تھی۔ لیکن خدا کا فضل ہمیشہ اُن کے لئے ہے جو اُس کے لائق نہیں ہوتے۔ اور اِسی لئے اُسکے فضل کا حصول کسی انسانی عمل پر منحصر نہیں ہے بلکہ خدا کی وفاداری، اُسکے اپنے کردار اور کلام پر۔

فضل سے معمور یسوع

خدا نے جس مخلصی کا وعدہ کیا اُسکی تکمیل داؤد کی نسل سے پیدا ہونے والے یسوع مسیح میں ظاہر ہوئی۔ جو یہودیوں کا بادشاہ بنے گا۔ یسوع خود خدا تھا جو اِنسانی جامہ پہنے ہوئے ایک عورت سے معجزانہ طور پر پیدا ہوا۔ خدا نے اَبدیت سے باہر نکل کر اِنسانی تاریخ میں قدم رکھا تاکہ اپنے وعدے کو پورا کر سکے۔ یسوع مسیح کے بارے میں کچھ یوں بیان ہے کہ وہ "فضل اور سچائی سے معمور" تھا (یُوحنّا 1:14)۔ اِسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے خدا کے اُس برتاؤ اور رویے کا اعلیٰ اظہار تھا جس کے ہم لائق نہیں تھے۔ اور ہمارے ساتھ خدا کے وعدے کی انتہائی تکمیل تھا۔ یسوع زمین پر اِس لئے نہیں آیا کہ ہم اُسکے حقدار یا لائق تھے۔ اِس کے برعکس وہ ایسی دنیا میں آیا جو بدی کے باعث تاریک تھی۔ ایک ایسی دنیا میں جہاں اُسے رَد کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اُسکے

اپنے لوگوں یعنی یہودیوں نے اُسے رَد کر دیا (یُوحنّا 1:10-12)۔

جب وہ اِس زمین پر چلتا تھا تو لوگ خدا کے مجسم فضل کو اُس میں دیکھتے تھے۔ جب وہ خدا کی بادشاہی کا اَعلان کرتا تھا تو ساتھ ہی وہ خدا کے پُرمحبت دردمندی اور ترس کے بارے میں بھی سکھاتا تھا۔ اُسکے کام فضل اور سچائی کے توازن کا اظہار تھے: سچائی یعنی جب وہ خدا کی سچائی کے مخالفین کو جھڑکتا تھا اور فضل جب وہ ضرورت مندوں کی مدد کرتا اور اُنکو شفا دیتا تھا۔ یسوع کے کام اور رویہ دوسروں کے لئے محبت، صبر، رحمدلی اور نرم دلی سے بھرپور تھے۔ یسوع مسیح کا فضل اور سچائی اُس وقت اپنے انتہائی عروج پر تھے جب کلام کے مطابق اور اس میں درج ساری توقعات کے مطابق اُس نے خوشی سے اپنی جان صلیب پر دے دی اور مردوں میں سے جی اُٹھا، تاکہ گنہگاروں کی حیثیت سے ہماری ضرورت کو پورا کرے۔

یسوع مسیح خدا کے محبت بھرے فضل کو ضرورت مندوں اور نالائق گنہگاروں تک پہنچاتا ہے۔ اِسی لئے بائبل فرماتی ہے کہ یسوع میں ''خدا کا وہ فضل ظاہر ہوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے'' (طِطُس 2:11)۔ یسوع مسیح مجسم خدا، اُس نے خدا کے فضل کو ہم پر ظاہر کیا اور اُس نے اِس دنیا میں آکر گناہ اور موت سے ہمیں چھٹکارا دلایا، ہمیں آزاد کیا۔ وہ نہ صرف خدا کے ساتھ ہمارا رشتہ بحال کرتا ہے بلکہ ہمیں دوبارہ اُسکے اِرادے اور منصوبے میں شامل کرتا ہے۔ یسوع ہم گنہگاروں کو زندگی دیتا ہے کیونکہ وہ زندگی ہے یعنی خدا کی زندگی۔

لیکن گنہگار کیوں؟ خدا کے دنیا کے ساتھ سارے برتاؤ اور رویے کے عین مطابق یسوع نے بھی اُن کو زندگی نہیں دی جو اِسکے لائق تھے (کیونکہ ایسا کوئی ہے ہی نہیں!) اس کے برعکس وہ اُن کو زندگی دیتا ہے جو اِسکے لائق نہیں ہیں۔ جن کو اِسکی اشد ضرورت ہے۔

آج کے دَور میں فضل

جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ خدا لوگوں کو گناہ سے بچاتا ہے تو اِس بات کی کوئی اور تشریح نہیں کی جاسکتی یہ کام وہ فقط بذریعہ فضل کرتا ہے۔ ہم میں سے بہترین انسان بھی کامل نہیں ہے اور صرف ایسا شخص ہی خدا کی زندگی کو حاصل کرسکتا ہے جو کامل ہے، یعنی ہمیشہ کی زندگی اور صرف کاملیت ہی ہمارے لئے گناہوں سے معافی کو حاصل کرسکتی ہے۔ خدا ہمارے ساتھ اپنی اِس مہیا کی ہوئی نجات کی تجارت نہیں کرتا یعنی وہ یہ نہیں کہتا کہ میرے ساتھ یہ عہد یا وعدہ کرو تو تمہیں نجات مل جائے گی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہمارا بہترین عہد بھی آخر کار اُسکے معیار سے کم ہی نکلے گا۔ ضروری ہے کہ نجات کا انحصار خدا پر، اُسکے کرِدار، اُسکے وعدے، اُسکے کام اور اُسکے ہمارے ساتھ کئے گئے عہد پر ہو۔

بائبل میں انسانیت کی تاریخ وہ کہانی ہے جس میں محبت بھرا خدا نجات بطور تحفہ اور بالکل مفت دیتا ہے۔ یہ ہمیشہ سے اِسی طرح ہے اور اِسی طرح رہے گا۔ آج بھی آپ کے لئے یہی راستہ ہے۔ جی ہاں، سننے میں ایسی سچائی پر یقین کرنا مشکل لگتا ہے۔ لیکن جب تک آپ یہ اِیمان نہیں لائیں گے۔ آپ فضل میں پیوستہ نہیں ہوں گے۔ اور نہ خدا کی زندگی سے لطف اندوز ہوں گے۔

شاید آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کیا خدا عادل خدا نہیں ہے یا یہ کہ کیا اُسکا عدل یہ تقاضا نہیں کرتا کہ ہماری بدی کی سزا ہمیں دی جائے؟ اسکاِ جواب یسوع مسیح کے اُس کام کی تکمیل میں پنہاں یعنی چھپا ہوا ہے جو اُس نے خدا کے عدل کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے کردیا ہے۔

نظرِ ثانی کے لئے سوالات

۱۔آپ خدا کی محبت اور اُسکے فضل کے تعلق اور اُسکے عدل اور فضل کے تعلق کو کس طرح بیان کریں گے؟

۲۔وضاحت کریں کہ کس طرح یہودیوں کی تاریخ خدا کے فضل کی گواہ ہے؟

۳۔واضح کریں کہ کیوں یسوع کو ''فضل اور سچائی سے معمور'' کہا گیا؟

۴۔ساری بائبلی تاریخ میں خدا کا جو رویہ اور برتاؤ تھا اور آپ کی اَبدی نجات کے وقت جو اُسکا رویہ اور برتاؤ تھا آپ اِن دونوں میں کیا چیز مشترک دیکھتے ہیں؟

باب 3

حیران کردینے والا فضل

کچھ لوگوں کے لئے فضل کو سمجھنا اور قبول کرنا بے حد دشوار ہے کیونکہ اُنکے لئے یہ ایسی چیز ہے جسکی وہ توقع کر ہی نہیں سکتے۔ ہم خدا کے عدل کی توقع تو کرتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اپنے گناہوں کے باعث ہم اِسی لائق ہیں۔ یقیناً ہم خدا کے رحم کی اُمید لگاتے ہیں کہ شاید جس سزا کے ہم لائق ہیں خدا وہ سزا ہمیں نہیں دے گا۔ لیکن فضل ہمیں متعجب کر دیتا ہے، حیران اور حیرت زدہ کر دیتا ہے کیونکہ خدا ہمیں وہ برکات دیتا ہے جس کے ہم لائق اور اہل نہیں ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے میں ایک دوست کے ساتھ ایک ریستوران میں دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اور کھانا کھانے کے بعد میں ہاتھ دھونے کے لئے باتھ روم میں چلا گیا اور جب وہاں سے نکلا تو بے خیالی میں کھانے کے پیسے دیئے بغیر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے نکل آیا۔ آدھا میل کا سفر طے کرنے کے بعد اچانک مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور مجھے بے حد افسوس ہوا۔ پس میں فوراً واپس گیا اور جب میں ریستوران میں داخل ہوا تو میں اِنصاف اور سزا کی توقع کر رہا تھا۔ میں اُمید کر رہا تھا کہ یقیناً وہاں کے عملے نے پولیس کو فون کیا ہو گا یا کم از کم بے حد غصّے میں ہوں گے۔ اور یہ اُمید بھی کر رہا تھا کہ کاش وہ مجھ پر رحم کریں اور میری معذرت کو قبول کر لیں اور مجھے قیمت اَدا کرنے کا موقع دیں۔ لیکن میں اپنے لئے کیئے گئے فضل کے باعث حیران ہو گیا جب اُنہوں نے بتایا کہ جانے سے پہلے میرے

دوست نے چُپکے سے میرے کھانے کے پیسے اَدا کر دیئے تھے۔

یسوع کے ساتھ دو مجرموں کو صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ پہلے نے اپنے جرائم اور برے کاموں کے لئے کسی پچھتاوے کا اِظہار نہیں کیا۔لیکن دوسرے نے اِقرار کیا کہ وہ اِسی عدالت اور سزا کے لائق تھا۔ جب اُس نے کہا ''ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں۔'' اُور جب اُس نے کہا ''خداوند جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد رکھنا'' تو اُس نے تو رحم کی اُمید کی یا یہ کہ شاید یسوع اُسکی طرف نظرِ عنایت بڑھائے گا لیکن جو فضل اُس پر کیا گیا اُسکے سبب وہ حیران ہو گیا جب یسوع نے اُسکی توقعات کے بالکل برعکس اسے کہا کہ'' آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا'' (لوقا 23:39-43)۔ ہم اپنی اِس دنیا میں جہاں فضل ڈھونڈنے سے نہیں ملتا، عدالت کی توقع کرنے پر مجبور ہیں۔ قانون توڑنے والوں کو سزا دی جاتی ہے۔تعلیم کے میدان میں اچھے نمبر لانے ہوں، ملازمت پر ترقی ہو یا تنخواہ میں اضافہ ہمیں ہر کام کے لئے شدید محنت کرنی پڑتی ہے۔ہم توقع ہی کرتے ہیں کہ ہمیں وہ ملے جس کے ہم لائق ہیں۔ اور جب ہمیں اپنی قابلیت سے زیادہ مل جاتا ہے تو ہم ایسا محسوس کرتے ہیں کہ یہ کوئی خواب ہے۔اور اگر ہمیں یقین ہو ہی جائے تو ہم متعجب ہو جاتے، حیران اور حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔

ہمیں خدا کے فضل کی ضرورت کیوں ہے؟

ہم سب کو خدا کے فضل کی ضرورت ہے کیونکہ ہم سب نے گناہ کیا ہے۔ اور اِنصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم عدالت کے حقدار ہیں۔ یعنی حال میں اور اَبدیت خدا سے جدائی کی سزا کے حقدار۔ بائبل اِس بات کو بڑے واضح طور پر اور غیر مبہم انداز میں یوں بیان کرتی ہے''سب نے گناہ کیا اور خدا کے

جلال سے محروم ہیں'' (رومیوں 3:23)۔

ہر فرد خدا کی کاملیت کے معیار تک پہنچنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ ہم سب کو اپنی سزا سے چھوٹنے کے لئے، اُس سے رہائی اور چھٹکارا کے لئے خدا کی معافی کی ضرورت ہے۔ تا کہ خدا کی اَبدی زندگی حاصل کر سکیں۔ لیکن ہمارا گناہ اتنا گھمبیر ہے کہ ہم نیک اعمال یا نیک بننے سے اِس قرض کو چُکا نہیں سکتے۔ ''کیونکہ شریعت کے اَعمال سے کوئی بشر اُس کے حضور راستباز نہیں ٹھہرے گا۔ اِس لئے کہ شریعت کے وسیلہ سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے۔'' (رُومیوں 3:20)۔ دوسرے لفظوں میں پرانے عہد نامے کی شریعت کے تقاضے کے مطابق عمل کرنے سے یا کسی بھی قسم کے اور قوانین کے پلندے کو جاننے اور ماننے سے ہم خدا کے حضور میں قابلِ قبول نہیں ہو سکتے۔

راستباز ٹھہرائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ عدالتی طور پر خدا کے حضور میں قابلِ قبول ہونا یا مقبول ٹھہرنا یا خدا کے حضور میں راستباز قرار دیا جانا۔ سپریم جج کی حیثیت سے اپنے عدالتی کمرے میں خدا کو یہ اِختیار حاصل ہے کہ اپنی نظر میں کسی کو بھی راستباز ٹھہرا دے۔ جب بائبل یہ کہتی ہے کہ خدا راستباز ٹھہراتا ہے تو اِسکا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جس شخص کو راستباز ٹھہرایا جائے وہ شخص فوراً اپنے کِردار اور عمل میں راستباز بن جاتا ہے۔ البتہ یہ شخص فوراً ہی خدا کے سامنے قابلِ قبول ہو جاتا ہے۔ یعنی قانونی طور پر راستباز، بے گناہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں راست جج کی حیثیت سے خدا گناہ کی سزا کو مٹا دیتا ہے جو کہ موت ہے۔ اور اِس گنہگار کو مقبول ٹھہراتا ہے۔ اور یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ شخص راستباز ہے۔ کیونکہ اِس شخص کے پاس اب یسوع مسیح کی ''قبولیت'' یا راستبازی ہے۔ جو اُسے مفت میں دی گئی ہے۔ وہ شخص جو گناہ کے باعث مر چکا تھا اَب اُسکے پاس اَبدی زندگی ہے اور وہ خدا کے ساتھ ایک نیا تعلق شروع کرتا ہے۔

ہمیں فضل کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ خدا کا معیار بہت بلند ہے اور ہماری بہترین کوششیں بھی اُسکے سامنے ہیچ ہیں۔خدا کا معیار اُسکی اپنی کامل راستبازی ہے ۔ یہ کامل راستبازی پرانے عہد نامے کی شریعت سے منعکس ہوتی ہے جسکا دِل دس احکام ہیں اور جن کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔

حقیقی معبود کو چھوڑ کا کسی اور معبود کی عبادت نہ کرنا۔

خدا کی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔

خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔

سبت کا دن پاک ماننا۔

اپنے والدین کی عزّت کرنا۔

خون نہ کرنا۔

زِنا نہ کرنا۔

چوری نہ کرنا۔

جھوٹ نہ بولنا۔

لالچ نہ کرنا۔

اگر ہم مبالغہ آرائی سے کام نہ لیں اور سچ بولیں تو ہر ایک شخص یہ اِقرار کرے گا کہ اُس نے کم از کم مندرجہ بالا اَحکام میں سے کوئی ایک حکم توکسی وقت میں توڑا ہی ہوگا۔لیکن اگر ہم یسوع کی طرح ان احکام کی تشریح کریں توہمیں احساس ہوگا کہ ہم اپنی سوچ اور خیال سے کہیں زیادہ گنہگار رہیں۔مثال

کے طور پر ہوسکتا ہے کہ ہم نے جسمانی طور پر کسی کا خون نہ کیا ہو لیکن یسوع نے کہا ''تم سن چکے ہو کہ اَگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی اپنے بھائی پر غصّہ ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا'' (متّی 5:21-22)۔

اِس معیار کے مطابق ایسا شخص جس نے کبھی بھی جسمانی طور پر کسی کو قتل تو نہیں کیا ہے تو بھی وہ کسی کو غیر ضروری اور بے جا غصّہ کرنے کے سبب سے ذہنی قتل کا مرتکب ہے۔اِسی طرح ہوسکتا ہے کہ ہم نے کسی کے ساتھ ناجائز جنسی تعلقات قائم نہ کئے ہوں لیکن یسوع نے زِنا کاری کو زیادہ وسیع پیمانے پر بیان کیا ہے ''تم سن چکے ہو کہ اَگلوں سے کہا گیا تھا کہ زِنا نہ کرنا، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دِل میں اُسکے ساتھ زِنا کر چکا۔'' (متّی 5:27-28)۔ایک بار پھر یسوع کے کہنے کے مطابق وہ لوگ جو ظاہری طور پر جنسی گناہ کے بارے میں بےقصور ہیں تو بھی وہ اَندرونی خیالات اور سوچوں کے باعث گنہگار ہیں اور مجرم ٹھہرائے جاتے ہیں۔

جب ہم خدا کے معیار کو اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ وہ محض جسمانی عمل نہیں بلکہ اِس میں خیالات اور نیت بھی شامل ہے، تو ہم اِس بات کا اِقرار کریں گے کہ شاید ہم نے سارے کے سارے دَس احکام کو توڑا ہے! یقیناً خدا کا معیار بہت بُلند ہے اور ہماری پہنچ سے باہر ہے۔

جب ہم یہ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا کا معیار بہت بُلند ہے تو ہم جان جائیں گے کہ ہماری بہترین کاوشیں بھی اُسکے سامنے ہیچ ہیں۔اولاً تو ہمارا قرض بہت زیادہ ہے ''سب نے گناہ کیا!'' گناہ ہر اُس عمل اور کام کا نام ہے جو خدا کے کاملیت کے معیار پر پورا نہیں اُترتا یا اُسکے احکام کو توڑنا۔اور اِس جرم کا تقاضا اِنصاف ہے۔ اور گناہ کی جائز سزا موت ہے یعنی خدا سے جدائی۔لیکن نیک اعمال اس کا ہرجانہ نہیں بن سکتے۔ یہ سوچنا کہ ہمارے کام یا اعمال اس کی قیمت بن سکتے ہیں خدا کی کامل پاکیزگی

کو کمتر سمجھنے کے مترادف ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ شاید ہماری ہلکی سی اور تھوڑی سی قیمت اُسکے کامل اور غیر محدود معیار کو تسکین پہنچا سکتی ہے۔ یہ سوچ ہی پچھتاوے کا باعث ہے کیونکہ خدا کے کرِدار کی توہین ہے۔

مزید یہ کہ ہمارے نیک اَعمال بھی آلودہ ہیں۔ اِس لئے ہم پڑھتے ہیں کہ ''کوئی بھلائی کرنے والا نہیں ،ایک بھی نہیں'' (رُومیوں 12:3) پہلی نظر میں ایسا لگتا ہے کہ یہ بیان حقیت کو ظاہر نہیں کرتا کیونکہ ہم لوگوں کو دیکھتے ہیں جن میں غیر مسیحی بھی شامل ہیں کہ وہ نیک کام کرر ہے ہیں۔ مثلاً پڑوسیوں کی مدد کرتے ہیں، عطیات دیتے ہیں ،اسپتال تعمیر کرتے ہیں، جانوروں کے علاج کے لئے کام کرتے ہیں اور اِسکے علاوہ وہ بہت سے کام کرتے ہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ بغاوت کے پس منظر میں نیک اعمال خدا کی نظر میں نیک نہیں ہیں۔ بغاوت سے یہاں مراد یہ ہے کہ خدا کے انعام یعنی اُسکے بیٹے کو رد کرنا اور ساتھ ہی ساتھ نیک اَعمال اور اچھّے کاموں کے ذریعے اُس کی نظرِ عنایت حاصل کرنے کی ہر کوشش کرنا۔ یہ اپنی ذات کو اُونچا کرنے اور خدا کی اَہانت اور بے عزّتی کے سِوا کچھ بھی نہیں ہے۔ تصور کریں کہ کوئی ماں اپنے چھوٹے بیٹے کو کہے کہ جا کر اَپنا کمرہ صاف کرو اور جب تک کام پورا نہیں ہو جاتا تم وہیں رہو۔ لیکن وہ لڑکا اپنا کمرہ صاف کرنے کے بجائے کھڑکی سے باہر کھسک جاتا ہے اور جا کر ماں کی گاڑی دھونے لگ جاتا ہے۔ تو کیا یہ کوئی نیکی کا کام ہے؟ اگر ہم اِسے نافرمانی اور بغاوت کے تناظر میں سمجھیں تو بالکل نہیں۔

مزید یہ کہ ہماری بہترین کاوشیں اور کوششیں اس لئے بھی اچھی نہیں ہیں کیونکہ بھلائی کے بارے میں ہمارے خیالات زیادہ مناسب نہیں ہیں کیونکہ انسان اکثر اپنی زندگی اور بھلائی کے کاموں کا موازنہ دوسرے لوگوں کی اچھّائی اور کاموں کے ساتھ کرتا ہے۔

کوئی بھی مرد اور عورت اُسی وقت تک اچھےّ ہیں جب تک کہ وہ اپنے اِرد گرد رہنے والے لوگوں کے ساتھ اپنا مقابلہ اور موازنہ کرتے ہیں دوسرے الفاظ میں جب تک ہم اپنی نیکی اور اَعمال کا موازنہ ایک دوسرے سے کرتے ہیں تو ہم خود کو بہت بڑا اور نیک محسوس کرتے ہیں لیکن اگر ہم یہ موازنہ خدا کی نیکی اور اَعمال کے ساتھ کریں تو ہم قطعی طور پر ناکام ہیں کیونکہ خدا کی اچھّائی کا مطلب سراسر اور قطعاً کامل اچھّائی ہے۔ بائبل ہمیں ایک نوجوان کے بارے میں بتاتی ہے جو یہ سوچتا تھا کہ وہ نیک ہے اور جب اُس نے یسوع کو ''نیک اُستاد'' کہہ کر پکارا، یسوع کا جواب چبھتا ہوا تھا، ''تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں سوائے ایک کے اور وہ خدا ہے'' (متّی 17:19)۔ جبکہ وہ نوجوان اپنی نیکی کا موازنہ بہت سے لوگوں کے ساتھ کر رہا تھا یعنی یہ کہ وہ بہت سے لوگوں سے بہتر تھا لیکن یسوع نے نیکی کے بارے میں بالکل مختلف زاویے سے بات کی یعنی خدا ساری نیکی کا واحد اور اعلیٰ ترین معیار اور پیمانہ ہے۔ اور اِس طرح یسوع نے ہمیں نیکی کی یہ سمجھ اور تشریح پیش کی اور اُس نے خدا اور اِنسان کے بیچ میں نہ ختم ہونے والے فاصلے کو دِکھا دیا۔ اِسی لئے رومیوں 12:3 میں لکھا ہے کہ کوئی راستباز نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہم نیکی یا نیک دکھائی دینے والے کام کرتے ہیں لیکن ہم خدا کی مانند نیک یا راستباز نہیں ہیں۔ ہماری گناہ آلودہ حالت کا واحد نتیجہ ہمارے لئے رومیوں 3:19-20 میں پیش کیا گیا ہے۔

اَب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچھ کہتی ہے اُن سے کہتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں۔ تاکہ ہر ایک کا منہ بند ہو جائے اور ساری دنیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے۔ کیونکہ شریعت کے اَعمال سے کوئی بشر اُس کے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا۔ اِس لئے کہ شریعت کے وسیلہ سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے۔

پس ہم سب خدا کی نگاہ میں قصوروار ہیں اور از خود اپنے حق میں کوئی جواب یا دلیل پیش نہیں کر سکتے ۔ دوسری طرف اِنسانی دِلوں میں ایک لحاظ سے منقش، گھڑے ہوئے یا کھُدے ہوئے پرانے عہد نامہ کے قانون اور خدا کے اِخلاقی اُصولوں کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اُنکی مدد سے ہم خدا کی راستبازی کو خرید سکیں گے، بلکہ یہ اِس لئے دیئے گئے کہ ہم اَپنے گناہ سے واقف ہو جائیں، انھیں پہچان سکیں ۔ ہم شریعت کا موازنہ ایک ایکسرے مشین کے ساتھ کر سکتے ہیں ۔ہم اپنے اندرونی جسمانی مسائل اور بیماریوں کو جاننے کے لئے ایکسرے کرواتے ہیں ۔لیکن ایکسرے مشین سے ہمیں ہرگز یہ توقع نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے اندرونی مسائل اور بیماریوں کو ٹھیک کر دے ۔ بلکہ اسکا کام اور مقصد بیماری کا پتہ لگانا ہے اور جب ہم اپنے مسئلے اور بیماری سے واقف ہو جاتے ہیں تو پھر ہم مناسب علاج کروا سکتے ہیں ۔

اگر ہم درست طور سے رومیوں کے خط کو پڑھیں اور اس میں موجود سوچ کے ارتقا کو سمجھیں تو رُومیوں 12:3 تک پہنچتے پہنچتے ہم یہ جان جاتے ہیں کہ ہم مکمل اور حقیقی طور پر خدا کے سامنے گنہگار اور مجرم کی حیثیت سے کھڑے ہیں ۔ پولس رسول نے ہماری حالت کی بدترین تصویر کشی کی ہے ۔ ہمارا ایک مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں ہم خدا کی عدالت سے بچنے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔ ہم نیکی کر کے اپنی برائی کا علاج نہیں کر سکتے ۔ہمیں کسی اور کی مدد کی ضرورت ہے !

ہماری مدد کے لئے خدا کا جواب اور علاج

رُومیوں 12:3 کے اگلے الفاظ قابلِ ستائش ہیں، ''مگر اَب ۔۔۔'' اِن الفاظ سے پولس رسول خدا کے اس کام کا اعلان کرتا ہے جو اس نے ہمارے مسئلے کے حل کے لئے کیا ہے ۔ہمیں تاریکی اور

نااُمیدی میں نہیں چھوڑا گیا اور نہ ہی ہمیں ہمارے گناہوں کی قیمت چکانے کے لئے تنہا چھوڑا دیا گیا ہے یعنی ہمیں خدا سے اَبدی جدائی میں نہیں چھوڑا گیا۔

مگر اَب ۔۔

یہ الفاظ ایک بابرکت موازنے کو پیش کرتے ہیں! ہمیں سزا کے لئے نہیں چھوڑا گیا۔ خدا نے ہمارا مسئلہ حل کر دیا۔ لیکن یہ ہماری کاوشوں کے ذریعے نہیں ہوا کہ ہم نیکی کریں یا پرانے عہد نامے کی شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں لگے رہیں۔ رُومیوں 3:21-22:

> مگر اَب شریعت کے بغیر خدا کی ایک راستبازی ظاہر ہوئی ہے۔ جس کی گواہی شریعت اور نبیوں سے ہوتی ہے۔ یعنی خدا کی وہ راستبازی جو یسوع مسیح پر اِیمان لانے سے سب اِیمان لانے والوں کو حاصل ہوتی ہے کیونکہ کچھ فرق نہیں۔ ‘‘

ہم خدا کی راستبازی کو یسوع مسیح پر اِیمان لانے سے حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ کہ یسوع مسیح نے ہماری سزا کو اُٹھا لیا ہے۔ اور خدا کے عدل کا تقاضا پورا کر دیا ہے۔ اور پھر وہ مردوں میں سے جی بھی اُٹھا، تاکہ ہمیں اپنی اَبدی زندگی کا وارث بنائے۔ اور اِیمان وہ وسیلہ ہے جس سے ہم اَبدی زندگی حاصل کرتے ہیں۔ یعنی ابدی زندگی اس وقت ملتی ہے جب ہمیں مسیح کی راستبازی مِل جاتی ہے۔ ایک عدالتی فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ اَب ہم خدا کے سامنے راستباز ٹھہرائے جا چکے ہیں۔

اِس تحفے کی قیمت کسی کو اَدا کرنی پڑی

اپنے اِنصاف کرنے کی صفت اور خوبی کو برقرار رکھتے ہوئے کس طرح خدا اِنسانوں کو جرُم سے برَی کر کے فوراًان کو اپنے حضور میں قبول کر سکتا ہے؟ چھٹکارا کسطرح مفت ہو سکتا ہے جبکہ خدا کا تقاضا یہ ہے کہ گناہ کی سزا موت ہے۔اور جبکہ ہم اپنے عمل سے راستباز نہیں ٹھہر سکتے، خدا کو وہ کام کرنا پڑا جو ہم نہیں کر سکتے تھے۔اس بے حد خاص آیت پر غور کریں جس کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ ہم سب گنہگار ہیں:

"۔۔۔مگر اُس کے فضل کے سبب سے اُس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔" (رُومیوں 3:24)

یہ آیت یہ بتاتی ہے کہ ہم جو گنہگار ہیں کس طرح راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ راستباز ٹھہرائے جانے کا مطلب ہے راستباز قرار دیا جانا یا خدا کے حضور میں مقبول ٹھہرنا۔شریعت کی نظر میں ہمیں مزید قانون توڑنے والے کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔حقیقت تو یہ ہے جب ہم خدا کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ ہمیں اُسی نظر سے دیکھتا ہے جس سے وہ اپنے بیٹے کو دیکھتا ہے یعنی کامل اور راستباز۔

آیت 24 کا ہر لفظ اہم ہے۔ہم "فضل کے سبب۔۔۔مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں" اگر آپ غور کریں تو آپ سوال کریں گے کہ لفظ مفت کیوں استعمال کیا گیا؟ کیونکہ فضل کے معنی ہی مفت تحفہ کے ہیں۔کیا یہ بلا ضرورت نہیں؟ ہاں ہے تو ایسا ہی ہے لیکن بائبل میں جس کسی بات کو بار بار دہرایا جاتا ہے تو اِسکا عموماً یہ مطلب نکلتا ہے کہ کسی بات کو واضح طور پر سمجھانے کے لئے اس پر زور دیا جا رہا ہے۔خدا اس بات پر اصرار کرتے ہوئے زور دے رہا ہے اُسکا فضل قطعی اور بالکل مفت ہے۔ہم اچھّا یا نیک بننے سے یا نیک کام کرنے یا برُے کام نہ کرنے سے اُسکا فضل حاصل نہیں کر سکتے۔

تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا چھٹکارا یعنی اَبدی نجات ہمیں کس طرح مکمل طور پر مفت تحفے کے طور پر دے دی جاتی ہے؟ یہی آیت ہمیں بتاتی ہے کہ یہ تحفہ ہمیں مفت دیا گیا ہے کیونکہ کسی اور نے اِسکی قیمت اَدا کر دی ہے۔**یعنی یسوع مسیح نے** ۔ یہاں استعمال ہونے والے لفظ مخلصی اِس بات کا اِظہار کرتا ہے کہ کسی فرد، شے یا چیز کو قیمت دے کر چھڑایا جائے۔ یہ قیمت ہم نے نہیں چکائی بلکہ یہ قیمت خدا کے بیٹے یسوع مسیح نے چکائی ہے۔صرف اُس کی بے داغ زندگی ہی ہم میں سے ہر ایک کے گناہوں کی قابلِ قبول قیمت ہوسکتی ہے۔تا کہ ہم گناہ کی سزا سے آزاد ہوسکیں۔

چونکہ یسوع رُوح القدّس کے وسیلے سے ایک کنواری سے پیدا ہوا اس لئے وہ ہماری گناہ آلودہ فطرت سے جو ہمیں باپ دادا سے وراثت میں ملتی ہے پاک تھا۔اور پھر اُس نے بغیر کسی گناہ کے ایک معصوم، کامل اور بے داغ زندگی بسر کی۔ جب وہ صلیب پر مر گیا تو کسی بھی گناہ کی قیمت چکانے کے لئے یہ کامل قربانی تھی پھر چاہے وہ گناہ کتنا ہی گھنونا کیوں نہ ہو۔ نہ صرف اس نے کامل قربانی پیش کی بلکہ چونکہ وہ مجسم خدا تھا لہٰذا وہ اَبدی قربانی بن گیا جو ہر بشر کے لئے، ہر مقام اور سب زمانوں کے لئے کافی تھی۔ جب وہ مردوں میں سے جی اُٹھا تو اُس نے ظاہر کر دیا کہ وہ نہ صرف اَبدی زندگی کا دینے والا ہے بلکہ وہ خود زندگی ہے۔

ہر تحفہ دینے والے کو اُس کی قیمت اَدا کرنی پڑتی ہے نہ کہ تحفہ حاصل کرنے والے کو۔فضل کے اِس تحفے کی قیمت کسی اور نے اَدا کی ہے۔اور وہ خدا ہے جس نے اِس کی قیمت اپنے بیٹے کی صورت میں اَدا کی ہے۔ اِس طرح یہ ہمارے لئے مکمل طور پر بالکل مفت ہے۔ہم نجات حاصل کر چکے ہیں اُس زندگی کے سبب سے جو ہم کبھی گزار ہی نہیں سکتے تھے، یعنی یسوع جیسی پاک اور کامل زندگی اور اس موت کے سبب سے جو ہم کبھی مرے نہیں! یسوع نے وہ قرض چکا دیا ہے جو ہم کبھی اَدا نہیں کر سکتے

تھے۔ جی ہاں! ہماری اَبدی نجات ہمارے لئے مفت تحفہ ہے کیونکہ خدا نے اُسکی قیمت اپنے بیٹے کی صورت میں اَدا کی ہے۔فضل تو واقعی ہمیں حیران کر دیتا ہے کیونکہ یہ قطعی طور پر مفت ہے اور ہم کسی طور پر بھی اِسکے اہل یا لائق نہیں ہیں۔ یہ وہ عدالت نہیں جس کی ہم توقع کرتے ہیں یا کوئی مبہم الٰہی رحم جس کی ہمیں اُمید تھی۔ ہمارے گناہوں کے بوجھ سے یہ پوری اور مکمل معافی اور چھٹکارا ہے۔ یہ خدا کے ساتھ نیا رشتہ ہے جو خدا ہی کے سے سبب ممکن ہو سکا۔ان باتوں اور کام کے باعث ہم حیران اور حیرت زدہ اور متعجب ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ اِنصاف پر مبنی نہیں لگتا۔ کیونکہ ہم جو اَبدی موت کے حقدار تھے تو بھی اُس ایک کے سبب سے بچائے گئے ہیں جو کبھی بھی موت کا حقدار نہیں تھا۔

کیا آپ فضل کے سبب سے حیران یا متعجب ہوئے تھے؟ کیا اَب ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ نے کسی ایسی چیز کو تھام لیا ہے جو اتنی اچھّی ہے کہ اِس پر یقین کرنا مشکل سا لگتا ہے۔ ہماری اَبدی نجات فقط فضل کے باعث ہے۔

نظرِ ثانی کے لئے سوالات

١۔آپ خدا کی عدل، رحم اور فضل میں کس طرح امتیاز کریں گے؟

٢۔آپ کے ذہن میں نیکی کا جو معیار ہے اُس کا موازنہ خدا کے نیکی کے معیار کے ساتھ کیجیئے۔

٣۔ہم کیوں اتنے اچھّے اور نیک نہیں بن سکتے کہ خدا کی راستبازی کے حقدار ٹھہر سکیں؟

۴۔راستباز ٹھہرائے جانے کا مطلب کیا ہے، اور کوئی شخص کس طرح راستباز ٹھہر سکتا ہے؟

باب 4

نجات بذریعہ فضل

بائبل اس بات کو بڑے واضح انداز سے بیان کرتی کہ ہم فضل کے وسیلے سے نجات پاتے ہیں۔ اِس کے علاوہ نجات پانے کا اور کوئی راستہ ہے ہی نہیں۔ تو پھر بہت سے اچھے لوگوں کے درمیان فضل کے معنی اور مطلب کے بارے میں اختلافِ رائے کیوں پایا جاتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ فضل کے مفہوم یا معنی کے بارے میں مختلف خیالات ونظریات کے حامل ہیں۔ جب غیر پیچیدہ اور سیدھے سادہ فضل کو کاموں اور اَجر کے ساتھ خلط ملط کر دیا جاتا یا الجھا دیا جاتا ہے تو پھر یہ فضل، فضل نہ رہا۔ کچھ لوگ فضل کے وسیلے سے نجات پانے کے مطلب اور مفہوم کو سراسر غلط انداز میں بیان کرتے ہیں؛ اُن کے نزدیک فضل کے وسیلہ نجات پانے کے لئے:

☆ ہم یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں اور ضروری ہے کہ اِسی کے ساتھ ساتھ اُسے اپنا آقا یا مالک جانتے ہوئے خود کو اُسکے سپرد کریں۔

☆ ہم یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں اور ضروری ہے کہ اِسی کے ساتھ ساتھ اُسکی خدمت کا وعدہ بھی کریں۔

☆ ہم یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں اور ضروری ہے کہ اِسی کے ساتھ ساتھ اپنے سارے گناہوں کو چھوڑیں۔

☆ ہم یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں اور ضروری ہے کہ اِسی کے ساتھ ساتھ تبدیل شدہ زندگی سے اس نجات کو ثابت کریں۔

☆ ہم یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں اور ضروری ہے کہ اِسی کے ساتھ ساتھ اُسکے حکموں کو مانیں۔

☆ ہم یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں اور ضروری ہے کہ اِسی کے ساتھ ساتھ پانی کا بپتسمہ بھی لیں۔

اِن تمام کی تمام باتوں میں یہ جملہ تو موجود ہے کہ ہم ''یسوع پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لائیں''۔ تاہم، چونکہ اِن سب میں کسی لیاقت یا ایسے کام کا ذکر بھی شامل ہے جو ہماری کوشش اور کاوش کی طرف اشارہ کرتا ہے تو یہ خدا کے فضل کی نفی یا اُس کو رَد کرنے کے مترادف ہے۔ کوئی بھی شخص اِس صورت میں نجات نہیں پا سکتا اگر وہ شخص نجات کے سلسلے میں خدا کے فضل کو خریدنے کی کوشش کرتا یا سودا بازی کرتا ہے۔ نجات بذریعہ فضل سے مُراد ہے کہ جو کچھ ہمیں دیا گیا ہے ہم اُسے لے لیں، اِسکے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اور یہیں اِیمان داخل ہوتا ہے، یعنی یہ وہ ذریعہ ہے جس سے ہم خدا کی اَبدی نجات کے تحفے کو قبول کرتے ہیں۔

فضل، اعمال نہیں

آئیں ہم فضل اور نجات کے بارے میں اُس حوالے سے شروع کریں جو اِسکے بارے میں سب سے زیادہ وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ اِفسیوں 9-8:2:

> ''کیونکہ تم کو اِیمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی بخشش ہے اور نہ اعمال سے سبب سے تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔''

یہاں چند سادہ وضاحتیں پیشِ خدمت ہیں:

۱۔ یہ خدا کا فضل ہی ہے جو ہمیں بچاتا ہے۔

۲۔ اِیمان وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے ہم فضل کو حاصل کرتے ہیں۔

۳۔ یہ فضل ہمارے اندر سے پیدا نہیں ہوتا۔

۴۔ وہ نجات جو ہم اِیمان سے حاصل کرتے ہیں خدا کی طرف سے ایک تحفہ ہے۔

۵۔ اِیمان کے وسیلہ اور بذریعہ فضل حاصل ہونے والی نجات ہمارے تمام نیک اعمال کو خارج کرتی ہے۔

۶۔ اگر کوئی شخص اعمال کے وسیلے سے نجات حاصل کرتا ہے تو اُس کو فخر کرنے کی گنجائش مل جاتی ہے جس سے مراد یہ ہے کہ خدا کے جلال کو اپنے لئے چوری کرنا۔

اس جملے میں ''یہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی بخشش ہے'' لفظ ''یہ'' اور ''بلکہ'' ایسے الفاظ ہیں جو ''نجات بذریعہ فضل'' کے مکمل خیال اور تعلیم کو پیش کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ الفاظ صرف فضل یا صرف ایمان کی جانب اشارہ کرتے ہیں، تاہم یہ الفاظ فضل یا اِیمان کی طرف اشارہ نہیں کرتے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اصل زبان میں الفاظ کی کوئی دوسری شکل استعمال کرنے کی ضرورت پیش آتی۔[۱] یہ اُس مکمل تصور کی طرف اشارہ ہے کہ ہماری نجات خدا کی بخشش ہے، ہماری نجات ہمارے اندر سے پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہمارے اندر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو کبھی بھی خدا کے فضل کے لائق ہو۔ اگر ہم اس کے مستحق بننے کے لئے کچھ کر سکتے ہیں جیسے کہ اچھے کام تو اس آیت کے مطابق ہم کو فخر کی گنجائش تھی۔ لیکن ذرا سوچیں: کیا ہم اُس خدا کے سامنے فخر کر سکتے ہیں جس نے ہماری خاطر

۱۔ اصل متن یعنی یونانی زبان میں ''یہ'' مخنّث یا بےجنس ہے، تاہم اگر اِس سے مراد ایمان ہوتا تو یونانی زبان میں اس کی حالتِ تانیث یا مؤنث شکل کا استعمال کیا جاتا۔ علاوہ ازیں، پہلے باب ہی سے ''نجات بذریعہ فضل'' ہی اس خط کا موضوع ہے اور یہ بات خصوصی طور پر آیات 2:4-9 میں نظر آتی ہے۔

اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا اُسکے سامنے کھڑے ہوکر ہم یہ کہیں گے کہ اَے خدا تیرا بیٹا ہماری نجات کے لئے کافی نہیں اور یہ کہ جو قیمت تو نے اَدا کی ہے وہ ہمارے اعمال کے مقابلے میں ہیچ اور کم تر ہے۔ اس طرح ہم خدا کی بے حد ہتک اور اہانت کے مرتکب ہوں گے۔ تصور کریں کہ اگر آپ اپنے کسی دوست کو جیل سے ضمانت پر رہا کروانے کے لئے اپنا سب کچھ بیچ ڈالیں اور باہر نکل کر آپ کا وہ دوست یہ فخر کرتا پھرے کہ اُس نے سخت محنت اور اچھے کِردار کے سبب سے اپنی ضمانت حاصل کی ہے تو آپ کیسی بے عزتی اور دل آزاری محسوس کریں گے! آپ کے تحفے کی بے قدری کی گئی آپ کی فیاضی کو نظر انداز کیا گیا۔ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ذرا تصور کریں کہ جو قیمت آپ نے چکائی وہ آپکا اپنا پیارا بیٹا تھا تو پھر آپکا حال کیا ہوگا؟

یہ آیت فضل کے بارے میں ہماری سوچ کو مضبوط کرتی ہے یعنی یہ کہ فضل خدا کے طرف سے مکمل طور پر مفت تحفہ اور بخشش ہے جس کے ہم نہ تو مستحق ہیں اور نہ ہی لائق ہیں۔ اگر ہمیں اس کے لئے کچھ کرنا ہی ہوتا یعنی کوئی سودا بازی کرنا ہوتی یا کسی قسم کا عہد یا فرمانبرداری کرنے کی ضرورت ہوتی تو پھر یہ فضل نہیں رہ جاتا۔ اَب ہمارے پاس ایک ہی انتخاب باقی رہ جاتا ہے۔ ہمیں خدا پر اُسکے مفت تحفہ کے حصول کے لئے اِیمان اور بھروسہ لانا ہے۔ اِیمان کا یہی کام ہے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی کے تحفہ کو قبول کرتا ہے۔ جو خدا نے ہمیں اپنے بیٹے یسوع کے کام کے وسیلے سے عطا کیا ہے۔

پس آپ نے دیکھا کہ فضل کا تقاضا ہے کہ ہم خدا کے حضور میں خالی ہاتھ آئیں۔ ہمارے پاس پیش کرنے کو کچھ ہے ہی نہیں۔ تحفہ یا بخشش پانے کے لئے ہم اُسے کچھ بھی نہیں دے سکتے اور نہ ہی کسی اور طریقے سے اُسکی قیمت چکا سکتے ہیں۔ ایک پھیلا ہوا خالی ہاتھ اِیمان کی اچھی تصویر ہے۔ جب ہم اِیمان کی بات کرتے ہیں تو اس میں ہمارے پاس ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو ہم پیش کرسکیں اِس

سے مراد صرف پیش کی گئی چیز کو حاصل کرنا ہے۔ پس اِسی طرح ہماری نجات بھی ہے۔ ہم خدا کی اَبدی زندگی کو فقط اِیمان لا کر حاصل کرتے ہیں کہ اُسکا وعدہ سچا ہے، کہ جو کوئی یسوع مسیح پر اِیمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُسکی ہے۔ فضل ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم اپنی محنت سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جو بس ہم لے لیتے ہیں۔

اِیمان کے کیا معنی ہیں؟

یونانی زبان میں فعل ''یقین کرنا'' کے لئے جو اِسم استعمال ہوا ہے وہ ہے اِیمان۔ یعنی کسی بات پر یقین کرنا۔ آئیں بھروسہ رکھنا یا یقین کرنے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں اپنے خیالات کو واضح کریں۔ کسی چیز پر بھروسہ کرنے کا مطلب ہے کہ ہم کسی چیز کی حقیقت کے بارے قائل ہو جاتے ہیں اور آمادہ ہو جاتے ہیں۔ ہم ایسا نہیں کہہ سکتے کہ ہم فلاں بات پر تقریباً یقین رکھتے ہیں، کیونکہ یا تو ہم یقین رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ ''کیا آپ کو معلوم ہے کہ پانچ اور پندرہ مل کر بیس ہوتے ہیں؟'' آپ کے تین ممکنا جواب ہو سکتے ہیں۔ (۱) ''جی ہاں! بالکل ٹھیک ہے۔'' (۲) ''معاف کیجئے مجھے معلوم نہیں ہے۔'' (۳) ''میں وثوق سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' اگر آپ کو شک ہے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ تقریباً یقین رکھتے ہیں، بلکہ اس سے مراد یہی ہے کہ آپ اَب تک یقین نہیں رکھتے۔

ایک اور مثال پیش ہے: آپ کو آج رات تک کرایہ اَدا کرنا ہے ورنہ آپ کو نکال دیا جائے گا لیکن آپ کا اکاؤنٹ تو بالکل خالی ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ میں نے آپ کے اکاؤنٹ میں کافی رقم ڈلوا دی ہے آپ چیک کے ذریعے رقم نکلوا لیں اور کرایہ اَدا کر دیں۔ ایک بار پھر آپ کے کچھ ممکنا

جوابات یہ ہو سکتے ہیں: (۱) آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے فوراً چیک لکھ دیں (۲) آپ مجھ پر یقین نہ کریں اور چیک نہ لکھیں، (۳) آپ تذبذب اور پریشانی کا شکار ہیں کہ چیک لکھیں یا کہ نہ لکھیں۔ اگر آپ کو شک ہے تو چیک لکھنا بے وقوفی ہوگا کیونکہ اگر میں سچ نہیں کہہ رہا تو چیک باؤنس ہو جائے گا اور آپ کو گھر سے نکال دیا جائے گا اور آپکو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ساری بات یہ ہے کہ آپ مجھے کتنا بااعتماد سمجھتے ہیں اور میری بات پر کتنا بھروسہ اور یقین کرتے ہیں۔ اگر آپ مجھے اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ میں اعتماد کے قابل ہوں تو آپ میری بات پر یقین، اعتبار اور بھروسہ کریں گے۔ اگر آپ میرے بارے میں یہ جانتے ہیں کہ میں قابلِ بھروسہ نہیں ہوں، تو یہ قطعی طور پر غلط نہ ہوگا کہ آپ میری بات پر اعتبار و بھروسہ نہ کریں۔ تاہم اگر آپ میرے بارے میں بہت کم واقفیت رکھتے ہیں تو یقینا میری بات پر بھروسہ آپ کے لئے جوئے کے ایک داؤ کی طرح ہوگا، اگر قسمت اچھی ہوئی تو چیک کیش ہو جائے گا ورنہ باؤنس ہو جائے گا! جب بات ہماری نجات کی ہے تو ہمیں یقین کرنا ہے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے کہ اگر ہم فقط سادہ دلی سے اُس کے بیٹے اور اُس کام پر جو اُس نے ہمارے لئے کیا ہے (ہمارے گناہوں کے لئے مواء اور جی اُٹھا) بھروسہ رکھتے ہیں تو وہ ہمیں ہمیشہ کی زندگی دے گا۔ خدا مکمل طور پر قابلِ بھروسہ ہے اور اپنے وعدوں میں سچا ہے۔

صرف ایمان اور صرف ایمان ہی لانا ہے

تقریباً دو ہزار سال پہلے ایک ڈرے اور سہمے ہوئے داروغہ نے ایک بے حد ضروری سوال کیا: ''صاحبو میں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟'' پولس رسول نے بڑا سادہ سا جواب دیا: ''خداوند یسوع پر اِیمان لا تو تُو اور تیرا گھرانہ نجات پائیگا۔'' اعمال 16:30-31 اُس وقت سے اَب تک مسیحی پولس کے اِس جواب کو لے کر بحث میں پڑے ہیں۔

پولس کا بڑا واضح مطلب تھا کہ ''یسوع پر اِیمان لانا، ایک ایسے شخص کے طور پر جو نجات دیتا ہے یعنی وہ نجات دہندہ ہے۔'' وہ خداوند یسوع مسیح کو خداوند کہتا ہے۔ جس میں سب سے پہلے تو اُسکی الوہیت مراد ہے اور اُسی کے ساتھ ساتھ یہ باعزت خطاب بھی ہے۔ جب دراوغہ نے پولس اور سیلاس کو عزّت سے پکارا تو اُس نے ''صاحبو!'' کا لفظ استعمال کیا یونانی زبان میں یہ اُسی لفظ کی ایک شکل ہے جس کا ترجمہ خداوند کیا گیا ہے۔[۲] دراوغہ کو فقط سیدھے سادہ انداز سے یہ یقین کرنا تھا کہ یسوع ہی وہ الٰہی ذات ہے جو اُسے بچا سکتی ہے۔ گو کہ اِس واقعہ میں ساری باتیں بیان نہیں کی گئیں یا ہمیں تفصیلات سے آگاہ نہیں کیا گیا تاہم قرین قیاس یہی ہے کہ پولس اور سیلاس نے اُس فلپی داروغہ کو یسوع کی جانب سے پیش کردہ اُس نجات کے بارے میں بتایا ہوگا جو اُس کی موت اور جی اُٹھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ وہ پیغام تھا جس کی منادی اُس وقت کے مسیحی کرتے تھے۔[۳] اِیمان لانے کے لئے اُس داروغہ کو فقط یسوع کے وعدے کو سچ ماننا تھا اور اِسکی وجہ یسوع کی شخصیت اور اُسکا وہ کام تھا جو اُس نے کیا تھا۔

لیکن داروغہ کو اِس بات کی ضرورت تھی کہ وہ فقط اِیمان لائے۔ یعنی اُسے کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ اچھے کام کرنا، حکموں یا قوانین کی دستاویز کو ماننا، کسی ذاتی ترقی یا کامیابی کی یا کسی عہد و پیمان کی۔ اُسے خدا کے وعدے اور اِنعام کو حاصل کرنے کے لئے اپنے اِیمان کے ساتھ کسی بھی چیز کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اُسکا سادہ اِیمان خدا کی بخشش، اُس کے تحفے کو پانے کے لئے کافی تھا۔

یہ وہ مقام ہے جہاں بہت سے لوگ فضل کے بارے میں درست طور پر نہیں سمجھ پاتے اور غلطی کا شکار

۲۔ خداوند کے لئے یونانی میں Kyrios کا لفظ ہے اور اس کا جمع کا صیغہ Kyrioi ہے جس کا ترجمہ ''صاحبو'' کیا گیا ہے۔

۳۔ مثلاً: اعمال 2:22-36؛ 3:15؛ 4:1-2؛ 10:34-43؛ 13:27-39۔

ہو جاتے ہیں۔اُن کے نزدیک فضل ایک ایسی چیز ہے جسے حاصل کرنے کے لئے اُس کے لائق بننے کی ضرورت ہے،خود کو اُس کا اہل ثابت کرنے کی ضرورت ہے، اُن کے نزدیک فضل مفت نہیں ہے بلکہ اُس کی قیمت چُکائے جانے کی ضرورت ہے اور اسی لئے اُن کا خیال ہے کہ اِیمان کے ساتھ کام شامل ہونے چاہیں یا کاموں سے اُسکو ثابت کرنا ضروری ہے یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اِیمان کے ساتھ مکمل سپردگی شامل ہے کہ کوئی یسوع کو اپنا مالک جان کر اپنی زندگی اُسے دے دے یا یہ کہ اِیمان ایک عہد ہے جو ہم خدا کے ساتھ کرتے ہیں(فضل کے ان غلط خیالات کو اگلے باب میں بیان کیا جائے گا)۔جب ہم فضل کے حقیقی مفہوم کو جان لیتے ہیں تو پھر یہ خیالات غلط لگنے لگتے ہیں۔ہم یسوع مسیح پر اِیمان کے وسیلے سے فضل اور محض فضل سے بچائے جاتے ہیں۔فضل سے نجات پانے کا مطلب ہے کہ ہم خدا کے ہمیشہ کی زندگی کے وعدے پر اِیمان لاتے ہیں اور ہرگز اسے خریدنے یا حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔نجات بذریعہ اِیمان سے مراد ہے کہ ہم خدا کے پاس کچھ نہیں لاتے سواءاپنے گناہ کے کیونکہ ہم خدا کے وعدے کو سچا مانتے ہیں۔فضل کسی اور انتخاب کی اجازت نہیں دیتا سواءاِیمان کے۔فقط بذریعہ فضل نجات پا جانا اور بچ جانا اور خدا کے وعدے کو فقط اِیمان کے وسیلے سے حاصل کرنا۔

نظرثانی کے لئے سوالات

ا۔تحفہ کیا ہوتا ہے اور کوئی چیز کس وقت تحفہ نہیں رہتی؟

۲۔نجات کیوں ہمارے لئے صرف اِیمان کے ذریعے دستیاب ہے؟

۳۔نجات کے لئے اپنے اعمال پر بھروسہ کرنے کے چند نتائج کیا ہو سکتے ہیں؟

۴۔آج کل جس طرح سے پیغام انجیل کی پیشکش کی جاتی ہے وہ بیانات اِیمان کے وسیلے بذریعہ فضل نجات کے بائبلی خیال کو پیچیدہ، نا قابلِ فہم یا مبہم بناتے ہیں؟

باب 5

فضل کی بھول بھلیاں

یہ ایک بالکل سیدھا سادہ سا تصور اور خیال ہے کہ ہمیشہ کی زندگی خدا کے وعدے پر اِیمان لانے والے کو بالکل مفت دی جاتی ہے۔ تاہم اس خیال کے متعلق لوگوں میں اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ ہمیشہ کی زندگی ایک مفت تحفہ ہے اس تصور میں اکثر فضل کے ناقص خیالات کی بدولت بگاڑ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ کچھ مسیحی اور دیگر مذاہب کے لوگ فضل کے متعلق بات چیت تو کرتے ہیں لیکن وہ اِسکے معنی و مفہوم کو بگاڑ کر پیش کرتے ہیں جس کی بدولت لوگوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم فضل کی اِن پیچیدہ بھُول بھلیوں کو احتیاط کے ساتھ پار کریں۔ ذیل میں عام طور پر پائی جانے والی کچھ غلط فہمیوں کا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح یہ غلط فہمیاں ہمارے اَبدی نجات کی سمجھ بوجھ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

بیش قیمت یا قیمتی فضل

کچھ لوگ نجات کے سلسلے میں قیمتی فضل کی بات کرتے ہیں۔ یہ بات سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے کہ خدا نے ہماری نجات کی بھاری قیمت چکائی ہے۔ کیونکہ اِس نجات کے بدلے میں خدا کے اِکلوتے بیٹے کی قربانی پیش کی گئی۔ تاہم کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ چونکہ ہماری نجات اتنی عظیم ہے اور خدا نے اس کے لئے اتنا کچھ دے دیا ہے تو پھر اس نجات کے وسیلے سے حاصل شدہ اَبدی زندگی سے لطف

اندوز ہونے کے لئے ہمیں بھی کوئی قیمت اَدا کرنی چاہیے۔ یہ بات اس خیال کی طرف لے جاتی ہے کہ خدا ہمیں اَبدی نجات نہیں دیگا جب تک کہ ہم پورے طور پر اپنے آپکو اُس کے سپرد نہیں کر دیتے، اُسکی خدمت کرنے کا وعدہ نہیں کرتے یا یہ کہ اپنی زندگی اسے سونپ نہیں دیتے یا کوئی قیمت اَدا نہیں کرتے۔ دوسرے الفاظ میں وہ سوچتے ہیں کہ اُنکی نجات اُنکے لئے بیش قیمت ہے۔ بعض دفعہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نجات پانے کے لئے ہمیں یسوع مسیح کو اپنی زندگیوں کا مالک بنانا چاہیے یا اُسے اپنی زندگی کے تخت پر بٹھانا چاہیے۔ اِیمانداروں سے اس قسم کا تقاضا کرنا جائز سمجھا اور قرار دیا جا سکتا ہے تاہم ایک ایسے شخص سے اس قسم کا تقاضا کرنا جو ابھی ایمان ہی نہیں لایا قطعاً اس فضل کے ساتھ میل نہیں کھاتا جس کا ذکر بائبل میں ہم دیکھتے ہیں۔ اگر خدا ہمیں صرف اُسی وقت فضل دے گا جب ہم چند شرائط پر عمل کریں گے تو پھر وہ تو فضل نہ رہا۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ بائبل فضل کی غیر مشروط حالت کے بارے میں بڑے واضح انداز سے بیان کرتی ہے۔ فضل قیمتی نہیں بلکہ یہ تو بالکل مفت ہے۔

سستا یا کم قیمت فضل

جب ہم فضل کے بالکل مفت ہونے کی بات کرتے ہیں تو کچھ لوگ اس خیال پر طنز کرتے ہوئے کم قیمت یا سستے فضل جیسی کی اِصطلاح کا استعمال کرتے ہوئے اس خیال کی توہین کرتے ہیں۔ جس طرح قیمتی فضل کا تصور بائبل میں نہیں پایا جاتا، اُسی طرح سستے فضل کا نظریہ بھی بائبل میں موجود نہیں۔ یاد رکھیں، فضل نہ تو بیش قیمت ہے اور نہ ہی کم قیمت، نہ یہ قیمتی ہے اور نہ ہی سستا بلکہ یہ تو مفت ہے۔ وہ لوگ جو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ فضل مفت ہے وہی لوگ بائبل کی صحیح تعلیم دے رہیں۔ بائبل مقدس ایسے لوگوں کے بارے میں بتاتی ہے جو خدا کے فضل کو حقیر جانتے یا اُسکا غلط استعمال کرتے ہیں اور اس طرح وہ فضل کی قدر و منزلت اور قیمت کو گرا دیتے ہیں جو ان کی زندگی میں فضل کی ہونی

چاہیے۔تاہم جو لوگ اَبدی نجات کو قطعی مفت تحفے کے طور پر پیش کر رہیں وہ اس کی قیمت کو ہرگز کم نہیں کر رہے۔ یہ فضل تو بالکل مفت ہے اور اس کے مفت ہونے سے خدا کی حیثیت یا نجات کا مقام کمتر نہیں ہوتے۔اس کے برعکس اس سے خدا کو جلال ملتا ہے اور اس کی اِدراک سے پرَے اور بیان سے باہر محبت کو جِلا ملتی ہے،اس سے ہمیں سچی عبادت اور دینداری کی زندگی بسر کرنے کی تحریک اور رغبت ملتی ہے۔فضل نہ ہی بیش قیمت ہے اور نہ ہی سستا یا پیچیدہ ہے یہ تو بہت سادہ اور مفت ہے۔

آسان اِیمان

اس تعلیم کے برخلاف کہ نجات خدا کا مفت انعام ہے بہت سے لوگ اور ایک تحقیر آمیز اصطلاح استعمال کرتے ہیں یعنی آسان اِیمان۔اس الزام کا مقصد اور اِطلاق یہ ہے کہ اگر ہم صرف یسوع پر اور صرف اِیمان کے وسیلہ فقط بذریعہ فضل نجات کی تعلیم دے رہے ہیں،جس میں کسی قسم کا عہد کرنا اور اعمال شامل نہیں ہیں (کیونکہ ان کے وسیلے سے ہم نجات خرید سکتے یا پھر اس نجات کو ثابت کر سکتے ہیں) پھر تو یہ تو بہت آسان راستہ ہے اور نتیجے کے طور پر ایسے رویے جنم لیں گے جو خدا کے فضل کی توہین اور اس کا غلط استعمال کریں گے۔ یہ اصطلاح بالکل غلط اصطلاح ہے کیونکہ اِیمان لانا اتنا آسان نہیں ہے۔

☆ یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے کہ میں ایک گنہگار رہوں جو خدا سے ہمیشہ کی جدائی کے لائق ہے۔

☆ یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے کہ میں خود کو اَبدی ہلاکت سے بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

☆ یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے کہ خدا انسان بن گیا، اس نے کامل زندگی گزاری اور مر گیا اور پھر مردوں میں سے جی اُٹھا۔

☆ یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے کہ دو ہزار سال پہلے جو جان دی گئی، جو قربانی پیش کی گئی، وہ آج میرے گناہ کی قیمت چکا سکتی ہے۔

☆ یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے کہ خدا مجھ سے اتنا پیار کرتا ہے اور وہ اتنا فراخ دل ہے کہ ہمیشہ کی زندگی مجھے مفت انعام کے طور پر دے دے گا۔

یہ یقین کرنا آسان نہیں ہے! تاہم یہ یقین سادہ ضرور ہے کیونکہ صرف ایک ہی شرط ہے: خدا کے پرُفضل تحفہ اور وعدہ پر یقین کرنا۔

معاون و مددگار فضل

کچھ مذاہب فضل کے متعلق بات تو کرتے ہیں لیکن وہ اس طرح سے اس فضل کو بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا کی وہ مدد اور معاونت ہے جو خدا ہماری کاوشوں اور کاموں کے سلسلے میں کرتا ہے۔ یہ لوگ فضل کو روحانی ترقی یا نیک اعمال یا عبادت میں اضافے کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر رومن کاتھولک کلیسیا میں سکھایا جاتا ہے کہ خدا اپنا فضل اُن کو بخشتا ہے جو سات ساکرامنٹ کو پورا کرتے ہیں یعنی بپتسمہ، عشائے ربانی، توبہ، استحکام، نکاح، کلیسیائی درجات (Holy Orders) اور بیماروں کی تیمارداری۔ اس تعلیم کے مطابق یہ ہے کہ صرف خدا کے نجات کے وعدے پر اِیمان کسی کو بچا نہیں سکتا۔ اس خیال کے مطابق ساکرامنٹ نجات کے حصول کا حصہ ہیں اور یہ ساکرامنٹ وہ کام یا اعمال ہیں جن پر عمل ہمارے لئے لازم اور ضروری ہے، تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ محض خدا کا فضل ہمیں بچانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اپنے اچھے کاموں کے ذریعے ہمیں خدا کے ساتھ تعاون کرنا ہے اور تبھی خدا ہمیں وہ فضل دے گا جو نجات کے لئے ضروری ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح یہ فضل،

ہرگز فضل نہیں ہے کیونکہ ہمیں اس فضل کو اپنے اعمال سے کمانے یا خریدنے کی ضرورت ہے۔

ناکافی فضل

کچھ مذاہب اور فرقے فضل کے بارے میں اچھے خیالات رکھتے ہیں، تاہم اُن کے نزدیک اس مطلب صرف خدا کی مہربانی اور رحمدلی ہے۔ یہواہ کے گواہ(Jehovah's Witnesses) اسی طرح سے فضل کو سمجھتے اور پیش کرتے ہیں۔ خدا رحیم ہے اور ہمارے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے۔ اور وہ ہمارے کاموں اور فرمانبرداری کا عوض یا ان کے بدلے میں ہمیں نجات دے گا۔ یہاں ایک بار پھر ہمیں اصرار کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں اپنی کارکردگی کے ذریعے ہی اسے حاصل کرنا ہے تو پھر فضل، فضل نہ رہا۔ The Church of Jesus Christ of Latter Day Saints(Mormonism) یعنی مورمن بدعت کے ماننے والے فضل کو ایک سیڑھی کی مانند سمجھتے ہیں جو کہ ایک گڑھے میں لگائی گئی ہے تا کہ لوگ اُسے استعمال کریں اور اپنی کوشش سے باہر آجائیں۔ اُنکے خیال کے مطابق فضل ایک موقع اور قابلیت ہے جس سے ہم اپنے آپکو بچا سکتے ہیں۔ ان کی نظر میں فضل خدا کی رحمت ہے، اور بے شک ایسا ہے، تاہم سچ تو یہ ہے کہ فضل خدا کی رحمت سے بڑھ کر بہت کچھ ہے۔ یہ ہماری ہر ضرورت کے لئے خدا کا پورا اور مکمل بندوبست ہے۔ نہ کہ محض چھوٹا سا مدد کا ہاتھ یا تھوڑی سے امداد۔ خدا کا فضل ہماری ہر ضرورت کے لئے کافی ہے جس میں سب سے پہلے ہماری نجات ہے۔

فضل، آزادی کا لائسنس

فضل کے بارے میں اس خیال کے مطابق چونکہ فضل بالکل مفت ہے تو پھر ایک بار نجات پانے کے

بعد ہم نتائج کی پرواہ کئے بغیر جو چاہیں سو کریں۔ دوسرے الفاظ میں یہ گناہ کرنے کا لائسنس یا کھلی چھوٹ یا اجازت نامہ ہے۔ یہ فضل کے بارے میں بائبل کے تصور کا بگاڑ بلکہ اُس کے اُلٹ ہے۔ یقیناً فضل بالکل مفت ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ خدا نے ہمیں جس ابدی مقام پر فائز کیا ہے اُس پر سے ہمیں کوئی بھی چیز یا کام ہٹا نہیں سکتا، کیونکہ اگر ہم اعمال سے نجات پا نہیں سکتے تو ہمارے کسی عمل کے کرنے یا نہ کرنے سے یہ نجات چھینی بھی نہیں جا سکتی۔ تاہم اِسی کے ساتھ ساتھ بائبل ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ فضل کے ساتھ ذمہ داری کا تقاضا اور فرمانبرداری کا بلاوا ہے۔ جب ہم ذمہ دارانہ طور پر اور فرمانبرداری کے ساتھ زندگی بسر نہیں کرتے تو اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں منفی نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا (دیکھیں باب ۹)۔ اِیماندار پرانے عہد نامے کی شریعت کے تابع نہیں ہیں لیکن نئے عہد نامے میں ہمارے پاس ''مسیح کی شریعت'' ہے اور دینداری کی زندگی بسر کرنے کے لئے بہت سے احکام ہیں۔

جو لوگ اپنے نجات دینے والے فضل کو حقیقی طور پر سمجھتے اور اسکو سراہتے ہیں وہ اس فضل کا کبھی بھی استحصال نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ ایسی زندگی گزارنے کی جانب راغب ہوں گے جس سے خدا کے نام کو جلال و عزّت ملے۔ فضل زندگی گزارنے کا ایک عظیم اور بڑا اصول ہے۔ اور جب ایک اِیماندار اس کو اچھے طور پر سمجھ لیتا ہے اور اسکا اطلاق اپنی زندگی میں کرتا ہے تو یہی فضل اُسکی مدد کرتا ہے کہ وہ دینداری کی زندگی بسر کریں۔ بائبل مقدس ہمیں تنبیہ کرتی ہے کہ ہم اپنی آزادی کو بدی کا پردہ نہ بنائیں اور اس آزادی کو بدی کے لائسنس کے طور پر استعمال نہ کریں۔ بلکہ خدا کی خدمت اور دوسروں کی مدد کے لئے استعمال کریں۔[۱] یہ حقیقت کہ ہمیں اتنی زیادہ تنبیہ کی گئی ہے اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ خدا کے فضل کا ناجائز استعمال یقیناً ممکن ہے، تاہم ایسا کچھ لوگ ہی کرتے ہیں۔

۱۔ رومیوں 6؛ گلتیوں 13:5

توبہ اور فضل

بہت سے لوگ نجات کی شرط کو بیان کرتے ہوئے توبہ کے لفظ کا غلط استعمال کرتے ہیں۔توبہ کے لئے یونانی زبان میں استعمال ہونے والا لفظ دو الفاظ سے مل کر بنا ہے۔ جسکا مطلب ہے''وہ خیال جو بعد میں آئے'' یا ''خیال اور سوچ کو تبدیل کرنا۔'' توبہ کا لفظ اندرونی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے یعنی دل و دماغ کی ایسی تبدیلی جسکا اِظہار ظاہری تبدیلی سے ہونا چاہیے۔ جب ہم توبہ کو نجات کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں تو یہ اُس ذہنی تبدیلی کو بیان کرنے کا عمومی طریقہ ہے جو اس وقت وقوع پذیر ہوتی ہے جب کوئی شخص پیغام اِنجیل پر اِیمان لاتا ہے۔یعنی یہاں توبہ سے مراد ہے کہ وہ غیر نجات یافتہ مرد یا عورت جو اپنی نجات کی ضرورت کے احساس سے عاری ہوتے ہیں یا وہ خدا کے ہمیشہ کی زندگی کے تحفے اور وعدے کو نہ تو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اسے قبول کرتے ہیں جب وہ اپنی سوچ، ذہن یا دل کو تبدیل کرتے ہیں کہ وہ نجات کے تحفے کو سمجھتے ہوئے اُسے قبول کریں تو یہ اُن کی توبہ ہے۔ اس لحاظ سے توبہ کا مفہوم نجات کے لئے اِیمان کی شرط کے عین مطابق ہے۔ جب ہم توبہ کو یوں سمجھتے ہیں یہ استعمال خدا کے مفت فضل سے متضاد نہیں ہے۔لیکن بہت سے لوگ یہ غلط عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے سارے گناہوں سے باز آجاتا ہے تو صرف اُسی وقت اُسے نجات مل سکتی ہے۔توبہ کے طور پر اس قسم کے کسی ظاہری عمل کو بیان کرنا اس بات کا نہ تو کوئی ثبوت ہے نہ اس خیال کو بائبل مقدس سے کوئی سہارا ملتا ہے۔اس کے برعکس توبہ یعنی دلی تبدیلی یا خیالات کی تبدیلی کو نئے عہد نامہ میں بہت سے لفظوں کے استعمال سے ظاہر کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر جب یوحنا بپتسمہ دینے والا فریسیوں کو کہتا ہے کہ ''توبہ کے موافق پھل لاؤ'' [۲] تو یہاں ہم توبہ (اندرونی طور پر خیالات کی

۲۔ لوقا 8:3 مزید دیکھیں: اعمال 26:20

تبدیلی) اور اس سے پیدا ہونے والے ظاہری نتائج کے فرق کو دیکھتے ہیں ۔ اگر ہم توبہ کو اس طرح بیان کریں اور سمجھیں کہ یہ نجات پانے کے لئے یہ وہ عمل ہے جس کے ذریعے ہماری زندگی میں عملی تبدیلی رونما ہوتی ہے یا یہ کہ توبہ گناہوں سے مڑنے یا گناہوں کو چھوڑنے کا نام ہے تو یہ خدا کے مفت فضل کو بگاڑ کر پیش کرنے کے مترادف ہے۔

بپتسمہ اور فضل

ایسے بہت سے لوگ بھی ہیں جو نجات کے لئے بپتسمہ کو لازمی قرار دیتے ہیں ۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر فضل کے لئے ایک جسمانی عمل کو شرط بنا دیا گیا ہے۔ بپتسمہ ضروری ہے اس لئے کہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ فلاں شخص مسیحی ہے، یعنی یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ شخص فضل کے باعث نجات پا چکا ہے۔ یہ روحانی حقیقت کا ایک ضروری ظاہری نشان ہے۔ لیکن بپتسمہ کو نجات کے اگلے قدم کے طور پر ماننے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ نجات حاصل کرنے کی شرط کے طور پر۔[۳] اگر نجات کے لئے بپتسمہ کو لازمی شرط کے طور پر پیش کیا جائے گا تو یہ مفت فضل کے ساتھ سمجھوتا کرنے کے مترادف ہے۔

اعمال اور فضل

لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس بات پر قائم ہے کہ وہ فضل جو نجات کا باعث ہے اسکا انحصار کسی نہ کسی کام پر ہے۔ اُن میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فضل صرف انہی کو دیا جاتا ہے جو خدا کا حکم مانتے یا بعد میں اُن احکام کو ماننے کا وعدہ کرتے ہیں ۔ ہم جو مفت فضل کی منادی کرتے ہیں ہم اس قسم کے عمل

۳۔ متی 19:28؛ اعمال 8:36-38؛ 10:44-48

کو پیغام انجیل سے قبل فرنٹ لوڈ ینگ (frontloading) کا نام دیتے ہیں،یعنی کسی کام کے ہونے سے قبل اُس کا معاوضہ یا فیس وصول کر لینا۔ دیگر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ فضل صرف ان ہی کو حقیقی طور پر دیا گیا ہے جو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ حقیقی طور پر مسیحی بن چکے ہیں، ہمارے نزدیک یہ پیغام اِنجیل کی منادی کے بعد (backloading) ہے یعنی کسی کام کو کرنے کے بعد اُس کا معاوضہ یا فیس وصول کرنا۔ کچھ لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس میں وہ کام اور اعمال شامل ہیں جو ہماری گناہ آلودہ فطرت سے متحرک نہیں ہوتے بلکہ ہمارے اندر خدا کی روح کے سبب سے جنم لیتے ہیں۔لیکن جب بائبل نجات کے لئے اعمال کی شرط کو مسترد کرتی ہے تو وہ اس قسم کا کوئی فرق بیان نہیں کرتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ نجات کے لئے اعمال کو رد کر دیا گیا ہے باب ۸ میں مسیحی زندگی کے لئے نیک کاموں کی اہمیت کو بیان کیا جائے گا۔

بہت سے لوگوں نے فضل کے اس سادہ سے خیال کو لے کر انہیں اس قدر پیچیدہ ،مبہم اور ٹیڑھا کر دیا ہے کہ یہ وہ فضل ہی نہیں رہا جس کے بارے میں بائبل ہمیں تعلیم دیتی ہے۔ہم فضل کو بائبل کی تعلیم کے مطابق اور اس کے ساتھ ہم آہنگ رکھنا چاہتے ہیں یعنی یہ کہ فضل بالکل مفت تحفہ ہے۔ سادہ سی بات ہے کہ نجات اِیمان کے وسیلہ بذریعہ فضل ہی ملتی ہے۔ اِسکا مطلب یہ کہ فضل ایک بخشش ہے، ایک مفت تحفہ ہے جسے ہمیں بس قبول کرنا ہے۔ مفت فضل کا نظریہ ایک سادہ خیال ہے، اتنا سادہ کہ بہت سے لوگ اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جبکہ دوسری طرف یہ اتنا گہرا اور عمیق ہے کہ صرف خدا ہی اِسے پورا کرسکتا ہے۔نجات بذریعہ فضل کی تعلیم کی بدولت سارا جلال ہمارے بجائے خدا کو ملتا ہے۔

فضل کے لئے ہماری فطری انسانی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہم اپنی نجات کو خریدنے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ انسان کے لئے کامیابی کا احساس بھلا ہے اور جب اِنسان کے اندر احساسِ کامیابی پیدا

ہوتا ہے تو اُسے خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ نجات کو خرید کر کامیابی کے احساس سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے۔ لیکن خدا نجات مفت تحفے کے طور پر دیتا ہے تاکہ سارا جلال صرف اور صرف خدا ہی کو ملے جو درحقیقت اُس کا اصل حقدار ہے۔

نظرِ ثانی کے لئے سوالات

۱۔ آپ بیش قیمت فضل، کم قیمت یا سستا فضل اور آسان اِیمان جیسی اصطلاحات کو کس طرح غلط ثابت کریں گے؟

۲۔ کیا نجات بذریعہ فضل میں ہماری امداد یا معاونت کی ضرورت ہے؟ وضاحت کریں۔

۳۔ وضاحت کریں کہ توبہ کے بارے میں غلط سوچ نجات بذریعہ فضل کے ساتھ کیوں متضاد ہے؟

۴۔ جب نجات کی بات کی جاتی ہے تو بپتسمہ کا اس میں کیا کرِدار ہے؟

باب 6

محفوظ بذریعہ فضل

اگر آپ اپنی نجات کے ہمیشہ قائم اور **محفوظ** رہنے پر یقین نہیں رکھتے تو یہ مان لیجئے کہ آپ فضل میں مضبوط اور مستحکم نہیں ہیں۔ میرا بیان شائد آپ کو کچھ بے ڈھنگا اور بے باک لگے، میں اس قسم کی بات کیسے کہہ سکتا ہوں؟ میرے اس بیان کی وجہ یہ ہے کہ اگر خدا کے ساتھ آپکا تعلق اور رشتہ مضبوط اور مستحکم نہیں ہے اور آپ اُس کے غیر مشروط وعدوں پر مکمل یقین نہیں رکھتے تو یہی وہ واحد وجہ ہے جس کی بدولت آپ اپنی نجات کے بارے میں پُریقین نہیں، کیونکہ خدا کے فضل کی بجائے آپ اپنے غیر کامل کوششوں، کاوشوں، اعمال اور کام پر انحصار کئے بیٹھے ہیں۔ اور اب تک آپ جان چکے ہوں گے کہ یہ سب ابدی تحفظ کی بنیاد نہیں بن سکتے۔

ابدی تحفظ یا ابدی سلامتی (eternal security) سے مراد یہ ہے کہ ہماری اَبدی نجات کبھی بھی ہم سے چھینی نہیں جائے گی۔ یعنی کوئی اِس نجات سے ہمیں محروم نہیں کر سکتا ہے، ہمارا کوئی بھی عمل یا کام جو ہم کرتے ہیں یا کوئی ایسا کام جو ہم نہیں کرتے، ہماری اَبدی نجات ہم سے چھین نہیں سکتا۔ کبھی بھی نہیں! سمجھنے کی بات یہ ہے کہ، اگر ہم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے باعث نجات نہیں پا سکتے تو کسی بھی کام کے کرنے یا نہ کرنے سے اس اَبدی نجات سے محروم بھی نہیں ہو سکتے۔

وہ لوگ جو فضل اور اُسکے مضمرات کو سمجھتے ہیں وہ اپنی اَبدی اور ہمیشہ کی سلامتی اور تحفظ پر مکمل بھروسہ

کریں گے۔ کیونکہ ہماری نجات خدا کے وعدے پر قائم ہے نہ کہ ہماری کارکردگی پر، اور کیونکہ یہ مفت تحفہ ہے نہ کہ کوئی ایسی چیز جسے ہم اپنی کوشش، کاوش یا عمل سے کماسکیں، اس لئے ہم پورے طور پر پُریقین اور محفوظ ہیں۔ خدا کا وعدہ اٹل ہے اور وہ جھوٹ نہیں بولتا۔ رُومیوں 3:4 میں لکھا ہے کہ ’’۔۔۔ بلکہ خدا سچا ٹھہرے اور ہر ایک آدمی جھوٹا۔۔۔‘‘ 2۔تیمتھیُس 13:2 میں ہم پڑھتے ہیں کہ

’’اگر ہم بے وفا ہو جائیں گے تو بھی وہ وفادار رہے گا کیونکہ وہ آپ اپنا انکار نہیں کرسکتا۔‘‘

دوسرے الفاظ میں اگر ہم یسوع کے ساتھ اپنے تعلق کا اِنکار بھی کردیں (جیسا کہ اس کے شاگرد پطرس نے کیا تھا) خدا اپنے وعدہ اس وعدے میں وفادار رہے گا جو اس نے کیا کہ وہ ہمیں نجات دے گا۔

ایک عام اور مسلّمہ مسئلہ

دنیا میں ہر جگہ ایسے اچھے لوگ موجود ہیں جن میں اچھے مسیحی بھی شامل ہیں جو اِس بات پر اِیمان نہیں رکھتے کہ وہ ہمیشہ کے لئے نجات پا چکے ہیں۔۔۔ اُنکا ایمان اس بات پر ہے کہ اُنکی نجات چھینی جاسکتی ہے یا وہ اِس نجات سے محروم ہو سکتے ہیں۔ پس اُنکا اِیمان مختلف طریقے سے اُن کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کو تو اِس خیال سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی، تاہم بہت سے ایسے ہیں جو اپنے اَبدی مستقبل کے بارے میں شکوک کا شکار رہتے ہیں اور اسی سبب سے ایک خوف میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ دل کی گہرائیوں میں خدا سے جدائی کا اِمکان اُنہیں ڈراتا رہتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس خوف کے باعث راستبازی کی زندگی بسر کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، وہ کلیسیا میں سرگرمی سے خدمت کرتے ہیں بلکہ ہر وہ کام کریں گے جس کی وجہ سے انھیں اور دوسروں کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ نجات یافتہ ہیں۔ اِسکے باوجود شکوک انہیں گھیرے رہتے ہیں کیونکہ اِنسان کے اعمال

اور کارکردگی تو کسی طور سے بھی کاملیت کے معیار پر پوری نہیں اُتر سکتی۔

وہ لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم نجات سے محروم ہو سکتے ہیں وہ اکثر اس تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں کہ یہ نجات اَبدی ہے اور ہماری سلامتی ہمیشہ کے لئے ہے۔ میں نے اس موضوع کی بحث کے دوران بے حد جذباتی گفتگو کو سُنا ہے۔ اور اَبدی سلامتی کے خلاف اکثر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ''اگر آپ یہ سکھائیں گے کہ ہم اپنی نجات کو کبھی بھی کھو نہیں سکتے تو پھر مسیحی جو چاہے وہ کریں گے اُن کے پاس گناہ کرنے کی کھلی آزادی اور چھوٹ ہو گی۔'' میں نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو اِس طرح بحث کرتے ہیں عموماً اچھے لوگ ہیں جن کے مقاصد بھی درست اور سچے ہیں اور یہ وہ ہیں جو مسیحیوں کو دینداری کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔

یہ خیال کہ اِیماندار اپنی نجات سے کبھی بھی محروم نہیں ہو سکتا ہے اکثر اِس طرح بیان کیا جاتا ہے ،''جس نے ایک بار نجات حاصل کرلی وہ ہمیشہ کے لئے نجات یافتہ ہے'' (Once saved, always saved) اور حقیقت یہی ہے کہ یہ بیان بالکل درست ہے اور اَبدی نجات کی ٹھیک تشریح ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ کافی زیادہ عرصہ سے بہت سے لوگ اس محاورے کو طنزیہ طور پر اور حقارت سے استعمال کرتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس میں عقل سے زیادہ جذبات شامل ہیں۔ آئیں ہم اپنی سوچ کے محور کو تحقیر آمیز باتوں سے ذرا ہٹا کر سوچیں۔ مثال کے طور پر اگر ہماری اَبدی نجات قائم نہیں رہ سکتی ہے، تو کچھ بڑے سوال پیدا ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ وہ کون سے گناہ ہیں جس کی وجہ سے انسان اپنی نجات سے محروم ہو سکتا ہے؟ کیا بائبل میں ایسے گناہوں کی ٹھوس اور واضح فہرست موجود ہے اور اگر ہے تو کہاں ہے؟

۲۔ایک فرد کو کب پتہ چلے گا کہ وہ اپنی نجات سے محروم ہو چکا ہے؟

۳۔کوئی فرد کس طرح دوبارہ نجات پا سکتا ہے؟ کیا اُسکو دوبارہ نجات پانے کے لئے پھر محض اِیمان لانا ہوگا؟ کیونکہ اگر وہ پہلی دفعہ بچایا گیا تھا تو وہ یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ ایمان لا چکا ہے، اب وہ کس شخص، بات یا چیز پر ایمان لائے؟ کیا وہ اپنے گناہوں سے باز آئے یا پھر جائے؟ تو کیا اُس کی نجات یسوع مسیح پر ایمان لانے کی بجائے کسی اور ذریعے کی بدولت نہ ہوگی؟

۴۔ایک فرد جو اپنی نجات کی اَبدی تحفظ پر یقین نہیں رکھتی وہ کس طرح سے خود اعتمادی اور دلیری کے ساتھ نجات کی منادی کر سکتی ہے؟ کیا وہ کچھ اس طرح سے منادی نہ کرے گا کہ،''یسوع آپ کو ہمیشہ کی زندگی دے سکتا ہے۔۔۔شاید!''

۵۔کوئی شخص کس طرح خدا کے ساتھ اپنے رشتے اور رفاقت میں پُر اعتماد ہو کر آگے بڑھ سکتا ہے، جب اُسے خدا کے ساتھ اپنے تعلق ہی پر بھروسا نہیں ہے کہ وہ قائم بھی رہے گا یا نہیں؟

آپ اُن مسائل کو دیکھ سکتے ہیں جو اس خیال سے جنم لیتے ہے کہ نجات کھو سکتی ہے۔اَبدی سلامتی یا ابدی تحفظ کے وسیلہ پیدا ہونے والی خیالی برائیوں اور مسائل سے کہیں زیادہ مسائل اِس خیال سے پیدا ہو سکتے ہیں کہ ہم اپنی نجات سے محروم ہو سکتے ہیں یا وہ ہم سے چھینی جا سکتی ہے! ہم لوگوں کے لئے جو اَبدی سلامتی کے خیال پر اِیمان رکھتے ہیں سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ہم بائبل کے ان حوالہ جات کی وضاحت کریں جن کو پڑھنے کے بعد اَبدی نجات کی سلامتی کے بارے میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں ہم تمام حوالہ جات کی تشریح تو بیان نہیں کر سکتے ہیں لیکن ہم یہاں ایک خاکہ مہیا کریں گے جس کو استعمال کرنے سے ہماری مدد ہوگی جب ہم ان حوالہ جات کی تفسیر اور تشریح کریں گے۔

فضل کے مطابق مسئلے کا حل

جن سوالات کا ہم ذکر کر رہے ہیں، فضل کی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کا جواب بڑی سادگی سے کچھ اس طرح دیا جاسکتا ہے۔ ابدی نجات مفت اور غیر مشروط ہے یعنی اُسے حاصل کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں، اور کوئی اِیماندار کبھی بھی اس سے محروم نہیں ہوسکتا اور اگر اِیماندار اس سے محروم ہو سکتے ہیں تو پھر یہ اَبدی نہ کہلائی جاسکتی۔ ہم اپنی اَبدی سلامتی کے متعلق پورے طور پر پُراعتماد ہو سکتے ہیں اور اس کی وجہ کوئی خیالی تصور، بے باکی یا غرور نہیں ہے بلکہ خدا کے پُرفضل وعدے پر اعتماد ہے۔ ہم یہ بات پہلے ہی سیکھ چکے ہیں رومیوں کے خط میں یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ نجات صرف یسوع مسیح پر اِیمان کے وسیلے اور فقط فضل کے ذریعے سے ملتی ہے۔ یہ وہ فضل ہے جو بالکل غیر مشروط ہے اور جس کے ہم کبھی بھی لائق نہیں تھے۔ اسکا یقین کرنا شاید مشکل لگے لیکن بے شک خدا اتنا ہی بھلا ہے۔

رومیوں 3:4 اور گلتیوں 3:6 کے دونوں حوالہ جات میں پَیدایش 6:15 کے حوالہ کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اس بات کو اُجاگر کیا جائے کہ ہم پر جو فضل ہوا ہم اس کے لائق نہیں تھے اور یہ فضل فقط اِیمان کے وسیلہ ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنی ''ابرہام خدا پر اِیمان لایا اور یہ اُسکے لئے راستبازی گنا گیا۔'' ان حوالہ جات میں ابرہام کی زندگی پر اور اُس وعدے پر غور کیا گیا ہے جو خدا نے اُس کے ساتھ کیا تھا یعنی ایک نسل (ایک بیٹے) کا وعدہ جو اُس سے پیدا ہوگی اور ساری دنیا کے لئے باعثِ برکت ہوگی اور اَب ہم اُس نسل کو خداوند یسوع مسیح کے طور پر جانتے ہیں۔ پولس ان دونوں حوالہ جات میں یہ ظاہر کرتا ہے کہ نجات اِیمان کے وسیلہ بذریعہ فضل ہی ممکن ہیں۔ ہم یہ اِیمان نجات دہندہ پر رکھتے ہیں جیسا کہ ابرہام نے کیا تھا۔ اگر یہ اِیمان کے وسیلے سے ہے اور اعمال کے وسیلے سے نہیں تو یہ وعدہ سچ ہے۔ کیونکہ اسکا انحصار خدا کی وفاداری پر ہے نہ کہ ہماری وفاداری پر۔ اور رومیوں

16:4 میں بھی فقط یہی بیان کیا گیا ہے: ''اِس واسطے وہ میراث اِیمان سے ملتی ہے تا کہ فضل کے طور پر ہو اور وہ وعدہ کُل نسل کے لئے قائم رہے نہ صرف اس نسل کے لئے جو شریعت والی ہے بلکہ اُس کے لئے بھی جو ابرہام کی مانند اِیمان والی ہے، وہی ہم سب کا باپ ہے۔''[۱]

اگر وعدہ کا انحصار ابرہام کے کاموں پر ہوتا تو اسرائیلی قوم بھی نہ ہوتی اور نہ ہی مسیح اور نہ ہی اُسکے وسیلے سے خدا کی وعدہ کی ہوئی برکات کی تکمیل ہوتی۔ اسرائیل کی کہانی بغاوت اور گناہ کی کہانی ہے۔ تو بھی خدا نے وعدہ کیا تھا کہ مستقبل میں بحالی کے دن میں ''سارا اسرائیل نجات پائے گا۔'' کیونکہ خدا اپنے وعدے میں وفادار رہے گا۔[۲] کیونکہ وہ اپنا انکار نہیں کرسکتا! اسی طرح خدا نے اُن سب کے لئے بھی ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ کیا ہے جو ابرہام کی طرح اِیمان لاتے ہیں۔ یہ وعدہ ہماری کارکردگی پر منحصر نہیں ہے بلکہ یسوع مسیح کے کام پر۔ یسوع مسیح نے کامل طور پر ایسا کام کیا جو سب کے لئے کافی ہے۔

فضل کی فضیلت اور بلندی

رُومیوں 8 باب میں اَبدی سلامتی کے بارے میں بحث اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ جب پولس راستباز ٹھہرائے جانے کے نتائج اور اِیمان کے وسیلہ بذریعہ فضل تقدیس کو بیان کرتا ہے۔ یہاں خاص نکات کی تشریح کی جائے گی کیونکہ اُنکو بیان کرنے کے لئے پورے باب کی تشریح غیر ضروری ہے۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ کس طرح اَبدی سلامتی کو کلیدی آیات کے خلاصہ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

۱۔ مزید دیکھیں: گلتیوں 18:3

۲۔ رومیوں 26:11

☆ 16-15:8 ہمیں خدا کے خاندان میں لے پالک کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے اور خدا ہمارا باپ ہے۔

☆ 17:8 ہم خدا کے وارث ہیں۔ اُسکے وعدے کے حاصل کرنے والے۔

☆ 23:8 ہمارے پہلے پھلوں کی صورت میں یا آنے والے وقت میں ہمارے بدنوں کی خلاصی، مخلصی یا نجات کی پکی ضمانت کے طور پر ہمارے پاس روح القدس موجود ہے۔

☆ 28:8 زندگی کے سارے تجربات بھی مل کر خدا کے منصوبے کو ٹال نہیں سکتے بلکہ ہماری بھلائی کے لئے کام کریں گے تاکہ اُسکا ارادہ ہم میں پورا ہو۔

☆ 29:8 خدا کا اٹل اور ناقابل تبدیل منصوبہ یہ ہے کہ وہ انہیں جو اُسکی مرضی کے تحت چن لئے گئے ہیں، اپنے بیٹے کا ہمشکل بنا دے، اُسی جیسا بنا دے۔

☆ 30:8 وہ سب جن کو خدا نے چن لیا ہے بلا امتیاز جلال پائیں گے۔

☆ 31:8 چونکہ خدا ہماری طرف ہے تو کوئی ہماری مخالفت میں کھڑا نہیں رہ سکتا کہ ہمارے جلال کے اس کے منصوبے کو خراب کر سکے۔

☆ 32:8 چونکہ خدا نے اپنے بیٹے کا عظیم تحفہ ہمیں دے دیا ہے تاکہ ہمیں نجات بخشے تو وہ ہمیں باقی تمام چیزیں بھی دے گا جو ہمیں حتمی جلال بخشیں گی۔

☆ 33:8 چونکہ خدا نے ہمیں چنا ہے اور راستباز بنایا ہے اس لئے کوئی بھی الزام لگا کر ہماری اس حالت کو بدل نہیں سکتا۔

☆ 34:8 چونکہ خدا نے اپنے بیٹے کی اس قربانی کو جو اس نے ہمارے لئے دی ہے قبول کر لیا ہے

اور دوسری بات یہ کہ یسوع نے ہمارے لئے شفاعت کرتا ہے اس لئے کوئی ہمیں مجرم نہیں ٹھہرا سکتا۔

☆ 8:35-39 کوئی انسان یا کوئی چیز ہمیں خدا کی خالص اور سچی محبت سے جدا نہیں کرسکتی۔

ہماری اَبدی سلامتی کی یہ یقین دہانی کے لئے یہ تمام باتیں خدا کے کاموں پر منحصر ہے نہ کہ ہمارے اعمال اور کارکردگی پر۔

خدا کی دوہری پکڑ

ہم یوحنا کی اِنجیل میں بھی اپنی اَبدی نجات کے یقینی ہونے کو دیکھ سکتے ہیں۔ یوحنا کی اِنجیل میں اَبدی نجات کا ہر وعدہ حقیقی طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ ہمیں ایک زندگی دی گئی ہے جو کہ ''۔۔۔ ہمیشہ کی ہے یعنی ابدی ہے!'' جب خدا یُوحنّا 16:3 جیسے وعدے ہم سے کرتا ہے'' کہ جو کوئی اُس پر (یعنی یسوع پر) اِیمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔'' تو وہ اپنے اُن وعدوں پر قائم بھی رہے گا۔ وہ اِیمان سے آگے کوئی شرط عائد نہیں کرتا اور جب ہم ایمان لے آتے ہیں تو اُس وقت سے یہ وعدہ ہمارے لئے سچ ہے۔ یُوحنّا 37:6 میں یسوع نے کہا'' جو کچھ باپ مجھے دیتا ہے میرے پاس آجائے گا اور جو کوئی میرے پاس آئے گا اُسے میں ہرگز نکال نہ دونگا۔'' یہاں لفظ جو کوئی سے مراد ہے بلا امتیاز کوئی بھی آئے گا وہ اسے قبول کرلے گا۔ اگر یسوع کسی کو نہیں نکالے گا تو اِیماندار بھی ایسا کوئی کام نہیں کرسکتا جو اُسے یسوع کے حضور سے نکال سکے۔

ایک حوالہ یُوحنّا 27:10-30 خاص کر بہت اطمینان اور یقین دہانی کا سبب ہے۔

میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور میں اُنہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی

ہیں۔اور میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ اَبد تک ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔میرا باپ جس نے مجھے وہ دیں ہیں۔سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔میں اور باپ ایک ہیں۔

اس حوالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اِیماندار مضبوطی سے یسوع کے ہاتھ میں ہیں اور یسوع مسیح اپنے باپ کے ہاتھ میں مضبوطی سے قائم ہے۔ یہ دوہری الٰہی پکڑ ہماری اَبدیت میں سلامتی کو ظاہر کرتی ہے۔ ایک بار پھر یہ بات غور طلب ہے کہ ہم نے اس کو نہیں تھاما ہوا بلکہ وہ ہے جو ہمیں تھامے ہوئے ہے اور اس کے سبب سے ہم سلامت ہیں۔

ایک باپ اور بیٹا ایک مصروف سڑک پار کرنے کو تھے اور اس سے پہلے باپ نے اپنے بیٹے کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے بیٹے کو ہدایت دی کہ وہ بھی اُسکا ہاتھ تھامے رہے۔جب وہ سڑک کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے تو لڑکے نے اپنے باپ سے کہا'' دیکھا ابو میں نے آپ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا نہ!'' اُسکے باپ نے جواب دیا،''ہاں لیکن میں نے پہلے تمہارا ہاتھ پکڑا تھا۔'' اگر نجات ہماری پکڑ پر منحصر ہو تو ہم آخر کار اس پکڑ کو چھوڑ ہی دیں گے۔صرف خدا ہمیں اس بات کی ضمانت اور گارنٹی دیتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ ابد تک رہیں گے۔

مزید دلائل

بہت سے اور دلائل بھی پیش کئے جا سکتے ہیں جو کہ ابدی سلامتی کے بارے میں ہیں۔کلامِ الٰہی میں سے مندرجہ ذیل سچائیوں پر غور کریں:

☆ چونکہ ہم روحانی طور پر نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں (لفظی طور پر: اوپر سے پیدا ہونا یعنی عالمِ بالا سے) لہٰذا اب ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم دوبارہ ایسی حالت میں چلے جائیں جب ہم پیدا نہیں ہوئے تھے (یُوحنّا 1:12-13;3:3-6)۔

☆ چونکہ پاک روح کی مہر ہم پر لگی ہے۔ جسکا مطلب ہے کہ پاک روح ہمارے اَبدی مستقبل کی گارنٹی دیتا ہے۔ (2۔کُرِنتھیوں 1:22؛ افسیوں 1:13-14;4:30) اور یہ مہر اُس وقت تک نہیں توڑی جاسکتی جب تک اُس مہر کے لگائے جانے کا مقصد اور منصوبہ اپنے انجام کو نہیں پہنچ جاتا۔

☆ چونکہ ہم نے مسیح میں بپتسمہ لیا ہے اور اُسکے ساتھ پیوستہ ہوگئے ہیں تو ہم اس سارے عمل کو پلٹ نہیں سکتے یعنی اُس سے جدا نہیں ہوسکتے۔ (رُومیوں 6:3-5؛ 1۔کُرِنتھیوں 12:13)

☆ اگرچہ وہ ہمیں تنبیہ کرے گا، ہماری تربیت کے لئے ہمیں سرزنش کرے گا تاہم چونکہ خدا ہمارا اچھا آسمانی باپ ہے وہ ہمیں کبھی بھی اپنے خاندان سے نہیں نکالے گا۔ (عبرانیوں 12:5-7)

☆ چونکہ ہمارے سارے گناہ جو ماضی، حال یا مستقبل کے گناہ ہیں وہ یسوع مسیح اور اُسکی اَبدی اور مکمل قربانی کے سبب سے معاف ہوچکے ہیں لہٰذا کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو ہمارے اور اُسکے تعلق اور رشتے کو ختم کرسکے گا۔ (کُلُسّیِوں 2:13-14 عبرانیوں 10:12-14)

☆ چونکہ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو یسوع مسیح ہمارے لئے شفاعتی دعا کرتا ہے اور ہماری وکالت کرتا ہے تو ہمیں یقین دہانی ہے کہ ہماری نجات اَبدی طور پر پایہء تکمیل کو ضرور پہنچے گی۔ (یُوحنّا 17:9-12,24 عبرانیوں 7:25 ایوحنا 2:1)

☆ چونکہ بائبل مقدس نجات کو گرائمر کے اصول کے مطابق فعل مجہول میں استعمال کرتی یا ظاہر کرتی ہے (یعنی ہم نجات پاچکے ہیں) یعنی کہ اس سارے عمل میں بنیادی کردار خدا کا ہے۔ ہماری نجات

اُسکے کام پر ٹکی ہوئی ہے نہ کہ ہمارے کام پر (افسیوں 5:2,8 ؛ 2۔ تھِسّلُنیکیوں 2:10؛ 1۔ تیمتھِیُس 2:4)

چونکہ بائبل مثالوں (ابرہام، داؤد، اسرئیل) اور فرمانون اور احکامات سے ظاہر کرتی ہے کہ خدا اپنے اَبدی وعدہ کا وفادار ہے اور اس وقت بھی وفادار ہے جب ہم اپنی فرنبرداری میں قائم نہیں رہتے۔ اُسکے تمام اَبدی وعدے جو ہمارے ساتھ ہیں ہمارے رویوں کے باوجود پورے ہوں گے۔(زبور 89:30-37 رومیوں 3:3-4;4:16؛ 2۔ تیمتھِیُس 2:13)

مگر اُن دوسرے حوالہ جات کا کیا کِیا جائے؟

وہ لوگ جو اَبدی سلامتی پر اِیمان نہیں رکھتے وہ بائبل کے کئی حوالہ جات کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ ہم نجات سے محروم ہو سکتے ہیں۔ بہت سے حوالہ جات ہیں لیکن ہم یہاں تمام پر غور نہیں کر سکتے تو بھی اگر ان کی تشریح یکساں بنیادوں پر کی جائے تو ان کو سمجھنا آسان ہو گا۔اور پھر یہ اَبدی سلامتی کی تعلیم کے ساتھ ہم آہنگ بھی ہوں گے۔ یہاں کچھ معاون اصول پیشِ خدمت ہیں جو ان حوالہ جات کی درست تشریح میں مددگار ہو سکتے ہیں۔

سب سے پہلے ان کی تشریح اس پس منظر میں کی جانی چاہیے جس میں اس وقت کے قاری کی روحانی حالت (مثال کے طور پر کیا ایمان داروں سے بات کی جا رہی ہے یا غیر ایمان داروں سے)اور مصنف کے مقصد کو پیشِ نظر رکھا جائے۔[۳]

۳۔ مثال کے طور پر اگر اس سلسلے میں مشکل گردانے جانے والے چند حوالے جیسے گلتیوں 4:5 اور عبرانیوں 4:6-6 جیسی آیات کے اوپر اور نیچے کی آیات پر غور کریں تو ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس سارے سیاق وسباق اور ان آیات میں مصنف مسیحی لوگوں سے ہمکلام ہے اور اُن سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ مسیح میں بالغ ہو جائیں۔

دوسرا یہ کہ وہ خدا کے منصوبے کے ساتھ ہم آہنگ ہوں یعنی اُس کا ہمیں اپنے فضل سے ہمیں ہمیشہ کی زندگی دینے اور برکت دینے کا منصوبہ۔(رومیوں 16:4 افسیوں 1:3-14)

تیسرا یہ کہ وہ چھٹکارے کی مسلسل تعلیم کے ساتھ ہم آہنگ ہونے چاہیں یعنی کفارہ صرف بذریعہ فضل اِیمان کے وسیلہ ہی ممکن ہے نہ کہ ہمارے کاموں اور دوسری کسی بھی قابلیت سے۔[۴]

چوتھا یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ان میں سے کچھ حوالہ جات اَجر سے محروم ہونے کے بارے میں ہیں نہ کہ ہمیشہ کی زندگی سے محرومی کے بارے میں (مثلاً 1۔کُرِنتھیوں 3:15-11;9:24-27)

پانچویں بات یہ کہ یہ حوالہ جات اِیمانداروں کے لئے اس زندگی میں خدا کے اصولوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔یعنی خدا ہم سے کس قسم کی روحانی زندگی گزارنے کی توقع کرتا ہے۔(مثال کے طور پر زبور 32:3-4;51:7-113۔کُرِنتھیوں 11:30)

چھٹی بات یہ ہے کہ ان سب حوالہ جات میں سے کچھ حوالہ جات شاگردیت کی شرائط اور نتائج سے منسوب ہیں نہ کہ جہنم سے نجات کے حوالے سے (مثلاً لوقا 9:23-26;14:26؛یوحنا 6:15)

بہت دفعہ ایسا ہوگا کہ مسیحی لوگ ان قابلِ اعتراض حوالہ جات کی تشریح یہ کریں گے کہ یہ نجات یافتہ رغیر نجات یافتہ لوگوں یا آسمان رجہنم میں جانے کے بارے میں ہیں۔ یہاں ہم نے آپ کو دکھایا ہے کہ اِسکے علاوہ اور انتخابات بھی ہیں جو زیادہ درست اور بامعنی تشریح پیش کرتے ہیں۔

۴۔ مثال کے طور پر جب ہم یعقوب 2:14-26 جیسے دشوار حوالوں کی تشریح کریں جہاں ''ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے'' جیسا بیان ہے تو اعمال کی بجائے صرف ایمان سے راستباز ٹھہرائے جانے کی تعلیم کو سبقت دی جانی چاہئے جیسے رومیوں کے تین اور چار باب میں بہت وضاحت سے پیش گیا ہے۔

گناہ کرنے کی آزادی

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اَبدی سلامتی کی تعلیم پر ایک عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ گناہ کرنے کا آسان بہانہ ہے۔اعتراض کرنے والے کہہ سکتے ہیں کہ ''آخر اگر کسی شخص کو ہمیشہ کی زندگی کی گارنٹی مل جائے تو وہ نتائج کے خوف کے بغیر جو چاہے سو کر سکتا ہے۔لیکن یہ اعتراض کچھ وجوہات کی بنا پر کمزور ہے۔

☆ سب سے پہلے تو یہ کہ کسی مفروضے کی بنیاد پر یا مشاہدے کی بِنا پر کسی کے قلبی اعتقاد کی سچائی اور حقیقت پر بحث نہیں کی جاسکتی۔

☆ دوسرا یہ کہ ایسا ممکن ہے کہ جو لوگ اَبدی سلامتی کی تعلیم پر اِیمان رکھتے ہیں اور اس اعتقاد کی وجہ سے گناہ کرنے کا بہانہ پیدا کریں تو کیا وہ لوگ بھی جو اَبدی سلامتی کے اعتقاد کو رد کرتے ہیں وہ کبھی بھی گناہ نہیں کرتے۔

☆ تیسرا یہ کہ بذریعہ فضل نجات کی تعلیم کی بنیادی صفت ہے کہ یہ اِیماندار کو بے دینی کی زندگی کا انکار کرنے اور خدا کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔(طِطُس 2:11-12)

☆ چوتھا یہ کہ نئی پیدائش ایک شخص کو روحانی باتوں کے لئے نئی سوچ اور سمت کی نئی وسعت دیتی ہے یعنی خدا کے ساتھ نئے تعلق ،گناہ سے باز رہنے کی آزادانہ مرضی، اور نئی زندگی میں چلنا۔(رومیوں 6 افسیوں 2:1؛ 2۔کُرِنتھیوں 5:17)

☆ پانچویں بات یہ ہے کہ بائبل ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ گناہ آلودہ زندگی بسر کرنے کے سخت نتائج ہیں اور گناہ کی بدولت ہم اپنا اجر کھو سکتے ہیں، (1۔کُرِنتھیوں 3:12-15؛ 5:5؛

27:9؛ 2۔کُرِنتھیوں10:5)اور یہ دینداری کی زندگی گزارنے کی اچھی تحریک وترغیب ہے۔

کیا کچھ لوگ اَبدی سلامتی کو بہانہ بنا کر بے احتیاطی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور لاپرواہی سے گناہ کرتے ہیں مجھے یقین ہے کہ ایسے لوگ ہوں گے۔ یہوداہ اپنے خط کی چوتھی آیت میں لکھتا ہے کہ ''یہ بے دین ہیں اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں اور ہمارے واحد مالک اور خداوند یسوع مسیح کا اِنکار کرتے ہیں۔'' پولس بھی یقینی طور پر ایسے لوگوں سے ملا تھا جنھوں نے اسی قسم کی دلیل کو اپنا رکھا تھا تاہم پھر وہ اُس سے کنارہ کر گئے۔(رُومیوں 6:1-15,2)۔جب کہ میں جانتا ہوں کہ مسیحی لوگ موجود ہیں لیکن مجھے ایک بھی ایسے شخص کی ملاقات یاد نہیں ہے جو اَبدی سلامتی کو بہانہ بنا کر گناہ کرتا ہو۔اس کے برعکس میں بہت سے ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو اس فضل کے باعث جو نجات بخشتا ہے اور نجات میں قائم رکھتا ہے حیران ہیں اور انہوں نے خدا کی خدمت میں اپنی زندگیاں شکرگزاری کے طور پر اُسکے سپرد کر دی ہیں۔آخر فضل کا یہی تو مناسب ردِعمل ہے۔

وہی پرانے مسئلے

اَبدی سلامتی کا تنازع کوئی نیا نہیں ہے۔اس مسئلے کے پیچھے وہی بنیادی بات تھی جسکو پولس نے گلتیوں کی کلیسیا کے نام خط کے دوران جھڑکا تھا۔مختصراً پولس نے گلتیوں کی کلیسیا کے سامنے فضل کی اِنجیل کی منادی کی تھی اور وہ نجات پا چکے تھے جیسے ہی وہ انہیں چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا انہوں نے اِس اِنجیل کو رد کرنا شروع کر دیا تھا اور کسی اور بات کے پیچھے ہو لئے تھے(گلتیوں 7-1:6)۔ وہاں ایسے دوسرے اُستاد آئے جنھوں نے اُنہیں سکھایا کہ یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ اِیمان لانا کافی نہیں ہے۔انہوں نے سکھایا کہ اگر گلتیوں کی کلیسیا اپنی نجات کے کام کو پورا کرنا چاہتی ہے اور اس میں

قائم رہنا چاہتی ہے تو انکو یہودی شریعت کی طرف واپس مڑنا ہے۔ پس انہوں نے وہاں یہ سکھایا کہ اپنی نجات میں قائم رہنے کے لئے انہیں شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔(گلتیوں 5:1-12)

گلتیوں کی کلیسیا کے نام اس خط میں پولس اس خیال کی اونچ نیچ اُنہیں سمجھاتا ہے۔

☆ یہ تعلیم فضل کی اِنجیل کے مترادف نہیں ہے جو اُس نے اُنہیں سکھائی تھی۔(1:6-10)

☆ یہ تعلیم پولس کی گواہی سے بھی میل نہیں کھاتی: وہ یہودی مذہب سے تبدیل ہوا، مکاشفہ کے ذریعے فضل کی اِنجیل کو حاصل کیا(1:1-24)؛ وہ ططس کا ختنہ نہیں کرسکتا تھا(2:1-5)؛ اسے غیر قوموں میں فضل کی منادی کے لئے بلایا گیا(2:6-10)؛ اس نے پطرس کو بھی جھڑکا جب اس نے غیر قوم والوں پر یہودی شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے دباؤ ڈالا۔

☆ یہ تعلیم اس بات سے بھی میل نہیں کھاتی کہ گلتیہ کے لوگوں کو کیسے روح القدس ملا تھا، یعنی ایمان کے وسیلہ سے۔(3:1-5)

☆ یہ بات ابرہام کے نجات پانے کے طریقے سے بھی مختلف تھی کیونکہ ابرہام نے صرف اِیمان کے وسیلے خدا کے وعدوں کو قبول کیا اور اِیمان ہی کے وسیلہ نجات پائی(3:6-9)۔

☆ یہ بات شریعت کے مقصد سے بھی مختلف تھی جو یہ نہیں تھا کہ ہم اس کے وسیلے سے بچ جائیں بلکہ وہ تو ہمیں مسیح (یعنی نجات دہندہ) کے پاس لانے کا وسیلہ تھی۔(2:10-25)

☆ یہ گلتیوں کے اس نئے مقام سے بھی میل نہیں کھاتی جس کے مطابق اب وہ غلام نہیں بلکہ آزاد فرزند کی حیثیت رکھتے ہیں۔(2:3 سے 7:4 اور 4:21-31)۔

☆ پولس کی آمد پر جس طور سے انہوں نے اس کے پیغام کا خیر مقدم کیا تھا اور اسکی بہت مہمان نوازی کی تھی یہ تعلیم تو اُس رویے سے بھی میل نہیں کھاتی (4:8-20)۔

☆ یہ اس آزادی سے بھی میل نہیں کھاتی جس نے انہیں شریعت کی فرمانبرداری ایک فرض کی طرح کرنے سے آزاد کردیا تھا(5:1-15)۔

☆ یہ روح میں چلنے اور روح کے قبضے میں زندگی گزارنے سے بھی مختلف ہے(5:16-26)۔

رسول کی خط کے مطابق مسیح کے مکمل کام کے بجائے کسی شخص کا دوبارہ اپنے کاموں پر انحصار کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مسیح سے پھر جانا، اُس سے منہ موڑ لینا (1:6)، یہ ایسا ہے کہ ''خدا کے فضل کو بیکار کرنا'' (2:21الف)، اس طرح جیسے مسیح کی موت بے فائدہ تھی (2:21ب)، سچائی کی فرمانبرداری نہ کرنا(3:1;5:7)، قید میں واپس جانا(4:9;5:1)، ساری شریعت کو ماننے کے لئے مجبور ہونا(5:3)، مسیح سے بیگانہ ہو جانا(5:4)، فضل سے دور ہوجانا جو خدا کی قبولیت کی پوری ضمانت دیتا ہے(5:4)، جسم کی خواہشوں کی طرف راغب ہونا(5:16-26)۔

اس وقت گلتیوں کے ان لوگوں کو جو اپنی نجات کو قائم رکھنے کے لئے اپنے کاموں پر انحصار کرنے لگے تھے جس خطرے کا سامنا تھا وہ یہ تھا ضرور ہے کہ وہ خدا کو خوش کرنے کے لئے کامل کارکردگی کا مظاہرہ کریں۔گلیتوں کے خط میں پولس یہ سکھاتے ہیں کہ کیوں یہ ناممکن بھی ہے اور پورے طور پر غیر ضروری بھی کیونکہ ہم خدا کے حضور میں فضل کی بنیاد پر مقبول ہو چکے ہیں جو یسوع مسیح ایمان کے وسیلے سے ملتا ہے۔

آج وہ لوگ جو اَبدی سلامتی پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ لوگ بھی عموماً مسیحیوں کو شریعت پر عمل کرنے کی تلقین نہیں کرتے ہیں لیکن جب وہ یہ سکھاتے ہیں کہ زندگی گزارنے کے کچھ ایسے گناہ آلودہ طریقے

کار ہیں جو ہمیں نجات کے حق سے محروم کر سکتے ہیں تو پھر یہاں وہی مسئلہ آ کھڑا ہوتا ہے جس کی وجہ سے پولس نے گلتیوں کی کلیسیا کی ڈانٹ پھٹکار کرتے ہوئے انہیں جھڑکا تھا۔یعنی نجات کا انحصار خدا کے وعدے پر کرنے کی بجائے اپنے اعمال پر کرنا۔

اَبدی سلامتی گناہ کا بہانہ نہیں ہے بلکہ اِس کی وجہ سے ہم خدا کی اُس محبت اور وابستگی کا ادراک کر سکتے ہیں،اُس محبت اور وابستگی کو دیکھ سکتے ہیں جو وہ ہم سے رکھتا ہے کیونکہ یہ اُسی فضل کی توسیع ہے،اُس کا مزید پھیلاؤ ہے جس فضل کی وجہ سے ہمیں نجات ملی تھی ۔اگر ہم یہ اِیمان رکھتے ہیں کہ ہم کو نجات تو مفت ملی لیکن اُسے قائم رکھنے کے لئے ہمیں جدوجہد کرنی ہوگی تو یہ بات فضل کے پیغام سے مختلف اور یہاں تک کہ متضاد ہے۔فضل کی وہ غیر معمولی ، نا قابلِ توقع برکت جس کے ہم لائق نہیں ہمیشہ ہمارے گناہوں سے بالاتر ہے۔''جہاں گناہ زیادہ ہوا وہاں فضل اِس بھی نہایت زیادہ ہوا۔''(رومیوں 20:5)۔ یہ یقیناً حیران کن فضل ہے۔

نظرثانی کے لئے سوالات

ا۔اگر ہم اس بات پر اِیمان نہ رکھیں کہ ہماری نجات ہمیشہ کے لئے **محفوظ** ہے تو اس کے کیا روحانی نتائج ہو سکتے ہیں؟

۲۔اِیمانداروں کے لئے اَبدی سلامتی کے خیال کو ابرہام اور اسرائیل کی کہانیوں سے کیسے تقویت ملتی ہے؟

۳۔وہ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نجات اَبدی نہیں ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے وہ جو حوالہ جات استعمال کرتے ہیں ہم ان کی تشریح کس طرح سے کریں؟

۴۔آپ اس اعتراض کا جواب کیسے دیں گے''کہ ہماری ابدی سلامتی گناہ کرنے کا لائسنس ہے؟''

باب 7

پُر اعتماد بذریعہ فضل

باب 6 میں ہم نے تفصیلاً یہ دیکھ لیا ہے کہ اَبدی سلامتی وہ معروضی یا خارجی اور ظاہری حقیقت اور سچائی ہے جس سے ہم جان لیتے ہیں کہ ہم ہمیشہ کے لئے خدا کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ اعتمادِ نجات ، یا نجات کے متعلق یقین دہانی اس سچائی کا موضوعی ، باطنی یا اندرونی احساس اور تجربہ ہے یعنی ہم باطنی طور پر یہ اعتماد رکھتے ہیں کہ ہم واقعی نجات یافتہ ہیں۔ ہماری اَبدی سلامتی لاتبدیل ہے تاہم مختلف وجوہات کی بنا پر ہمارے اعتمادِ نجات میں تبدیلی ممکن ہے۔

شک کی ایک وبا

اعتمادِ نجات کی کمی دنیا اور کلیسیا میں سرایت کرنے والا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے بلکہ یہ ایک بحرانی کیفیت اختیار کر چکا ہے۔ اگر اَبدی سلامتی کے سلسلے میں مسیحی اتنی غلط فہمیوں کا شکار رہیں تو اعتمادِ نجات سے متعلق کیوں نہ ہوں گے۔ میں اِس بات کا قائل ہوں کہ تقریباً ہر کلیسیا میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہیں جنھیں اپنی نجات کا یقین نہیں ہے تو بھی ان میں سے بہت سے مسیحی یعنی ایمان لا چکے ہیں۔ تقریباً ہر مسیحی کی زندگی میں ایسا وقت آتا ہے جب اُسے اپنی نجات کے بارے میں مکمل اعتماد رکھنے میں کشمکش کا سامنا کرنا پڑتا ہے، میں نے بھی اس کشمکش کا سامنا کیا ہے اور پاسبان کی حیثیت سے میں اور بھی

بہت سے ایسے لوگوں سے ملا ہوں جنھیں اپنی نجات کے بارے میں پورے طور پر اعتماد اور یقین نہیں تھا۔ یہاں تک کہ میں ایسے سیمنری کے طالب علموں سے ملا ہوں جنھیں اپنی نجات کا یقین نہیں ہے۔ تصور کریں یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو اُمید دلانے اور خوشخبری سنانے کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور وہ خود ہی اپنی نجات کے بارے میں پُر اعتماد نہیں ہیں۔

میں نے بہت سے لوگوں سے یہ سوال کیا ہے کہ: اگر آپ مر جائیں اور خدا کے حضور میں کھڑے ہوں اور وہ آپ سے پوچھے کہ ''میں کیوں تمہیں اپنی بادشاہی میں جگہ دوں؟'' تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟ چند مخصوص جواب تو یہ ہیں کہ ''میں کافی اچھا انسان ہوں۔'' یا یہ کہ ''میں اچھا بننے کی کوشش کرتا ہوں'' ایک اور جواب یہ ہے کہ ''میں بائبل کے حکموں کو ماننے کی کوشش کرتا ہوں، میں نے پوری کوشش کی ہے کہ بہتر سے بہتر کرسکوں۔'' تو پھر میرا اگلا سوال یہ ہوگا کہ ''آپ کو کس طرح معلوم ہے کہ جتنا اچھا عمل کرنا چاہیے تھا آپ نے کیا ہے؟ یعنی آپ کے پاس اس اچھائی کو ماپنے کا کیا پیمانہ ہے؟'' یہاں اِن پر ظاہر کرنا آسان ہوجاتا ہے کہ اَبدی منزل کے بارے میں اپنی ہی نیکی کی بنیاد یا کارکردگی کے ذریعے یقین دہانی نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ ہمیشہ کوئی نہ کوئی ہوگا جو اِن سے بہتر ہوگا اور ویسے بھی خدا کی آسمانی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے خدا کا معیار تو کاملیت ہے اور اگر وہ اُس کی بادشاہی میں جانا چاہتے ہیں تو انہیں کامل ہونا ہوگا!

چونکہ پیغامِ اِنجیل کی منادی اتنے مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے اس لئے یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ بہت سے اِیماندار پریشان ہیں اور اپنی نجات کے بارے میں مشکوک ہیں۔ تاہم صرف پیغامِ انجیل کا بگاڑ ہی اس کی وجہ نہیں بلکہ دیگر وجوہات بھی ہیں جن کے باعث لوگ شک میں پڑ جاتے ہیں۔

شکوک کے بارے میں شکوک

بدقسمتی سے کچھ مسیحی راہنما اعتمادِ نجات کے بارے میں از خود لوگوں کے دلوں میں شک پیدا کرتے رہتے ہیں اُن کے نزدیک شک کرنا اچھی بات ہے کیونکہ نجات کے بارے میں شکوک سے ہم اپنی زندگی کی جانچ کر سکتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ ہماری نجات سچی، خالص اور حقیقی ہے یا نہیں۔لیکن یہ بے کار مشق ہے کیونکہ کوئی زندگی کامل نہیں ہے اور کسی کی عدالت بھی بے نقص نہیں ہے۔

اس بحث کے لئے کہ شک کرنا اچھی بات ہے عموماً 2۔کُرِنتھیوں 13:5 کا حوالہ استعمال کیا جاتا ہے جس میں لکھا ہے کہ ''تم اپنے آپ کو آزماؤ کہ اِیمان پر ہو یا نہیں۔اپنے آپ کو جانچو۔کیا تم اپنی بابت یہ نہیں جانتے کہ یسوع مسیح تم میں ہے؟ ورنہ تم نامقبول ہو۔'' لیکن یہاں یہ نہیں سکھایا گیا کہ مسیحی اپنی نجات کے بارے میں سوالات اُٹھائیں بلکہ اِس حوالے کا پس منظر یہ ہے کہ کہ پولس کرنتھس میں موجود جھوٹے رسولوں کی طرف سے کئے گئے سوالات کے جواب میں اپنی رسالت کی حقانیت پر اُس کے سچے ہونے پر بات کر رہا ہے۔[۱] دراصل وہ کہتا ہے ''میری صداقت کی جانچ نہ کرو بلکہ اپنی کرو!'' پولس درست خوشخبری سنانے والا سچا رسول ہے جسکا سب سے بڑا ثبوت کرنتھس کے لوگ خود ہیں۔اور وہ اُن سے کہتا ہے کہ اگر وہ نجات پا چکے ہیں اور جانتے ہیں کہ مسیح اُن میں ہے تو پولس سچا ہے کیونکہ اُسی نے اُن کے درمیان مسیح کی منادی کی تھی۔پولس یہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور مسیح اُن میں ہے۔

۱۔ اس بات کی وضاحت 2 کرنتھیوں 4،6 آیات پر غور کرنے سے ہو جاتی ہے، تاہم اگر پولس رسول کی رسالت کی حقانیت کے بارے مفصل طور پر پڑھنا چاہتے ہیں تو اِسی خط کے 11 اور 12 باب کو مطالعہ کریں۔

بعض اوقات شک کلیسیا کی رسومات اور کلچرل میں رچا بسا ہوتا ہے۔ منادی کرنے والے چرچ آنے والوں کو پرجوش اور طنزیہ تقاریر اور وعظ کے ذریعے اُکساتے ہیں کہ وہ اپنی نجات کے بارے میں سوال کریں۔ ''کیا آپ کی چرچ میں حاضری ٹھیک چل رہی ہے کیا آپ کافی دُعا کرتے ہیں؟'' اور اِس کے علاوہ بھی وہ بہت کچھ کہتے ہیں مثلاً ایک حقیقی مسیحی زیادہ ہدیہ دیتا ہے۔، زیادہ بشارت کا کام کرتا ہے، زیادہ چرچ جاتا ہے اور زیادہ دعا کرتا ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی لوگوں کو اکثر یہ دعوت دی جاتی ہے کہ وہ خدا کے ساتھ اپنے چال چلن کو درست رکھیں۔ جو یہ کہنے کا ایک مبہم طریقہ ہے کہ آپ کو حقیقی نجات کی ضرورت ہے۔ کئی کلیسیاؤں کی رسومات میں ''بیداری'' اور ''بشارتی'' کاروبار نے جنم لیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ نجات یافتہ لوگوں کو غیر نجات یافتہ ہونے کا احساس دلایا جائے تا کہ وہ اُن کے خیال کے مطابق ''حقیقی'' طور پر نجات پا جائیں یا دوبارہ نجات پائیں۔

شکوک اور غیر یقینی کی فضا میں صحت مند تعلقات پیدا نہیں ہو سکتے۔ نہ صرف یہ بات انسانی تعلقات پر لاگو ہوتی ہے بلکہ خدا کے ساتھ تعلق میں بھی سچ ہے۔ شکوک بھروسے، قربت اور بلوغت کی راہ میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔ فرض کریں کہ ایک جوڑے کی جوان بیٹی ہے جب وہ اپنے والدین کے کہنے کے مطابق کام کرتی ہے تو وہ اُس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''دیکھا ہماری بیٹی کتنی اچھی ہے'' اور جب وہ نافرمانی کرتی ہے اور وہ اُسے کہتے ہیں کہ ''لگتا ہے کہ تم ہماری بیٹی نہیں ہو کیونکہ جو کام ہم نے تمہیں کہا وہ تم نے کیا ہی نہیں۔'' کیا کسی بچے کی پرورش کے سلسلے میں یہ ایک اچھا موحول ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ان کی بیٹی کے لئے یہ وہ ماحول نہیں ہے جہاں غیر مشروط محبت اور قبولیت پروان چڑھتی ہو۔ یہ والدین کی غیر مشروط محبت اور قبولیت ہی ہے جو کسی بچے کے آگے بڑھنے اور ترقی میں معاون ہوتی ہے جبکہ محض والدین کو خوش کرنے کی تحریک اس بلوغت کی تباہی کا باعث ہے۔ عین ممکن ہے کہ جلد یا بدیر وہ اس مشروط محبت سے تنگ آجائے اور شاید اپنے

والدین کوخوش کرنے کی کوشش کوقطعی طور پر چھوڑ ہی دے اور ہمت ہار جائے۔اس قسم کا افسردہ نتیجہ ان لوگوں کے سامنے آتا ہے جو اپنی نجات کے بارے میں شکوک کا شکار رہتے ہیں کیونکہ وہ ایک مذہبی سسٹم میں ہیں جو خدا کی محبت اور فضل کومشروط بناتا ہے۔یعنی یہ یہ کام کروتو خدا محبت کرتا ہے اور نہ کروتونہیں کرتا!

میں پورے طور پر قائل ہوں کہ وہ لوگ جو اپنی نجات کے بارے میں شک کرتے ہیں مزید مسیحی ترقی کے لئے اُنکے پاس کوئی مضبوط بنیاد ہے ہی نہیں ہے۔ وہ فضل میں پیوستہ نہیں ہیں۔ لگاتار پیچھے دیکھنا اُن کے آگے بڑھنے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ وہ مسلسل یہی سوال کرتے رہتے ہیں کہ آیا وہ نجات یافتہ بھی ہیں یا نہیں۔کوئی بھی شخص جب تک وہ پیچھے دیکھتا رہے گا خدا کی چاہت کے مطابق آگے نہیں بڑھ سکتا۔ایک اور مثال کو استعمال کر کے اس بات کو واضح کیا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اِسی تذبذب کا شکار رہے گا کہ آیا وہ حقیقی طور پر خدا کا فرزند ہے بھی یا نہیں تو وہ کبھی بھی خدا کے فرزند ہونے کے ناطے ترقی کرتے ہوئے بلوغت تک نہیں پہنچ پائے گا۔

لوگ شک کیوں کرتے ہیں؟

کچھ وجوہات کی بنا پر لوگوں کے دل میں اپنی اَبدی نجات کے بارے میں شکوک پیدا ہو سکتے ہیں۔ایک واضح وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی فضل کی خوشخبری پر یقین ہی نہیں کیا ہوگا۔ بہت سے لوگ کسی جھوٹی یا غلط اِنجیل پر اِیمان لاتے ہیں یا کلیسیا میں کسی واعظ کے بعد دی گئی توبہ کی دعوت سن کر جذبات میں آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں یا انہیں لگتا ہے کہ خدا کسی بات کے بارے میں ان سے کلام کر رہا ہے اور وہ سوچنے لگتے ہیں کہ یہ نجات ہے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

اُنھوں نے سوچا ہو کہ کسی کلیسیا میں شمولیت کا مطلب ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں !اسی لئے شکوک اُن کے ذہن میں سوار رہتے ہیں کہ کیا واقعی وہ نجات یافتہ ہیں یا نہیں۔ دراصل اِن لوگوں نے کبھی بھی اِنجیل کے پیغام کو حقیقی طور پر نہیں سمجھا تھا۔ یعنی یہ پیغام کہ ہم گناہ گار ہیں اور ہمیں نجات کی ضرورت ہے اور یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے جو ہمارے گناہوں کی سزا سہنے کے لئے مر گیا اور پھر وہ مردوں میں سے جی اُٹھا اور اگر ہم ان باتوں پر اِیمان لائیں تو وہ ہم سے اَبدی زندگی کا وعدہ کرتا ہے۔

زندگی میں کسی وقت حقیقی طور پر نجات پانے کے باوجود کچھ لوگ اُس وقت بھی شکوک میں پڑ سکتے ہیں جب وہ کسی غلط تعلیم میں پھنس جائیں۔ اُنہیں غلط طور پر اس طرف مائل کیا جا سکتا ہے کہ گناہ یا چرچ نہ جانے کی وجہ سے، یا کسی اور وجہ کی بدولت وہ اپنی نجات سے محروم ہو چکے ہیں۔

کچھ اِیماندار اُس وقت اپنی نجات پر شک کریں گے جب وہ گناہ میں گر جاتے ہیں اور اُنکا ضمیر الجھاؤ کا شکار ہو کر انہیں ملامت کرتا ہے۔ وہ روح القدس کی جانب سے گناہ کی قائلیت اور حقیقت اور احساسِ ندامت کا غلط مطلب لیتے ہوئے تصور کرتے ہیں کہ وہ اپنی نجات سے محروم ہو چکے ہیں۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب اِیماندار سخت حالات اور آزمائشوں کا سامنا کرتے ہیں تو ایسے حالات میں اُن کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتے ہیں کہ کیا خدا اَب بھی اُن سے پیار کرتا ہے اور اُنکو قبول کرتا ہے۔ اِسی لئے کلامِ مقدس ہمیں یقین دہانی کرواتا ہے کہ چاہے کیسے ہی سخت اور بُرے حالات ہوں کوئی چیز ہمیں خدا کی محبت سے جدا نہیں کر سکتی۔[۲]

وہ لوگ جو خود بینی اور جذباتی شخصیت کے مالک ہیں اکثر اپنی نجات کی یقین دہانی کے بارے میں

۲۔ رومیوں8:34-37

مسائل سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ وہ جذبات پر انحصار کرنے کے اِس حد تک عادی ہوتے ہیں کہ وہ خود اپنی ذات پر سوالات کرتے رہتے ہیں۔

وہ مسیحی جن سے دوسروں نے جھوٹ بولا ہو یا جنھیں دھوکا دیا گیا ہو وہ آسانی سے اعتمادِ نجات کے سلسلے میں مسائل کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اُن کے لئے کسی پر بھی بھروسہ مشکل ہوتا ہے، چاہے وہ خدا کی ذات ہی کیوں نہ ہو وہ اُس پر بھی انگلی اُٹھاتے ہیں اگرچہ وہ مکمل طور پر بھروسے کے لائق ہے۔

جب جذبات پر ضرورت سے زیادہ زور دیا جاتا ہے، تو اعتمادِ نجات کے طور کچھ لوگ ہر روز پاک روح کی حضوری کو محسوس کرنا چاہتے ہیں لیکن عین ممکن ہے کہ کسی کسی دن ایسا احساس انہیں نہ ہو، اُس وقت یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہماری زندگی کا ہر دن ایک سا نہیں ہے، کچھ دن برے ہوتے ہیں جب ہر چیز بری محسوس ہوتی ہے۔ ہماری تھکان، دباؤ، تنقید یا خراب کھانا بھی ہماری اندرونی میکانکی کو جسمانی طور پر، جذباتی، ذہنی اور روحانی طور پر منتشر کر سکتا ہے۔

کچھ مسیحی ایسی کلیسیاؤں اور گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں اس عقیدہ اور اِیمان کے بارے میں تعلیم پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ خدا نے بنائ ِ عالم سے پیشتر اپنے لوگوں کو جانا اور انہیں چن لیا ہے ۔ یہ بات بہت سے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے، اور وہ سوچتے رہتے ہیں کہ کیا وہ واقعی خدا کے چنے ہوئے اور برگزیدہ لوگوں میں شامل ہیں؟ خاص طور پر یہ بات اُس وقت زیادہ محسوس ہوتی ہے جب اُنہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ جو مسیحی اِیمان کا اِقرار کرتے ہیں ضروری ہے کہ وہ جان دینے تک وفادار اور ثابت قدم رہیں، وہ اپنی نجات کے بارے میں اُسی وقت پُریقین ہو سکتے ہیں جب وہ مر جائیں گے، کیونکہ شرط جان دینے تک وفادار رہنے کی ہے، لہٰذا کوئی بھی ایسا فرد مکمل اعتمادِ نجات نہیں رکھ سکتا۔

انسان ہوتے ہوئے میرا دل ایسے لوگوں کے لئے درد سے بھر جاتا ہے اِس قسم کے غلط اعتقادات میں پھنسے ہوئے ہیں! تو سوچیں کہ خدا کی غیر مشروط محبت پر شک کرنے والوں کے سبب سے خدا کا دل کس قدر ٹوٹا ہوگا۔ نجات کے بارے میں ان کے شکوک کیسے دور ہو سکتے ہیں؟ وہ کس طرح اپنی غیر یقینی کیفیت سے نکل کر آزادی میں زندگی بسر کر سکتے ہیں اور مسرور ہو سکتے ہیں اور یہ یقین کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے خدا کے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فقط بذریعہ فضل!

کیا ہم یقینی طور پر جان سکتے ہیں؟

لوگ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ہم یقینی طور پر اپنی نجات کے بارے میں جان نہیں سکتے یا یہ کہ شکوک مسیحی کے لئے اچھے ہیں، ان کے اس بیان کی صداقت جانچنے کے لئے آئیں ذرا بائبل میں موجود شواہد پر ایک نظر دوڑائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں! نئے عہد نامہ کے مصنفین یہ جانتے تھے کہ وہ نجات یافتہ ہیں۔ ذرا چند خطوط کا تعارف ملاحظہ کیجئے اور دیکھیں کہ وہ لوگ اپنی طرف کس طرح اشارہ کرتے ہیں۔ مثلاً رومیوں 1:1 میں ہم پڑھتے ہیں ''پولس کی طرف سے جو یسوع مسیح کا بندہ ہے اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا اور خدا کی اس خوشخبری کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔'' یہاں کوئی بے یقینی نہیں ہے! پولس کو پتہ تھا کہ اگر ابھی اُسے مرنا پڑے تو وہ فوراً خداوند کی حضوری میں داخل ہو جائے گا۔'' غرض ہماری خاطر جمع ہے اور ہم کو بدن کے وطن سے جدا ہو کر خداوند کے وطن میں رہنا زیادہ منظور ہے'' (2۔کُرِنتھیوں 8:5)۔ یہاں بے یقینی کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہے! اسی قسم کی یقین دہانی یعقوب (یعقوب 1 : 1)، پطرس (ا پطرس 1:1، یہوداہ 1) اور یوحنا بھی ہمیں پیش کرتے ہیں۔ آئیں ہم یوحنا کے بارے میں گفتگو کریں۔

یوحنا رسول 1۔ یُوحنّا 5:11-13 میں یہ الفاظ لکھتا ہے:

''اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی ہے اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے۔جس کے پاس بیٹا ہے اُسکے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں۔ میں تم کو جو خدا کے بیٹے کے نام پر اِیمان لائے ہو یہ باتیں اِس لئے لکھیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہو۔''

یوحنا اپنے قاریوں کو بتاتا ہے کہ اگر اُنکے پاس یسوع مسیح ہے تو اُنکے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے۔ جب اُنہوں نے یسوع پر اِیمان رکھا ہے تو انہیں 'معلوم' ہونا چاہے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہیں۔ یہ اس حقیقت کہ بارے میں ایک سادہ سا بیان ہے۔وہ تمام لوگ جو خدا کے خاندان میں یسوع مسیح پر اِیمان لانے کے باعث نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں اُنہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ہمیشہ کی زندگی رکھتے ہیں۔

یُوحنّا اور نئے عہد نامہ کے دوسرے مصنفین یہ جانتے تھے کہ اُنکے قاری بھی نجات یافتہ ہیں، اپنے قارئین کے لئے استعمال کردہ الفاظ سے اِس بات کا ثبوت ملتا ہے: بھائیو!، پاک بھائیو!، خدا کے پیارو، مسیح میں فرزند، مقدسین، خدا کے وارث، خدا کی کلیسیا، چنے ہوئے اور اس طرح کی اور دوسری اصطلاحات۔بعض اوقات وہ ایک دوسرے کو ان الفاظ سے سلام دعا کرتے: ''خدا ہمارا باپ'' (1۔ تھِسّلُنیکیوں 1:1، 2۔ تھِسّلُنیکیوں 1:1)، ''خدا ہمارا نجات دہندہ'' (1۔ تیمُتھِیُس 1:1)، ''یسوع مسیح ہمارا خداوند'' یا ''ہمارا خداوند یسوع مسیح'' (1۔ کُرِنتھیوں 1:2، 2۔ کُرِنتھیوں 1:2، ا پطرس 1:3)۔بعض اوقات مصنفین اپنے قاریوں کے اِیمان اور فرمانبرداری کو سراہتے تھے۔ (رومیوں 6:17 کُلسیّوں 1:4؛ 1۔ تھِسّلُنیکیوں 1:3)۔

یہاں نکتہ یہ ہے کہ اگر ہم ایک بھی واقعہ ڈھونڈ لیں جب ان مصنفین کے پڑھنے والوں کونجات یافتہ تسلیم کیا گیا ہو یا اُنہوں نے خود کونجات یافتہ مان لیا ہوتوممکن ہے کہ شک کرنے والے یہ جان جائیں کہ وہ نجات یافتہ ہیں (یعنی ایک لمحہ اس یقین کے ساتھ ان کونجات یافتہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے) اگر یہ سچ نہیں ہے تو یہ خطوط ایسی بے نشانہ گولیوں کی طرح ہوتے جو اِس اُمید سے برسائی گئیں ہیں کہ شاید وہاں کوئی نہ کوئی تو نجات یافتہ ہوگا جو اس کلام کو سمجھ ہی لے گا! نئے عہد نامہ کے مختلف مصنفین نے جو نصیحت، تنبیہ یا ہدایات دی ہیں وہ اس طور سے پیش کی گئیں ہیں جن کی قدر صرف وہی لوگ جان سکتے تھے جن کو یہ یقین تھا کہ وہ نجات یافتہ ہیں۔

میں نے سُنا ہے کہ کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ تصور کرنا اور کہنا گستاخی ہے کہ آپ نجات یافتہ ہیں۔ وہ یہ بحث کرتے ہیں کہ یہ صرف خدا ہی جان سکتا ہے اور صرف خدا ہی کو جاننے کی ضرورت ہے۔لیکن دراصل گستاخی یہ ہے کہ ہم 1۔یُوحنّا 5:1-13 جیسے کلام کے حوالہ جات کی روشنی میں جانتے بھی ہوں کہ خدا چاہتا ہے کہ ہم جانیں کہ ہم نجات یافتہ ہیں اور ہم پھر بھی اِس کا اقرار نہ کریں۔اگر خدا نے ہم سے ایک وعدہ کیا ہے کہ ہم اِسکا یقین کریں تو خدا کے وعدے کا یقین نہ کرنا گستاخی ہے۔یہ کون ہیں؟ جو یہ کہتے ہیں کہ اُسکے وعدے ہمارے لئے سچ نہیں ہیں! جیسا کلام میں بیان کیا گیا وہ تمام باتیں بالکل سچ ہیں۔خدا کی سوچ یہی ہے کہ ہم جانیں اور مانیں کہ ہم نجات یافتہ ہیں اور یہ جاننا ہمارے لئے ضروری ہے۔

شکوک کو رفع کرنا

یقین دہانی کی اس بحث میں یوحنا کی اِنجیل بھی خاص اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یوحنا نے اِس اِنجیل کو

خاص مقصد کے تحت لکھا:

''اور یسوع نے اور بہت سے معجزے شاگردوں کے سامنے دکھائے جو اِس کتاب میں لکھے نہیں گئے۔لیکن یہ اِس لئے لکھے گئے کہ تم اِیمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور اِیمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔'' (یُوحنّا 20:30-31)

یُوحنّا نے اِس لئے لکھا کہ اُسکے پڑھنے والے یسوع پر اِیمان لائیں اور ہمیشہ کی زندگی پائیں۔لیکن اگر کوئی بھی شخص اعتمادِ نجات نہیں رکھ سکتا اور مرنے کے بعد ہی اُس کو پتہ چلے گا تو یوحنا کا یہ مقصد بیان کرنے کا کیا فائدہ؟ اپنے اِس مقصد کے حصول کے لئے وہ بار بار خدا کے وعدوں کو لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے۔سب سے بہترین وعدہ جو ہم جانتے ہیں وہ یُوحنّا 3:16 میں لکھا ہے۔''کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر اِیمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔'' خدا نے ہم سے ہمیشہ کی زندگی کے تحفے کا جو وعدہ کیا ہے وہ اِس سے زیادہ سادہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے بیٹے یسوع پر اِیمان لائیں اور ہمیشہ کی زندگی پائیں گے۔اب آپ اِس بات پر یا تو یقین رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے۔[۳]

یُوحنّا کے مقصد کو بیان کرنے کے لئے ایک اور اچھا حوالہ یہ ہے کہ یوحنا 5:24 ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر

۳۔ یوحنا کی انجیل کے سیاق وسباق کے حوالے سے یسوع مسیح پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ وہ کون ہے،یعنی یہ کہ وہ خدا کا بیٹا ہے؛ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی ضرورت کیا ہے،یعنی یہ کہ آپ کے گناہوں کی سزا کا بھگتان یا ادائیگی؛ اور آپ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کیا کِیا،یعنی اُس نے بطورعوضی اپنی جان دی اور وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔‘‘

ایک بار پھر ظاہر ہے کہ وعدہ بہت سادہ اور یقینی ہے اگر آپ مسیح پر اِیمان لائیں گے تو آپ عدالت سے بَری ہیں (گناہ کی عدالت جس میں بے یقینی کا گناہ بھی شامل ہے) اور موت سے نکل کر زندگی میں شامل ہو گئے ہیں۔خدا سے ہماری جدائی دور ہو گئی ہے اور ہم اُسکے خاندان میں پیدا ہو گئے ہیں۔ان باتوں میں شک یا غیر یقینی کی کوئی گنجائش نہیں۔

یوحنا کی اِنجیل سے ایک اور حوالہ یہ ہے: یُوحنّا 6:47 ’’میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو اِیمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے۔‘‘ یہاں بھی کوئی نئی بات نہیں کی گئی ہے۔صرف خدا کے وعدے کی سادہ ترین دہرائی ہے۔اِیمان لائیں اور ہمیشہ کی زندگی آپ کی ہے۔

کیا آپ کو یقین ہے؟

اب ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یقین دہانی کا مسئلہ اس لئے جنم نہیں لیتا کہ خدا کے کلام میں خدا کا مقصد سادگی اور وضاحت سے بیان نہیں کیا گیا ہے بلکہ مسئلہ صرف ہمارے ساتھ ہے جو اس کلام کو سنتے ہیں۔کیا ہم کلام پر اِیمان رکھتے ہیں یا نہیں؟ یا زیادہ بہتر انداز میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کیا ہم خداوند یسوع پر اِیمان رکھتے ہیں یا نہیں؟ خدا کے کلام کی بنیاد کو سامنے رکھتے ہوئے ہم جانتے ہیں کہ اگر ہم یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ اِیمان لائیں گے تو ہم جان سکتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمیشہ کی زندگی ہے۔یہاں مسئلہ حل ہو جانا چاہیے۔خدا کے کلام سے بڑھ کوئی اتھارٹی یا اختیار نہیں ہے۔

گو کہ میں نے ان وعدوں کو اپنے بچپن میں کافی بار سنا تھا لیکن مجھے یاد نہیں کہ کسی نے مجھے اُبھارا ہو کہ

یہ وعدے شخصی طور پر میرے لئے بھی ہیں اور میں بھی ان پر ایمان لا سکتا ہوں ۔ میں سوچتا تھا کہ یہ باتیں دنیا اور کائنات میں اور لوگوں کے لئے ہی ہے۔ لیکن بعد میں نوجوانی کے زمانے میں میرے اندر سچائی کے لئے بھوک پیدا ہوئی اور کسی نے مجھے اُبھارا کہ میں اِن وعدوں کو دوبارہ پڑھوں اور شخصی طور پر اِن وعدوں پر اِیمان لے کر آؤں اور جب میں نے ایسا کیا یہ وعدے مجھے سچ لگے۔ اور میں اِن پر اِیمان لے آیا۔ تاہم جب میں نے دیگر مواد اور اُن دوسرے لوگوں کے خیالات کو بھی سنا جو ہمیشہ کی زندگی کو حاصل کرنے کے بارے میں مختلف آراء اور نظریات رکھتے تھے تو میں پریشان ہو کر بہت جلد بوکھلا سا گیا۔ کیا میں اپنے گناہوں پر کافی حد تک شرمندہ تھا؟ کیا میں نے اپنے سارے گناہوں کو ترک کر دیا تھا؟ کیا میں نے یسوع مسیح کو اپنی زندگی کا مالک بنا لیا تھا؟ کیا میں اُسے پیار کرنے، اُسکا حکم ماننے اور اُسکی خدمت کرنے کا عہد کیا تھا؟ اور یہ لسٹ بڑھتی ہی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جیسے ہی میں اِیمان لے کر آیا تقریباً اُسی وقت میں الجھن اور تذبذب کا شکار ہو گیا۔ میں نے سوچا کہ کیا ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے کے لئے اس کے علاوہ اور شرائط بھی ضروری ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کیا میں واقعی نجات یافتہ ہوں؟

مجھے وہ وقت یاد ہے جب میں نے اپنے شکوک کو ایک بار ہمیشہ کے لئے حل کر دیا۔ میں اس قدر شک میں پڑ گیا کہ اگر لوگ مجھ سے پوچھتے کہ کیا آپ مسیحی ہیں تو میں کہتا کہ ''میں نہیں جانتا'' اور نجات یافتہ ہونے کا اقرار کرنا تکبّر اور خود پسندی سے بھرپور اور بہت گستاخانہ سا معلوم ہوتا تھا، یوں جیسے میں نے وہ سب کچھ کر لیا ہے جسے کرنے کی ہدایت مجھے دوسرے لوگ کرتے رہتے تھے۔ تاہم ایک شام ایک مسیحی پرستش کی عبادت کے بعد میں پرستش کرنے والے ایک گروپ کے پاس یہ بتانے گیا کہ مجھے اُن کی پرستش آئی ہے تو اچانک اُن میں سے ایک نے میرا ہاتھ تھام لیا اور میری آنکھوں میں دیکھ کر کہا کہ ''چارلی کیا تم مسیحی ہو؟'' مجھے یاد ہے کہ اُسکے سوال کا جواب دینے سے پہلے میں نے ایک

لمحے کے لئے سوچا کہ خدا کے ہمیشہ کی زندگی کے سادہ اور واضح سے وعدے پر شک کرنا کتنی بے وقوفی کی بات ہے۔ظاہر ہے کہ وہ شخص جانتا تھا کہ میں نجات یافتہ ہوں اور وہ مجھ سے توقع کرر ہا تھا کہ میں بھی جانتا ہوں ۔خدا چاہتا تھا کہ میں جان جاؤں ’ہاں‘ میں نے کہا اور اُسکے بعد میں نے کبھی بھی اسکے علاوہ کوئی اور جواب نہیں دیا۔

جس طرح سے میں بائبل کو سمجھتا ہوں اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ ہر شخص جو سچا مسیحی ہے اس نے زندگی کے کسی خاص وقت میں خدا کی جانب سے پیش کردہ ہمیشہ کی زندگی کے وعدے پر یقین کیا ہوگا، کیونکہ مسیحی ہونے کا مفہوم یہی ہے، ایک ایماندار بننا! کئی لوگ ہیں جنھیں کبھی بھی پیچھے مڑکر دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی وہ اپنی نجات کے بارے میں شکوک میں مبتلانہیں ہوتے، کیونکہ وہ خُدا کے وعدوں پر یقین رکھتے ہیں اور اُن کے لئے یہ مسئلہ وہیں ختم ہو جاتا ہے۔کچھ دوسرے لوگ یقین تو کر لیتے ہیں تاہم بعد میں پریشان ہو جاتے ہیں، ان میں سے کچھ دھند میں اپنا راستہ تلاش کر لیتے ہیں، لیکن کچھ اِیماندار اب بھی بے چارگی اور افسوس ناک حالت میں اُسی دھند میں زندہ ہیں۔

لیکن وہ سچائی جسے ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ: خدا چاہتا ہے کہ ہم جان جائیں کہ ہم نجات پا چکے ہیں اور جب ہم اُسکے وعدے پر اِیمان لاتے ہیں وہ خوش ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح اُسکی محبت، فضل اور وفاداری کو جلال ملتا ہے۔وہ حقیقتاً اتنا ہی بھلا ہے، اتنا ہی محبت بھرا ہے، اتنا ہی سخی ہے اور ہم پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔تاہم گر ہم اُسکے وعدے پر شک کریں تو وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ اگر ہمیشہ کی زندگی ہمارے اعمال، عہد یا وفاداری پر منحصر ہوتی ہے تو پھر تو ہم پریشان ہونے میں حق بجانب تھے کہ کیا واقعی ہم نے کافی کام کر لیے ہیں، کافی عہد و پیمان کئے ہیں یا کافی وفاداری دکھائی ہے۔جب ہم اپنی آنکھیں یسوع مسیح کے وسیلے سے کئے گئے خدا کے وعدے پر سے ہٹا لیتے ہیں تو

شک ہی اسکا یقینی نتیجہ ہے۔ اگر ہم خداوند یسوع مسیح پر اِیمان لائیں ، ہمیشہ کی زندگی ہماری ہے۔ آپ اس نتیجے پر پورا یقین رکھ سکتے ہیں۔

یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ بہت سے مسیحی غیر یقینی کے نتائج کے باعث تکلیف سہہ رہے ہیں۔ وہ آگے نہیں بڑھ سکتے کیونکہ وہ ہمیشہ پیچھے ہی دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ اِسی پریشانی میں رہتے ہیں کہ کیا وہ حقیقتاً نجات پا چکے ہیں۔ اُنکی گواہی بھی کمزور ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی ذات اور شخصیت کے لئے حقیقت میں خدا کے وعدوں کا یقین نہیں کرتے ۔ بے یقینی کی ہلتی ہوئی بنیاد کے سبب سے اُن کی خدمت بھی مسلسل کھوکھلی ہے۔

لیکن وہ لوگ جنھوں نے خدا کے وعدوں کو یقین اور اِیمان کے ساتھ قبول کرلیا ہے اُن کے لئے خوشی ہے۔ ہم نجات پا چکے ہیں ہم ہمیشہ کے لئے اس کے ہیں اور فقط بذریعہ فضل!

نظرثانی کے لئے سوالات

۱۔ وہ چند وجوہات بیان کریں جن کے باعث مسیحی اپنی نجات پر شک کرتے ہیں؟

۲۔ کیا اپنی نجات کی یقین دہانی کا اعلان کرنا مغروری اور گستاخی ہے؟ وضاحت کریں۔

۳۔ جو لوگ اپنی نجات پر شک کرتے ہیں اُن کے لئے آپ بائبل مقدس کے کون سے حوالہ جات استعمال کریں گے؟

۳۔ وضاحت کریں کہ آپ کس طرح اپنی نجات کے بارے میں تمام شکوک کو دور کریں گے یا کرلیا ہے؟

باب 8

فضل اور نیک کام

اَب تک کی ہماری بحث اور بات چیت کا مرکز یہ تھا کہ ہمیشہ کی زندگی کے حصول کے لئے ، اِس ہمیشہ کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اور ہمیشہ کی زندگی کی یقین دہانی کے لئے ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ فضل کے مطابق ہمیشہ کی زندگی کے حصول کے لئے ہماری اِنسانی کاوشیں، نیک اعمال اور سنجیدہ عہد و پیمان بے معنی ہیں کیونکہ ہمیشہ کی زندگی کا انحصار خدا کی کوششوں ،اُسکے کاموں اور ہمارے ساتھ اُسکے عہد پر ٹِکا ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں خدا نے سب کچھ خود کر دیا ہے اور یہ فقط اُس کے فضل کے سبب ہے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ رومیوں 3:23 میں لکھا ہے کہ ''کیونکہ شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اس کے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا۔ اِس لئے کہ شریعت کے وسیلے سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے۔'' اور رومیوں 5-4:4 کے مطابق نجات کے لئے واحد تقاضا اِیمان ہے نہ کہ اعمال: ''کام کرنے والے کی مزدوری بخشش نہیں بلکہ حق سمجھی جاتی ہے۔ مگر جو شخص کام نہیں کرتا بلکہ بے دین کے راستباز ٹھہرانے والے پر اِیمان لاتا ہے اُس کا اِیمان اُس کے لئے راستبازی گنا جاتا ہے۔''

پس جب ہم نجات کی بات کرتے ہیں تو اس کے حصول کے لئے نیک اعمال کوئی حیثیت نہیں۔ یہاں

ایک اہم سوال جنم لیتا ہے کہ اگر ہم نیک اعمال یا اچھے کاموں کے سبب سے نجات نہیں پا سکتے تو اچھے کاموں یا نیک اعمال کی حیثیت اور مقام کیا ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ بائبل مقدس نیک اعمال اور دینداری کی زندگی کے بارے میں بہت کچھ بیان کرتی ہے۔ اِن کی کیا اہمیت ہے؟

اچھے کام ایک اچھا خیال ہیں!

نجات حاصل کرنے کے لئے ہم سے نیک اعمال کا تقاضا نہیں کیا گیا؛ اس کے برعکس یہ نیک اعمال ہماری نجات کا حاصل ہیں! اس ترتیب کو ذہن میں رکھنا ازحد ضروری ہے۔ جب ہمیں خدا کے نجات بخش فضل کا تجربہ ہو جاتا ہے تو اس کا نتیجہ نیک اعمال کی صورت میں نکلتا ہے۔ جب ہم نجات کے مفت انعام کو حاصل کر لیتے ہیں تو ہم ایک ایسی زندگی گزارنا سیکھ لیتے ہیں جو خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔ فضل دینداری تک ہماری رہنمائی کرتا ہے نہ کہ دینداری فضل تک ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

> ''کیونکہ خدا کا وہ فضل جو ظاہر ہوتا ہے سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے۔ اور ہمیں تربیت دیتا ہے تا کہ بے دینی اور دنیوی خواہشوں کا اِنکار کر کے اِس موجودہ جہان میں پرہیزگاری اور راستبازی اور دین داری کے ساتھ زندگی گزاریں۔'' (طِطُس 2:11-12)

اگرچہ نیک اعمال نجات حاصل کرنے کے لئے ضروری نہیں ہیں تو اس بات سے ہمیں یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیے کہ یہ نیک اعمال خدا کے نزدیک کسی اہمیت کے حامل نہیں ہیں۔ نجات حاصل کرنے کے بعد نیک اعمال اچھا اور عمدہ خیال ہے کیونکہ یہ خدا کا خیال ہے۔

مندرجہ ذیل یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اچھے کام یا نیک اعمال کیوں ضروری ہیں:

۱۔نیک اعمال خدا کا مقصد ہیں: ہم نے افسیوں 9-8:2 کے حوالے میں دیکھا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم اعمال سے نہیں بلکہ فضل کے ذریعہ اِیمان کے وسیلہ نجات پاتے ہیں۔لیکن اگلی آیت ہماری نجات میں خدا کے مقصد کو بیان کرتی ہے:''کیونکہ ہم اسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا'' (افسیوں 10:2)۔ ہم سب جو اِیمان لا چکے ہیں ہمارے لئے یہ خدا کا پہلے سے تیار شدہ منصوبہ ہے کہ ہم نیک اعمال کے مطابق زندگی بسر کریں۔اِس لئے اُس نے ہمیں یسوع مسیح میں نیا مخلوق بنایا ہے۔

۲۔خدا نے نیک اعمال کا حکم دیا ہے: بائبل میں بہت سے اچھے کاموں کا حکم ہے اور اُنکی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اُن سب کا حوالہ دیا جانا مشکل ہے تاہم ایک حکم جو اس سلسلے میں سب سے پہلے ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ ''ایک دوسرے سے محبت رکھو'' ہے)۔تاہم، جب ہم ابدی نجات کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو یہ حکم مسیحیوں یا اِیمانداروں کو دیئے گئے ہیں غیر اِیمانداروں کو نہیں۔اگر ایسا ہوتا تو غیر اِیماندار یہ سوچتے کہ نجات حاصل کرنے کے لئے دیندارانہ زندگی شرط ہے۔نیک اعمال کی اہمیت کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے لئے یہ جاننا ہی کافی ہے کہ خدا بذاتِ خود ان باتوں کو ماننے کا حکم دیتا ہے۔

۳۔نیک اعمال خدا کے جلال کا باعث ہیں: خدا کو جلال دینے سے مراد ہے کہ جو اُس کا ہے اُسکو دینا، اُسکی تعظیم کرنا، اُسے اونچا کرنا۔بائبل میں اکثر بیان کیا گیا ہے جب یسوع کوئی اچھا کام یا معجزہ کرتا تو لوگ خدا کی تعریف کرتے تھے۔[۱] جب ہم اچھے کام کرتے ہیں تو ہم خدا کو جلال دیتے ہیں یا لوگوں کو خدا کی تعریف و تعظیم کے لئے اُبھارتے ہیں۔[۲]

۱۔ متی 31:15؛ مرقس 12:2؛ لوقا 16:7

۲۔ متی 16:5؛ یوحنا 8:15؛ اعمال 21:4؛ ۲۔کرنتھیوں 13:9؛ ۲۔تھسلنیکیوں 12:1؛ ا۔پطرس 12:2؛ 11:4

۴۔نیک اعمال سے اِیمانداروں اورغیر اِیمانداروں دونوں کی مدد ہوتی ہے: یہ بات تو بالکل واضح ہے تاہم اسے دہرانا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارے نیک کام کرنے کے باعث کسی بھوکے کو کھانا مل سکتا ہے کسی بیمار کی تیمارداری ہوسکتی ہے اور کسی ضرورت مند کی ضرورت کے وقت اس پر رحمت کا سبب ہوسکتے ہیں، چاہے وہ ایماندار ہو یا غیر ایماندار ہو۔

پس نیک اعمال ہماری نجات کے حصول کا تقاضا تو نہیں ہیں، البتہ یہ نجات کا متوقع نیتجہ ہیں۔ یہ نجات کے لئے شرط نہیں ہیں لیکن نجات کا انجام ہیں۔ لیکن یہ بات کرتے کرتے ہمیں اپنی سوچ میں محتاط ہونے کی ضرورت ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم کسی کے نیک اعمال کو گننے بیٹھ جائیں۔ نہ ہم کسی کے کاموں کو تولیں اور نہ کسی کی نجات کو ثابت کرنے لگیں۔ کیونکہ آخر غیر مسیحی اور بے دین بھی تو اچھے کام کرتے ہیں! اور ہوسکتا ہے کسی مسیحی کو کوئی نیک کام کرتا دیکھ کر ہم یہ تصور کریں کہ یہ تو بہت اچھا کام کر رہا ہے لیکن خدا کے نزدیک اس نیک عمل کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ وہ کام جو اچھے معلوم ہوتے ہیں ان کے پیچھے غلط یا خراب محرکات یا بُری نیت بھی ہوسکتی ہے۔

نیک کام کرنے کی تحریک

وہ لوگ جو خدا کے فضل کو سمجھ چکے ہیں اور اُسکا مزہ چکھ چکے ہیں ان کے اندر نیک کام کرنے کی عظیم ترین تحریک پائی جاتی ہے اور وہ خدا کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ بائبل مقدس میں نیک اعمال کرنے کے لئے جو تحریک موجود ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہم اُن کے وسیلہ نجات حاصل کریں یا دوزخ سے بچ جائیں بلکہ یہ کہ اُن کی بدولت ہم خدا سے اپنی محبت کا اظہار کریں اور اُسکی شکرگزاری کریں۔ کیونکہ اس نے اپنا بیٹا دے دیا تاکہ ہم اَبدی زندگی کا تحفہ مفت حاصل کریں۔ نیک اعمال سے بھری زندگی کے پیچھے

فضل ہی پاکیزہ ترین محرک ہے۔

جب ہم پولس کے کچھ خطوط پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جب بھی اچھے کاموں کی تلقین کرتا ہے تو اُس سے پہلے وہ اُن برکات کا ذکر کرتا ہے جو فضل کے وسیلے مسیح میں ہمیں حاصل ہیں۔ رومیوں کے خط میں یہ ترتیب کافی واضح ہے جہاں ابواب ایک تا گیارہ میں ہمارے عملی اقدام کے بارے میں بات چیت سے پہلے وہ خدا کی برکتوں اور رحمتوں کا ذکر کرتا ہے۔ پولس 1:12 تک انتظار کرتا ہے کہ تا کہ ہمیں بتائے کہ فضل کے بارے میں ہمارا ردِعمل کیا ہونا چاہیے: ''پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دِلا کر تم سے اِلتماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔'' یہاں ''پس اَے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر'' کے یہ الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ پولس ابواب ایک تا گیارہ میں فضل کے بارے میں اپنی تمام الٰہی تعلیم کا عمومی نتیجہ اخذ کر رہا ہے۔ دوسرے الفاظ میں چونکہ ہم نجات پا چکے ہیں، ہماری تقدیس ہو چکی ہے یعنی ہم الگ کئے جا چکے ہیں، اب ہم بالکل **محفوظ** ہیں اور خدا کے فضل کے باعث برگزیدہ کئے جا چکے ہیں لہٰذا، اب ہمارا ردِعمل یہ ہونا چاہیئے کہ ہم مکمل طور خود کو اُس کی خدمت کے لئے پیش کر دیں۔ لیکن اسکا کیا مطلب ہے؟ اسکا مطلب پولس 12 تا16 ابواب میں بیان کرتا ہے جب وہ دینداری کی زندگی بسر کرنے کے لئے نصیحت کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ قربانی کے طور پر خدا کی خدمت کرنے کا کیا مفہوم کیا ہے۔

یہی ترتیب دوسرے خطوط میں بھی نظر آتی ہے: خدا کی برکات اچھے رویے کو اُبھارتی ہیں؛ الٰہی سچائیاں عملی پہلو کو ظاہر کرتی ہیں؛ اِیمان عمل کی طرف لے جاتا ہے؛ فضل شکر گزاری کی زندگی گزارنے کی تحریک دیتا ہے۔ یہی ترتیب ہمیں گلتیوں 1 - 4 سے 6- 5،

افسیوں 3-1 سے 6-4 اور کلسیوں 2-1 سے 4-3 میں بھی نظر آتی ہے۔ جہاں پولس یہ سکھاتا ہے کہ اعمال نجات سے نکلتے ہیں۔ اعمال نجات کے لئے ضروری نہیں ہیں۔

صرف دو مذاہب

اب تک کی بحث سے ہمیں سمجھ جانا چاہیے کہ فضل کیوں بہت سادہ اور خوبصورت ہے۔ اور یہ بھی کہ بائبلی مسیحیت دنیا کے باقی تمام مذاہب سے فرق کیوں ہیں: باقی تمام مذاہب میں کسی بھی شخص کے نجات حاصل کرنے کے لئے نجات سے پہلے یا موت کے بعد اَبدی زندگی کا انعام پانے کے لئے کسی کام یا کسی مخصوص راستے پر چلنے کی ضرورت ہے۔

☆ بدھ مت کی تعلیم کے مطابق کسی بھی شخص کو ایک عظیم آٹھ نکاتی راستے پر چلنا ضروری ہے۔

☆ اِسلام کی تعلیم کے مطابق پانچ ستونوں کو ماننے اور نیکی کی زندگی بسر کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ ہندو مت سکھاتا ہے کہ ایک انسان کو چار قسم کے یوگ سے گزرنا ضروری ہے۔

☆ سکھ مذہب سکھاتا ہے کہ ایک انسان کو اپنی راہ پر چلتے رہنا چاہئیے اور نظم وضبط کی زندگی بسر کرنی چاہیے۔

☆ یہودیت کے مطابق ایک انسان کو توریت کے مطابق نیک زندگی بسر کرنی چاہیے۔

☆ مارمنز کے مطابق ایک انسان کو بپتسمہ لینا چاہیے اور حکموں اور قوانین کو ماننا چاہیے۔

☆ یہواہ کے گواہ سکھاتے ہیں کہ ایک انسان کو یہواہ کی خدمت کرنی چاہیے اور اُسکا حکم ماننا چاہیے۔

☆ رومن کاتھولک کی تعلیم کے مطابق ایک انسان کوسات ساکرامنٹ ماننے چاہیں۔

☆ شریعت پرست پروٹسٹنٹ یہ سکھاتے ہیں کہ ایک انسان کو خدا کے تابع ہوکر بائبل پرعمل کرنا چاہیے۔

☆ آزاد خیال پروٹسٹنٹ یہ سکھاتے ہیں کہ ایک انسان کو دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

جہاں دوسرے یہ کہنے میں لگے ہیں کہ ''یہ کام کرو یا وہ کام کرو'' مسیحیت کہتی ہے کہ ''ہو چکا!'' یہ فضل ہی ہے کہ خدا ہماری نجات کے لئے تمام ضروری کام خود کرتا ہے تاکہ نجات پانے کے لئے ہمیں کچھ بھی نہ کرنا پڑے۔ سارا کام مسیح کی موت اور اُسکے جی اُٹھنے کے سبب سے ہو چکا ہے۔ ہم اِس میں کچھ بھی شامل نہیں کرسکتے۔

کیا نیک اعمال نجات کو ثابت کرتے ہیں؟

بعض لوگ اس بات پرتو اتفاق کرتے ہیں کہ ہم اعمال سے نہیں بلکہ صرف اِیمان کے وسیلے نجات حاصل کرتے ہیں تاہم اسی کے ساتھ وہ یہ بھی سکھاتے ہیں کہ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہماری نجات حقیقی ہے یا نہیں ہمیں اعمال کی ضرورت ہے۔ وہ اِنجیل کی خوشخبری سے پہلے تو بوجھ نہیں ڈالتے لیکن اِس خوشخبری کے قبول کرنے کے بعد بوجھ ڈالتے ہیں۔ ایک مشہور کہاوت ہے کہ ''ہم صرف اِیمان کے وسیلے نجات حاصل کرتے ہیں لیکن نجات کا سبب بننے والا ایمان صرف ایمان نہیں ہے۔'' ہوسکتا ہے کہ پہلے پہل یہ بات سننے میں بہت اچھی لگے گی لیکن غور کرنے پر یہ ایک احمقانہ اور متناقض ومتضاد خیال ہے۔ کیونکہ اِسکے مطابق ''صرف ایمان مگر صرف ایمان نہیں''!

وہ لوگ جنھوں نے یسوع مسیح پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان رکھا ہے اور اس سبب سے خدا کے خاندان میں پیدا ہو چکے ہیں کسی نہ کسی حد تک تبدیل شدہ زندگی کا تجربہ کریں گے اور یہ توقع کرنے کی ہر وجہ موجود ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو اس تبدیل شدہ زندگی کو دیکھنا چاہتے ہیں اس بات کے ثبوت کے طور پر کہ وہ شخص نجات پا چکا ہے۔ جسے اکثر 'پھل' یا 'گواہی' کہا جاتا ہے۔۔ لیکن اگر پھل یعنی تبدیل شدہ زندگی نجات کو ثابت کرتی ہے تو اسکا الٹ یا متضاد بھی درست ہوگا یعنی اگر ہماری زندگی میں پھل نہ ہوں یا نیک اعمال نہ ہوں تو ہم نجات یافتہ نہیں ہیں۔ اس نظریے کے مطابق تو کسی شخص کی ابدی نجات کا سارا دارومدار نیک اعمال پر ہو گیا۔

کسی شخص کی نجات کو ثابت کرنے کے لئے کہ وہ شخص نجات یافتہ ہے یا نہیں چند بائبلی حوالہ جات بھی استعمال کئے جاتے ہیں اور ان میں سے زیادہ عام حوالہ جات یہ ہیں۔ یعقوب 2:14-26 یوحنا 15:6 اور متی 7:15-20 لیکن یعقوب تو مسیحیوں کو اُن کے اِیمان کی سود مندی کے بارے میں خط لکھتا ہے نہ کہ اس بارے میں کہ اُن کا اِیمان سچا ہے یا نہیں ہے۔ (ہم اس حوالہ پر بعد میں مزید غور کریں گے)۔ اسی طرح یوحنا 15:6 میں یسوع مسیح بے پھل اِیمانداروں کے بارے میں بات کرتا ہے اور ان کو ڈالیوں سے تشبیہ دیتا ہے جو جل چکی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ان کو ایسی ڈالیوں سے تشبیہ دیتا ہے جو بے کار ہیں۔ متی 7:15-20 میں عام ایمانداروں یا مسیحیوں کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ہمیں جھوٹے نبیوں کے بارے میں آگاہ کیا گیا ہے۔ یہ وہ جھوٹے نبی ہیں جن کی عدالت اس بِنا پر نہیں ہو رہی کہ انہوں نے کوئی نیک اور اچھا کام کیا ہے یا نہیں بلکہ انہیں اُن کے برے کاموں اور بدعتی تعلیم کی بنیاد پر جانچا جا سکتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

کلام کا کوئی ایسا حوالہ نہیں جہاں یہ دعویٰ کیا گیا ہو کہ اعمال نجات کو ثابت کرتے ہیں۔ درحقیقت نجات

کو اعمال سے ثابت کرنے کی کوشش میں بہت سے مسائل ہیں ۔اس بات کو ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ نیک اعمال یا اچھے کاموں کی کمی کی وجہ سے کسی بھی شخص کی نجات نا کارہ یا جھوٹی ثابت نہیں ہو سکتی ۔مندرجہ ذیل حقائق پر غور کریں ۔

اچھے اعمال غیر مسیحیوں کے کِردار کا حصہ بھی ہیں: کام کرنا یا اعمال خود سے اپنے آپ میں یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص اَبدی نجات حاصل کر چکا ہے ۔وہ لوگ جو مسیح پر اِیمان نہیں رکھتے وہ بھی اکثر اچھے کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور نظر آتے رہیں گے ۔حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سے غیر مسیحی مذاہب میں نیک اعمال ازحد ضروری ہیں ۔بعض اوقات غیر مسیحیوں کا ظاہری اخلاق بہت سے بالغ مسیحیوں سے زیادہ ہوتا ہے ۔

نیک اعمال کو بیان کرنا مشکل ہے: ہوسکتا ہے کہ ہم ایک اچھے کام کے بارے میں یوں بیان کریں کہ ایک ایسا کام جو ایک مسیحی پاک روح کی قدرت کے وسیلے سے کرتا ہے اور خداوند کے لئے کرتا ہے ۔لیکن ہمیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے؟ ایسا شائد ہی کوئی دن ہو گا جس میں ایک مسیحی (یا غیر مسیحی) کوئی ایک بھی اچھا کام نہ کر سکے مثلاً نہ تو اپنے خاندان کی کوئی ضرورت پوری کرے یا کسی کے لئے آنے بڑھ کر دروازہ کھولنے جیسا معمولی مگر اچھا کام بھی نہ کرے ۔اب یہ کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کام پاک روح کی قدرت سے اور خداوند کے لئے کیا گیا ہے؟ اور اگر یہی کام کوئی غیر مسیحی کرتا ہے تو پھر؟

نیک اعمال کی نجات یافتہ شخص کی پرانی زندگی سے نسبت ہے: ۔ہوسکتا ہے کہ کسی مسیحی کا رویہ ظاہراً غیر مناسب معلوم ہو لیکن حقیقت میں وہ اپنی پرانی زندگی کے مقابلے میں بہت ترقی

کر چکا ہو۔ مثال کے طور پر اچانک ایک ایماندار کے منہ سے کوئی غلط لفظ یعنی گالی نکل آتی ہے دوسرے ایمانداروں کو حیران و پریشان کردیتی ہے، تاہم اُن ایمانداروں کو یہ پتہ نہیں کہ وہ شخص ایمان لانے سے قبل بات بات پر گالیاں دینے کا عادی تھا! یعنی درحقیقت اس کی زندگی میں اب ترقی ہے جس سے دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔ کسی بھی شخص کی زندگی میں پھلوں (نیک اعمال) کی مقدار کا اَندازہ اُسکی پوری ماضی کی زندگی کے پس منظر میں ہونا چاہیے جو ایک مشکل کام ہے۔ اس کے علاوہ کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کی زندگی میں کوئی ظاہری گناہ زیادہ توجہ کھینچ لیتا ہے تو اس کی زندگی کے کئی اچھے کام نظر انداز کئے جاسکتے ہیں۔

نیک اعمال اندرونی طور پر کئے جاسکتے ہیں: نجات کا پھل یا نیک اعمال ہمیشہ اُن کاموں کو نہیں کہا جاتا جو ہم ظاہری طور پر کرتے ہیں بلکہ اکثر نیک اعمال وہ کام ہیں جو ہم اندرونی طور پر کرجاتے ہیں۔ مسیحی ہونے کے ناطے سے ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص شراب پی کر مدہوش نہ ہوتا پھرے یا گاڑی چلاتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہو یعنی کسی کی غلطی پر شور شرابا اور چیخنے چنگاڑنے اور لڑائی جھگڑے سے باز رہتا ہو۔ یہ روح کا پھل خود ضابطگی یا ضبطِ نفس ہے۔ اور چونکہ یہ ایک پوشیدہ عمل ہے اس لئے لوگ اس پر شاید اتنا غور نہ کریں۔

نیک اعمال اکیلے میں کئے جاسکتے ہیں: متی 1:1-6 میں یسوع نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ وہ پوشیدگی میں خیرات اور دُعا کریں سب کے سامنے دکھاوے کے لئے نہیں۔ ایک شخص جس نے کسی گروہ اور جماعت میں تو کبھی اُونچی آواز میں دعا نہ کی ہو لیکن ہمیشہ اپنی گاڑی چلاتے ہوئے دعا کرتا ہو ایسے شخص کے بارے میں کوئی بھی جان نہیں پائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی کبھی بھی گرجے نہ جاتا ہو لیکن کسی مسیحی خیراتی ادارے کو مسلسل خیرات کرتا ہو۔ یہ وہ کام ہیں جو دوسروں کی نظروں سے چھپے رہتے ہیں۔

نیک اعمال گمراہ کن ہو سکتے ہیں: چونکہ ہم کسی شخص کی نیت کونہیں جان سکتے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ کام جو ظاہراً اچھا معلوم ہوتا ہو کسی غلط مقصد کے تحت کیا گیا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی خاتون چرچ میں دوسروں کو متاثر کرنے کے لئے زیادہ چندہ دیتی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی آدمی چرچ میں بچوں کے ساتھ کام کرنے کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کرے لیکن اس کی نیت خراب ہو اور اصل میں وہ یہ کام اس لئے کر رہا ہے کہ کسی ایک بچے کو اپنی جنسی تسکین کے لئے استعمال کرنے کا موقع ڈھونڈ سکے۔ اصل میں یہ کسی بھی صورت نیک اعمال نہیں ہیں۔ کسی بھی شخص کی نیت کا امتیاز کرنا مشکل ہے۔ یہاں تک کہ وہ شخص جو نیک عمل کر رہا ہے بعض اوقات اسکے اپنے لئے اپنی نیک نیتی کو جانچنا مشکل ہوگا۔ لیکن خدا ہر انسان کے دل سے واقف ہے۔ [۳]

نیک اعمال میں تسلسل کی ممکن ہے: بائبل مقدس میں ایسے اِیمانداروں کا بھی ذکر ہے جنھوں نے اپنی دوڑ بڑے اچھے طریقے سے شروع کی لیکن وہ خداوند کے ساتھ اپنی راہ سے یا تو بھٹک گئے یا گناہ میں گر گئے۔ [۴] اگر ایک مسیحی مرد یا عورت نجات کے فوراً بعد ایسی زندگی گزارتے ہیں جو اس بات کی شہادت پیش کرتی ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور بعد میں برگشتہ ہو جاتے ہیں تو ہم اس شخص کی زندگی کے کس حصے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب وہ مرد یا عورت نجات یافتہ نہیں رہا؟ اگر نیک اعمال میں زوال، لغزش اور وقفے ہوں تو یہ زوال، لغزش یا وقفہ کتنا لمبا ہونا چاہیے تاکہ ہم اس شخص کی عدالت کریں کہ یہ تو کبھی نجات یافتہ ہی نہیں تھا؟

۳۔ ا۔کرنتھیوں 5-3:4

۴۔مثال کے طور پر: ا۔کرنتھیوں 30:11؛ ۲۔تمیتھیس 18-17:2؛10:4؛یعقوب 20-19:5؛ رومیوں 12-10:14؛ ا۔کرنتھیوں 13:3 اور ۲۔کرنتھیوں۔

بائبل میں ہمیں کسی بھی جگہ یہ تعلیم نہیں ملتی کہ کسی شخص کی زندگی میں پھل یا نیک اعمال اُسکی اَبدی نجات کو ثابت کرتے ہیں چونکہ نیک اعمال اور اچھے کاموں کا امتیاز کرنا یا ان کی تعداد کا تعین کرنا آسان نہیں ہے اِس لئے یہ نجات کا قابلِ بھروسہ ثبوت نہیں ہیں۔ چونکہ ہر کسی کے ذہن میں نیک کاموں کو ماپنے کا پیمانہ مختلف ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ ہم ظاہری زندگی کو دیکھ کر کسی کی نجات کو ثابت کریں۔ ہوسکتا ہے کہ پھلوں کو جانچنے والے ایک ''تھانیدار'' کو جو پھل یا اُن کی تعداد پسند آئے وہ دوسرے ''تھانیدار'' کے لئے قابلِ قبول نہ ہو! ایک طرف نیک اعمال کسی شخص کے مسیحی اِیمان کی تصدیق تو ہو سکتے ہیں تاہم یہ اُس کی نجات کے صحیح یا غلط ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔ صرف یسوع مسیح کے وسیلے خدا کے اَبدی زندگی کے وعدے پر اِیمان ہماری نجات کی گارنٹی اور ثبوت ہے۔

لیکن کیا اِیمان بغیر اعمال کے مُردہ ہے؟

یقیناً اِیمان بغیر اعمال کے مردہ ہے ایسا یعقوب 2:17 میں لکھا ہے۔ تاہم سوال یہ ہے کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ یعقوب 2:14-26 کی تشریح کافی عرصے سے بحث طلب رہی ہے اور آج بھی اس پر بحث جاری ہے۔ کیا یہ حوالہ یہ سکھاتا ہے کہ وہ لوگ جو اِیمان کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں نیک اعمال نہیں ہیں وہ حقیقی طور پر نجات یافتہ نہیں ہیں؟ کیا یہ رومیوں 3-4 اور افسیوں 2:8-9 کی اس تعلیم کا تضاد نہیں ہے کہ نجات صرف اِیمان کے وسیلے ہے نہ کہ اعمال سے؟

اِس حوالہ کی تشریح سے پہلے ہمیں کچھ ضروری تحقیق کرنی چاہیے۔ پہلی بات تو یہ کہ اِس خط میں اس بات کے واضح اشارے موجود ہے کہ اس خط کے پڑھنے والے مسیحی تھے۔ اُن کے بارے میں کہا گیا کہ وہ عالمِ بالا سے پیدا ہوئے تھے (یعقوب 1:18)، مسیح میں اِیمان کے وارث تھے (2:1)، اور

’بھائی‘ کہلاتے تھے(1:2 ,14;1:3;11:4;7:5 ,10 ,12 ,19)اِس لئے اگر یعقوب ان میں سے کچھ کو یہ کہتا کہ وہ حقیقی طور پر نجات یافتہ نہیں ہیں تو یہ ایک متضاد بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اِس حوالے کے پس منظر میں عدالت کا موضوع ہے(13:2;1:3)۔ یہ وہ واحد عدالت ہے جسکا مسیحیوں کو سامنا کرنا پڑیگا اور وہ ہے مسیح کا تختِ عدالت ہے۔ یہ عدالت اس لئے نہیں ہوگی کہ فیصلہ کیا جائے کہ کوئی شخص جہنم میں جائے گا یا آسمان پر۔ یہ عدالت اِیماندار کے کاموں یا کاموں کی کمی کی بنیاد پر کی جائے گی تاکہ یا تو اُسے اَجر دیا جائے یا اُسے جرمانہ بھرنا پڑے۔[۵]

تیسری بات یہ ہے کہ 14 آیت میں’’ نجات‘‘ کے لئے جو لفظ استعمال ہو ہے اُس سے مراد جہنم سے نجات نہیں ہے۔ بلکہ اُس سے مراد عموماً اس دنیا میں سامنے والی کسی قدرتی آفت یا کسی عارضی مصیبت سے بچائے جانا ہے۔[٦] یعقوب یہ لفظ 15:5;21:1 اور20:5 میں اسکا استعمال عارضی یا قدرتی آفت سے چھڑائے جانے کے لئے کرتا ہے اور اُس کا اشارہ اُس سزا کی جانب نہیں ہے جو غیر ایماندار کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برداشت کرنا ہوگی۔ یہی لفظ 2:14-26 میں بھی استعمال ہوا ہے اور یہاں اس سے مراد ایک عارضی تکلیف سے ہے، یعنی وہ تکلیف جو مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے کسی ایسی اُسکے کاموں کا جلائے جانے یا پھر اَجر کے نہ ملنے کی صورت میں عارضی طور پر اُسے

۵۔ مزید تفصیلات کے لئے نو(9)باب کا مطالعہ کیجئے۔

٦۔ مزید مثالیں جہاں اس لفظ کا استعمال اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مراد قدرتی آفت ہے، جہنم یا دوزخ میں جانا نہیں ہے: متی8:25؛14:30؛27:40؛ یوحنا12:27؛اعمال27:31؛فلپیوں1:19

ہو گی ۔[7] 14 آیت میں یعقوب جس ''فائدے'' کی بات کرتا ہے وہ نجات نہیں ہے بلکہ وہ ان مفادات کے بارے میں بات کر رہا ہے جو اِس زندگی اور آنے والی زندگی میں حاصل ہوں گے۔

پس یعقوب اپنے قاریوں کے اِیمان کی حقیقت یا اُس کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فکرمند نہیں ہے۔ بلکہ وہ اُس اِیمان کے معیار یا کوالٹی، (موازنہ کریں 13:5;1:2;6,3:1) اور اُس کی افادیت اور سودمندی کے بارے میں فکرمند ہے۔ (موازنہ کریں 20,16,14:2;26,12:1)۔ یعقوب یہ نہیں کہہ رہا کہ اِیمان خود کو اعمال کے ذریعے ظاہر کرے گا بلکہ یہ کہ اس زندگی میں اور مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے بھی اعمال کے بغیر اِیمان بے کار یا بے فائدہ ہے۔ یعقوب کی دلچسپی اس بات میں ہے کہ اُسکے قاری ''کلام پر عمل کرنے والے بن جائیں'' (22:1)، جس سے مراد یہی ہے کہ ''نیک کام کرنے والے ہوں'' کیونکہ اس کی بدولت وہ اس جہاں میں بھی برکت پائیں گے (25:1) اور مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے بھی (2:8-13)۔ وہ اِیمان جو آزمائش کے وقت قائم رہتا ہے خدا سے اَجر حاصل کرے گا (1:3-12)، وہ اِیمان جو رحمدل ہے خدا سے مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے رحم حاصل کرے گا۔ تاہم جو ایمان عمل اور کام کرنے سے قاصر ہے وہ اِن برکات کو حاصل کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کے لئے بے کار ہے۔ یہاں لفظ ''مردہ'' سے مراد نہ ہونے یا بے وجود کی بجائے 20 آیت کے مطابق بیکار یا بے فائدہ لی جانی چاہیے۔[8]

19:2 میں شیاطین کے ایمان کا ذکر ہے کہ وہ کس طرح بغیر عمل کے بیکار ہے۔ شیاطین کا اِیمان اُن کو کسی بھی طرح بچا نہیں سکتا، کیونکہ وہ محض یہ اِیمان رکھتے ہیں کہ خدا ایک ہے (monotheism)

۷۔ دیکھیں: ۱۔کرنتھیوں 3:12-15؛ ۲۔یوحنا 8 آیت

۸۔ کئی ایک انگریزی تراجم میں دونوں جگہ ترجمہ بے کار ہی کیا گیا ہے۔

تاہم وہ یسوع مسیح پر ایمان نہیں رکھتے۔ یعقوب نے شیاطین کے ایمان کا ذکر اس لئے کیا کیونکہ وہ صرف تھرتھراتے ہیں اور چونکہ وہ صرف تھرتھراتے ہیں اور خوفناک عدالت سے چھٹکارے کے لئے کچھ نہیں کرتے یا نیک اعمال نہیں کرتے اِس لئے اُن کا اِیمان اُن کے لئے بے کار ہے۔

جب یعقوب ''اعمال سے راستباز ٹھہرائے'' جانے کی بات کرتا ہے (25,24,21:2) تو یہاں مراد خدا کی طرف سے عطا کردہ وہ راستبازی نہیں ہے جو ہمیں یسوع کے کام کی وجہ سے مفت میں ملی ہے اور ہمیں اَبدی نجات بخشتی ہے، اور جن معنوں میں پولس بھی اس اصطلاح استعمال کرتا ہے، کیونکہ اس طرح تو یہ بات کلامِ مقدس میں تضاد یا تناقض کا باعث بن جاتی ہے۔ یعقوب یہاں خدا کے سامنے راستباز ٹھہرائے جانے کی بابت بات نہیں کر رہا بلکہ وہ ہمارے اردگرد موجود دوسرے لوگوں کے سامنے، اُن کی نظر میں راستباز ٹھہرائے جانے کی بات کرتا ہے۔ پولس بھی راستباز ٹھہرائے جانے کے لفظ کے اِس استعمال سے واقف ہے (رومیوں 2:4)۔ جہاں وہ آدمیوں کے سامنے ابرہام کے راستباز ٹھہرانے جانے کی بات کرتا ہے۔ بائبل میں دو طرح سے ''راستباز ٹھہرائے جانے'' کے بارے میں ذکر ملتا ہے۔ ایک عملی طور پر راستباز ٹھہرایا جانا ہے جبکہ دوسرا قانونی یا عدالتی طور پر۔ عملی طور پر ہم اپنے اطراف میں موجود لوگوں کی نظر میں راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں جبکہ قانونی یا عدالتی طور پر ہم خدا کے سامنے راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ یعقوب عملی راستبازی کی بات کرتا ہے کیونکہ ابرہام عدالتی طور پر پیدائش 6:15 (یعقوب 23:2) میں راستباز ٹھہرایا جا چکا تھا، اس سے بہت پہلے کہ وہ اضحاق کو پیدائش 22 باب (یعقوب 21:2) میں خدا کے سامنے قربان ہونے کے لئے پیش کرتا۔ جب وہ ''خدا کا دوست'' کہلایا اور اپنے اطراف میں موجود لوگوں کی نظر میں راستباز ٹھہرا۔ پس ایمان کے اُس مظاہرے سے ابرہام کا اِیمان ''کامل'' یا پختہ ہو گیا۔ (22:2)۔

26:2 میں یعقوب یہ نہیں کہہ رہا کہ اِیمان کا نتیجہ نیک اعمال کی صورت میں نکلنا ضروری ہے۔ بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ اعمال اِیمان کو زندہ کر دیتے ہیں اور اسے مفید اور فائدہ مند بناتے ہیں جیسا کہ انسان کی روح اُسکے بدن کو کار آمد بناتی ہے۔ یہاں مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کیا کسی شخص میں اِیمان پایا جاتا ہے یا نہیں بلکہ یہ کہ کس طرح ایک مسیحی کا اِیمان فائدہ مند یا سودمند بن سکتا ہے۔ یعقوب اور پولس میں کوئی بھی تضاد نہیں ہے۔ جب پولس صرف (فقط) اِیمان کے وسیلے راستباز ٹھہرائے جانے کی بات کرتا ہے تو وہ خدا کے سامنے عدالتی راستبازی کی بات کرتا ہے۔ جب یعقوب اُس اِیمان کے وسیلے راستباز ٹھہرائے جانی بات کرتا جو کار آمد اور عمل کرنے والا ہے تو وہ عملی راستبازی کی بات کرتا جس کا مظاہرہ دوسرے لوگوں کے سامنے کیا جاتا ہے۔ رومیوں 5-3 باب میں پولس مسیح میں نئی زندگی کس طرح سے حاصل کی جائے اس موضوع پر بات کرتا ہے۔ یعقوب 2:14-26 کے حوالہ میں یعقوب یہ بات کرتا ہے کہ اس نئی زندگی کو کار آمد کیسے بنایا جائے۔ اگر اس حوالہ کا مطلب یہ پیش کیا جائے کہ کسی شخص کو اپنی حقیقی نجات کاموں کے وسیلے سے ظاہر کرنا ضروری ہے تو پھر ہوگا یہ کہ نا چاہتے ہوئے بھی اعمال نجات کا ضروری حصہ بن جائیں گے۔ جو نجات بذریعہ فضل کی تعلیم کے متضاد ہے۔ مزید یہ کہ یہاں معیار کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ کس قسم کے اور کتنے کام نجات کی تصدیق کے لئے کرنے ضروری ہیں۔ جو موضویت یا داخلیت کا دروازہ کھول دیتی ہے اور یوں وہ اعتمادِ نجات کی معروضی اور خارجی بنیاد کو تباہ کر دیتی ہے جو خدا کے کلام کا یہ اقرار، وعدہ اور عہد ہے کہ جو کوئی مسیح کے کام پر اِیمان لائے گا نجات پائے گا۔

مگر اِن لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی ایسے مرد یا عورت سے واقف ہے جو اپنے آپ کو مسیحی کہلاتا یا کہلاتی ہے

لیکن ایک مسیحی کی طرح زندگی بسر نہیں کرتا۔ مسیحی اس کشمکش میں رہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا سوچیں جو ایسے کام اور طرزِ زندگی کو پیش نہیں کرتے جیسا کہ ایک حقیقی مسیحی کو کرنا ضرور ہے۔ یہاں چند ممکن وجوہات ہیں جو ایسے لوگوں کے بارے میں ہمیں وضاحت پیش کرتی ہیں۔

وہ اپنی نجات کھو چکے ہیں: اس بات کو ہم اس واضح تعلیم کے باعث کہ نجات اَبدی اور محفوظ ہے فوراً مسترد اور نامنظور کر دیتے ہیں۔ [۱۰] کیونکہ وہ لوگ جو نئے سرے سے پیدا شدہ مسیحی ہونے کا اِقرار کرتے ہیں اور متوقع مسیحی طرزِ زندگی کے معیار پر پورا نہیں اُترتے اُن کے رویے کے بارے میں وضاحت کرنے کے اور دوسری وجوہات موجود ہیں جو بائبل مقدس کے مطابق فضل کے نقطہء نگاہ سے زیادہ قریب ہیں۔

وہ کبھی بھی حقیقی طور پر نجات یافتہ نہیں تھے: انہوں نے کبھی بھی حقیقی نجات کا تجربہ نہیں کیا تھا۔ شاید اُنہوں نے کبھی اِنجیل کے پیغام کے حقائق کو سمجھا ہی نہیں تھا یعنی یہ حقیقت کہ مسیح اُنکی خاطر صلیب پر مر گیا اور مردوں میں سے جی اُٹھا۔ یا شاید وہ یہ سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے کہ اُن سے اُس پیغام کی پیشکش کے ردِعمل یا جواب میں اُس پیغام پر صرف اِیمان کا تقاضا کیا جا رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اُنہوں نے کسی غلط تعلیم کی بنیاد پر کسی قسم کا کوئی فیصلہ کیا ہو یا کوئی دعا کی ہو، شاید والدین یا دوستوں کا دباؤ اس فیصلے کی وجہ ہو یا کسی بائبلی بنیاد کی بجائے صرف جذبات کی رو میں بہہ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو۔ اُنہوں نے اَبدی زندگی کے لئے صرف اور صرف یسوع مسیح کی شخصیت اور اُسکے کام پر اِیمان نہیں رکھا تھا۔

وہ ایسے مسیحی ہیں جو اپنے مسیحی چال چلن میں نابالغ ہیں: بعض اوقات کسی مسیحی کو ترقی کرنے میں کم وقت لگتا ہے اور کچھ کو اپنی پرانی عادتوں اور دنیاوی روش کو چھوڑ کر نئے طرزِ زندگی کو

اپنانے زیادہ وقت لگ سکتا ہے۔ یہ بڑھنے اور ترقی کا عرصہ ہر مسیحی کے لئے مختلف ہو سکتا ہے لیکن دھیرے دھیرے ہی سہی ایک مسیحی میں قابلِ شناخت تبدیلی کی توقع کی جاتی ہے۔

وہ ایسے مسیحی ہیں جو گناہ کے ساتھ کشمکش میں مبتلا ہیں: کچھ مسیحی لوگ اپنی پرانی عادات ، یا کسی لت یا اپنی شخصیت کے باعث خود کو مخصوص گناہوں کی طرف رغبت محسوس کرتے ہیں اور اُن سے کشمکش میں وہ بعض اوقات ناکام ہو جاتے ہیں۔ متوقع مسیحی طرزِ زندگی کے معیار پر پورا نہ اُترنے والے یہ مسیحی ہو سکتا ہے کہ ایک طویل عرصے سے مسیحی ہوں اور زندگی کے دوسرے حصوں میں انہوں نے کچھ ترقی اور تبدیلی بھی دکھائی ہو۔ تاہم ایک گناہ جس نے اُنہیں نجات سے پہلے یا شاید نوجوانی سے غلام بنایا ہو وہ اُسے چھوڑنے سے قاصر ہوں، جیسا کہ کثرتِ شراب نوشی، نشہ آور ادویات کا استعمال یا کسی قسم کے جنسی گناہ وغیرہ۔

وہ برگشتہ مسیحی ہیں: یہ سچے مسیحی ہیں لیکن اُنہوں نے دنیا داری میں زندگی گزارنا پسند کیا ہو۔ کچھ لوگ اس بات کو ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ ایک سچا مسیحی ایک لمبے عرصے سے گناہ آلودہ زندگی میں وقت گزار سکتا ہے۔ تاہم بہت سے اِقرار کریں گے کہ مسیحی گناہ آلودہ زندگی کا چناؤ کر سکتے ہیں اور اسی میں خود غرضی سے زندہ رہ سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا کسی بھی گروہ کے لوگوں کا جواب خدا کے فضل میں پوشیدہ ہے۔ انہیں فضل کی اِنجیل کو سمجھنا چاہیے، اس میں بڑھنا چاہیے۔ روح القدس کی قوت جو اُنہیں دی گئی ہے اُسے استعمال کرنا چاہیے یا توبہ کرنی چاہیے اور خدا کے فضل کی معافی اور بحالی کو پانا چاہیے۔

آخر میں صرف خدا یا وہ لوگ جن کے بارے میں شکوک اور سوالات اٹھائے گئے ہیں یہ جانتے ہیں کہ وہ حقیقی طور پر نجات یافتہ ہیں یا نہیں کیونکہ وہ مسیحی تو کہلاتے ہیں لیکن اُن کا عمل مسیحیوں جیسا نہیں ہے۔اعمال قابلِ اعتماد پیمانہ نہیں ہیں۔حقیقتاً ہم جو کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کی یقین دہانی کریں کہ وہ پیغامِ انجیل کی خوشخبری کو سمجھتے ہیں اور اس فضل کو بھی جس کا ذکر اس اِنجیل میں پیش کیا گیا ہے جو اُن کو نصیحت کرتا اور ہدایت دیتا ہے کہ راستبازی میں بڑھیں۔اگر وہ مسیحی ہیں تو اُنہیں مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے حساب دینا ہوگا کہ اُنہوں نے اپنی زندگی کس طرح گزاری ہے۔

خدا کے اُس فضل کا تجربہ کرنے کے لئے جو ہماری نجات کا باعث ہے ہمیں نیک اعمال کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔لیکن نیک اعمال اس فضل کا فطری نتیجہ ہیں۔یہ ایک تندرست مسیحی زندگی کا اہم جزو ہیں۔وہ ہمارے اِیمان کو جو ہم یسوع مسیح پر رکھتے ہیں اور ہمارے وسیلے سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔اور آخرکار جب ہم خدا کے سامنے جواب دہی کے لئے کھڑے ہوں گے اُس وقت بھی یہ ہمارے کام آئیں گے تاکہ ہم خدا بتا سکیں کہ ہم نے کس طرح سے اپنی زندگی گزاری۔لیکن ہمیں اپنی سوچ میں محتاط ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ ہم آسانی سے دوسروں کی زندگی کے کاموں کے بارے میں فیصلہ نہیں سنا سکتے۔یہ کام خدا ہی بہتر طور پر کر سکتا ہے۔جیسے جیسے ہم اپنی زندگی میں خدا کے فضل کو جلال دیتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور دوسروں کو فضل کی عظمت کے بارے میں سکھائیں گے تو ہم سب مل کر اچھے کاموں میں ترقی کرتے جائیں گے۔اِیماندار ہونے کے ناطے ہمیں دینداری کی زندگی بسر کرنی چاہیے اور نیک اعمال کے لئے خود کو مخصوص کر دینا چاہیے۔لیکن جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ ہم اپنی قوت میں ایسا نہیں کر سکتے۔

نظرِ ثانی کے لئے سوالات

۱۔نجات کے سلسلے میں نیک اعمال کا کردار اور مسیحی زندگی میں ان کے کردار کے درمیان فرق کو بیان کریں۔

۲۔نیک اعمال کیوں یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص نجات یافتہ ہے یا نہیں؟

۳۔آپ اس شخص کو کیا جواب دیں گے جو کہتا ہے کہ یعقوب 2:14-26 سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اعمال ہماری نجات کو ثابت کرنے کے لئے ضروری ہیں؟

۴۔آپ اس شخص کے رویے کو کس طرح بیان کریں گے جو مسیحی ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن ایک مسیحی کی طرح زندگی نہیں گزارتا؟

باب 9

نیا احتساب

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ خدا کے فضل پر زور دینے سے اِیمانداروں میں ایک غیر ذمہ دارانہ رویہ پیدا ہوتا ہے اور وہ لاپرواہی کی زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں۔ جو کہ فضل کی برکت کا درست استعمال نہیں ہے۔ وہ طنزیہ انداز میں یہ کہتے ہیں کہ ''اوہ! آپ کے پاس تو آسمان پر جانے کی ٹکٹ موجود ہے سو آپ جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں''

لیکن یہ یا تو ہرگز فضل کی درست تشریح نہیں ہے یا پھر یہ اُس فضل کی بات نہیں ہے جسکی بائبل تعلیم دیتی ہے۔ ططس 2:11-12 میں جو لکھا ہے آئیں ہم اُس پر غور کریں: ''کیونکہ خدا کا وہ فضل ظاہر ہوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے۔ اور ہمیں تربیت دیتا ہے کہ بے دینی اور دنیوی خواہشوں کا اِنکار کر کے اِس موجودہ جہاں میں پرہیزگاری اور راست بازی کے ساتھ زندگی گزاریں۔''

فضل غیر ذمہ داری کا سبب نہیں ہے اور نہ ہی اسکی تعلیم دیتا ہے۔ فضل تو یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں فضل کے حاصل شدہ تحفے کے سبب سے ذمہ دار بننا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ میں لفظ ''تربیت'' استعمال ہوا ہے (بعض تراجم میں لفظ ''سکھاتا'' ہے استعمال ہوا ہے) یہاں استعمال ہونے والا لفظ pedagogy ہے، جسکا انگریزی زبان کے مطابق مطلب بچوں کی تربیت ہے۔ اس آیت میں دیئے گئے پیغام کے

مطابق خدا کے فرزندوں کی حیثیت سے ہمیں کچھ کرنے اور کچھ نہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، منفی طور پر ہمیں بے دینی کا انکار کرنا ہے اور مثبت ہدایت یہ ہے کہ دینداری کی تلاش کریں۔

اگر یہی فضل کا مقصد ہے تو پھر ہم خدا کے حضور میں جواب دہ ہوں گے کہ ہم نے کس طرح اُس کے فضل کا استعمال کیا۔ زندگی میں جو کام بھی ہم کریں گے اور جو فیصلے لیں گے ان سب کے لئے اَجر اور نتائج موجود ہیں۔ خدا نے اپنے لوگوں کو کھلی چھوٹ نہیں دی ہے۔ وہ منفی اور مثبت ترغیب کے ذریعے ہمارے عمل کو متاثر کرتا ہیں۔

ہم جواب دہ ہیں

نئے عہد نامہ میں ہمیں اُس وقت کے بارے میں مکمل مکاشفہ ملتا ہے جب ہم خدا کے سامنے حاضر ہوں گے تاکہ ہم اپنے طرزِ زندگی کے بارے میں جواب دہ ہوں۔ یہ موقع مسیح کا تختِ عدالت کہلاتا ہے۔ بعض اوقات اسکا تذکرہ یونانی زبان کے لفظ سے کیا جاتا ہے جو ''بیما'' (bema) ہے۔

بیما کے بارے میں رومیوں 12-10:14 کے اس حوالے پر غور کریں:

> ''مگر تو اپنے بھائی پر کس لئے الزام لگاتا ہے؟ یا تو بھی اپنے بھائی کو حقیر جانتا ہے؟ ہم تو سب خدا کے تختِ عدالت کے آگے کھڑے ہوں گے۔ چناچہ یہ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے مجھے اپنی حیات کی قسم ہر ایک گھٹنا میرے آگے جھکے گا اور ہر زبان خدا کا اِقرار کرے گی۔ پس ہم میں سے ہر ایک خدا کا اپنا حساب دے گا۔''

اِس حوالے میں مسیح کے تختِ عدالت کا ذکر ہے اور یہ اُس وقت کے اُن مسیحیوں پر یہ ظاہر

کرتا ہے جو ایک دوسرے پر متنازع مسائل کے سلسلے میں الزام لگا رہے تھے کہ آخرکار اُن سب کی عدالت خدا کی طرف سے ہوگی نہ کہ انسان کی طرف سے۔ اس بات پر توجہ دیں کہ اس عدالت میں کون کون شامل ہوگا اور اس کے لئے یہ الفاظ استعمال کر کے اس بات پر کس طرح زور دیا گیا ہے''ہم تو سب'' اور ''ہر گھٹنا۔۔۔ ہر زبان'' اور ''ہم میں سے ہر ایک'' یعنی یہاں اس بات پر زور دیا جا رہا ہے کہ کوئی شخص بھی بری نہیں ہے۔ لیکن یہاں لفظ ہم کا استعمال اور رومیوں کے خط کا سارا پس منظر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں جن لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ پولس اور رومی مسیحی ہیں، پس یہ مسیحیوں کی عدالت ہے۔ اور ساتھ یہ بھی غور کریں کہ یہ ہماری نجات کی عدالت نہیں ہے بلکہ ہمارے کاموں کی عدالت ہے۔ ہماری نجات ایک ایسا مسئلہ ہے جو اُس وقت حل ہو گیا تھا جب ہم ایک بار ہمیشہ کے لئے راستباز ٹھہرائے جا چکے ہیں۔ ہماری اَبدی نجات پر کبھی بھی سوال نہیں اُٹھے گا۔ لیکن ہمارے کاموں، اعمال اور مقاصد کو خدا کی عدالت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یہی حقیقت ۲۔کرنتھیوں 5:10 میں بھی واضح طور پر بیان کی گئی ہے: ''کیونکہ ضرور ہے کہ مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے تا کہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلہ پائے جو اُس نے بدن کے وسیلے کئے ہوں۔ خواہ بھلے ہوں خواہ برے۔'' یہاں ایک بار پھر ''ہم'' کا لفظ مسیحیوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جو کچھ ہم اس زندگی میں کرتے ہیں اس کی بنا پر فیصلہ ہوگا کہ ہمیں خدا سے کیا حاصل ہوگا۔ دونوں قسم کے نتائج کا اطلاق کیا گیا ہے۔ آئیں مزید گہرائی سے ان نتائج کی نوعیت پر غور کریں۔

مثبت نتائج

اچھے عمل اور تحریک کا اَجر بھی اچھا ہی ہوگا۔ بائبل ہمیں مثبت اَجر کے بارے میں بتاتی ہے اس سلسلے میں ایک خاص حوالہ ا۔کرنتھیوں3:11-15 ہے۔

''کیونکہ اس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دوسری نہیں رکھ سکتا۔اور اگر کوئی اس نیو پر سونا یا چاندی یا بیش قیمت پتھروں یا لکڑی یا گھاس یا بھوسے کا ردار کھے۔تو اُسکا کام ظاہر ہو جائے گا کیونکہ جو دن آگ کے ساتھ ظاہر ہوگا وہ اس کام کو بتا دے گا اور وہ آگ خود ہر ایک کا کام آزما لے گی کہ کیسا ہے۔جس کا کام اُس پر بنا ہوا باقی رہے گا وہ اَجر پائے گا۔اور جس کا کام جل جائے گا وہ نقصان اٹھائے گا لیکن خود بچ جائے گا مگر جلتے جلتے۔''

ایک بار جب بنیاد ڈال دی جاتی ہے اور وہ بنیاد یہ ہے کہ یسوع مسیح کے ساتھ اِیمان کے وسیلے ہمارا تعلق استوار ہوا ہے تو ہمیں اِسی بنیاد پر تعمیر کرنا ہے۔اس حوالے کے سیاق وسباق پر غور کریں تو لگتا ہے کہ پولس اُن سے مخاطب ہے جو اِیمانداروں کو تعلیم دیتے ہیں تاہم یہ سچائی تمام مسیحیوں پر لاگو آتی ہے۔ایک خاص ''دن ہے'' وہ دن جس میں ہم مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے اپنا حساب دیں گے جب خدا کی عدالت ہمارے کاموں کو جانچے گی، اس حوالہ میں اور بائبل میں اکثر جگہ خدا کی عدالت کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے۔کچھ لوگوں کے کام جو سونا، چاندی اور قیمتی پتھروں کی مانند ہوں گے وہ اِن شعلوں سے بچ جائیں گے۔دوسروں کے کام جو لکڑی، بھوسا اور تنکوں کی مانند ہوں گے وہ جل جائیں گے۔اس حوالہ میں ہماری نجات کی عدالت کی بات نہیں ہو رہی اور نہ ہی دوزخ یا جہنم کی آگ سے بچنے کی بات ہو رہی ہے۔ہمیں یہ بات کیسے پتہ چلتی ہے؟ چونکہ یہاں آدمی کے کام جلیں

گے جنکو اِیندھن سے تشبیہ دی گئی ہے نہ کہ وہ آدمی خود جلے گا۔ اس حوالہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ وہ اِیماندار جن کے کام اچھے ہیں اور وہ جن کے کام برے ہیں وہ دونوں آخر میں بچ جائیں گے، مگر ''جلتے جلتے''۔ ذرا اِس کا تصور کریں! کچھ لوگ آسمان میں ننگے بدن اور بال اُڑے اور جلے ہوئے داخل ہوں گے!

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے کام تو اصل میں برے ہیں لیکن لوگ ان کے کاموں کو اچھے سمجھتے ہیں لیکن وہ خدا کی عدالت پر پورے نہیں اُترتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے کام اچھے معلوم ہوتے تھے لیکن ان کی نیت بری تھی۔ وہ جن کے کام ان آگ کے شعلوں سے بچ جائیں گے یعنی سونا، چاندی اور قیمتی پتھروں کے کام ''وہ اَجر پائیں گے'' یہاں یہ تو بیان نہیں کہ وہ اَجر کیا ہوگا دوسرے حوالہ جات میں یسوع نے سکھایا کہ جب اُسکی دوسری آمد ہوگی وہ ہمارے لئے اَجر لے کر آئے گا۔ گو اس اجر کی نوعیت کیا ہوگی، اس کی تفصیلات سے ہمیں آگاہ نہیں کیا گیا۔[۱]

گو کہ وہ اَجر جو یسوع ہمیں دے گا اُن کے بارے میں زیادہ تفصیلات سے ہم آگاہ نہیں ہمارے لئے یہ جاننا ہی کافی ہوگا کہ ہمیں اَجر ملیں گے اور وہ اچھے ہی ہوں گے۔ یسوع نے کہا کہ ہم ''آسمان پر خزانہ'' جمع کر سکتے ہیں (متی 20:6)۔ یہ مادی خزانہ تو نہیں ہوگا تاہم ہمیں غور کرنا ہوگا کہ ہم کس طرح اپنی زندگیوں اور مال و دولت کو جو اس زندگی میں ہمارے پاس ہیں استعمال کرتے ہیں کہ آسمانی دولت میں بدل جائیں۔

کچھ اَجر تاج کی طرح ہیں: خوشی کا تاج (اتھسلنیکیوں 2 : 9 2)، راستبازی کا تاج (۲ تمتھیس 4:8)، زندگی کا تاج (یعقوب 12:1)، جلال کا تاج (ا پطرس 5:4)۔ پھر سے اِس

۱۔ دیکھیں: متی 27:16؛ مکاشفہ 12:22

بات کو دہرائیں گے کہ اِن تاجوں کے بارے میں تفصیل اور واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ ہوسکتا ہے کہ ان کو اس سوچ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہو کہ ''وہ تاج جو خوشی وخرمی ہیں'' اور یہ کہ ''وہ تاج جو راستبازی ہے'' اور اِسی طرح باقی تمام بھی۔ دوسرے الفاظ میں ہمارے اَجر سے مراد ہے کہ خدا کی حضوری کا بھر پور لطف اٹھانا، اسکی راستبازی، اسکی زندگی اور اَبدیت میں اُسکے جلال کا بھر پور لطف اور خوشی ومسرت۔ اِسکا مطلب ہے کہ ان تجربات کے درجات ہوں گے جن کا انحصار ہماری وفاداری اور اس زندگی میں ہمارے کاموں پر ہوگا۔

مثبت اَجر کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ مسیح کی آنے والی بادشاہی میں ہم اُسکے ساتھ حکومت کریں گے۔ وہ بارہ شاگرد جنھوں نے مسیح کی پیروی کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ دیا۔ اُن کو اُسکی بادشاہی میں بارہ تختوں پر بیٹھنے کا اَجر ملے گا (متی 19:27-28)۔ وہ لوگ جنھوں نے اپنی وفاداری کو ثابت کیا ہے وہ آنے والی بادشاہی میں شہروں کی مختلف تعداد پر بادشاہی کریں گے (لوقا 19:12-27؛ اور متی 25:14-23 کے حوالہ کے بھی دیکھیں) اور اپنے خداوند کے منہ سے تعریف کے کلمات سننا بھی ایک بڑی عزت افزائی کی بات ہوگی۔ اگر آزمائش کے وقت میں ہمارا اِیمان پاک اور مضبوط ہوگا تو مسیح کے حضور ہمیں تعریف، عزت اور جلال حاصل ہوگا (ا پطرس 1:6-7)۔ اگر ہم دوسروں کے سامنے مسیح کا اِقرار کرنے میں وفادار رہے ہیں تو وہ بھی باپ کے سامنے ہمارا اِقرار کریگا (یعنی ہمارے بارے میں اچھی گواہی دے گا، متّی 10:32)۔ اور پھر جیسا کوئی زمینی مالک ہماری تعریف کرتا ہے۔ ہم اپنے خداوند کی آواز سن سکتے ہیں جو ہمیں کہے گا ''شاباش! بہت اچھّا کام کیا ہے'' (متّی 25:21 لوقا 19:17)

یہ مستقبل کے اَجر کی مکمل فہرست نہیں ہے۔ ہم عبرانیوں کے خط میں بادشاہی کو پھیلانے کے اَجر بھی

دیکھ سکتے ہیں یا مکاشفہ 2 تا 3 ابواب میں بھی اَجر دیکھ سکتے ہیں ۔ یہاں ان الفاظ کے ساتھ کہ ''جو غالب آئے'' سات کلیسیاؤں کے لئے اَجر کا اعلان کیا گیا ہے۔ہم ان مثبت اَجر کی ٹھیک نوعیت کے بارے میں مزید تفصیل کو جاننے کی کوشش کر سکتے ہیں۔لیکن یہاں ہمارا مقصد یہ نہیں ہے۔ ہم اس حقیقت کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں کہ خدا ہمیں عدالت میں لائے گا کہ ہم نے کس طرح اپنی زندگیوں کو گزارا ہے اور یہ کہ اگر ہم نے اچھی کارکردگی دکھائی ہوگی تو ہمیں اَجر ملے گا۔

ہمارے انعام صرف مستقبل کے لئے نہیں ہیں؛ کچھ عارضی بھی ہو سکتے ہیں یعنی اِس زندگی میں ہم اُن سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یسوع ہمیں اپنی زندگی دینے کے لئے آیا یعنی وہ زندگی جو اَبدی زندگی ہے اور جس لمحے ہم اِیمان لاتے ہیں اُس وقت سے ہم اِس کثرت کی زندگی کا تجربہ شروع کر دیتے ہیں اور یہ تجربہ اَبدیت تک جاری رہے گا۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اُسکی زندگی کا ''زیادہ کثرت'' سے تجربہ کریں نہ صرف حال میں بلکہ ہمیشہ تک (یوحنا 10:10)۔جب یسوع کے شاگرد پطرس نے پوچھا کہ وہ اور دوسرے شاگرد اپنا سب کچھ چھوڑ کر اُسکے پیچھے ہو لئے ہیں تو ان کو کیا ملے گا تو ہمارے خداوند نے اُسے جواب دیا:

> ''یسوع نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بھائیوں یا بہنوں یا ماں باپ یا بچوں یا کھیتوں کو میری خاطر اور اِنجیل کی خاطر چھوڑ دیا ہو۔اور اب اس زمانے میں سو گنا نہ پائے۔گھر اور بھائی اور بہنیں اور مائیں اور بچے اور کھیت مگر ظلم کے ساتھ اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی۔'' (مرقس 10:29-30)

جب ہم مسیح کی ایسی خدمت کرتے ہیں جس میں قربانی دینی پڑے تو پھر ہم خدا کی اَبدی زندگی کے بھرپور تجربہ کا انعام پائیں گے۔نہ صرف مستقبل میں بلکہ اِس زندگی میں بھی۔اگر مسیح کی خاطر ہمیں اپنے

خاندان کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔تو ہمیں روحانی خاندان کی صورت میں برکت ملے گی۔ ہم زیادہ میراث سے لطف اندوز ہوں گے جو ہماری ہوگی۔مثال کے طور پر یسوع مسیح کی خاطر میں اس کتاب کا زیادہ تر حصہ ایسے گھر میں بیٹھ کر لکھ رہا ہوں جو پہاڑ پر واقع ہے اور میرے گھر سے بہت دور ہے۔ یہ گھر میرے مسیحی دوستوں نے مجھے مفت میں استعمال کرنے کے لئے دیا ہے یہ دوست میرے خاندان کی طرح میرے قریبی ہیں۔

منفی نتائج

اگر مسیحی زندگی اچھے طریقے سے گزارنے کا نتیجہ مثبت انعام کی صورت میں نکلتا ہے تو اسکا الٹ بھی سچ ہے: یعنی غیر ذمہ داری سے زندگی گزارنے کا نتیجہ منفی نتائج کا سبب ہے۔ سب سے واضح منفی نتیجہ اَجر سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے جو کہ ہم حاصل کر سکتے تھے۔ ا۔کرنتھیوں 15:3 میں ان بے جا کاموں کا ذکر ہے جو جل جائیں گے۔ جو ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کام محنت کا ضیاع اور اَبدیت میں امکانی اَجر سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔مزید یہ کہ یہی حوالہ جو یہ سکھاتا ہے کہ ہم اَجر حاصل کر سکتے ہیں یہ بھی سکھاتا ہے کہ ہم انہیں کھو سکتے ہیں۔ ہم آسمان پر اپنے خزانہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، جیسے تاج، بادشاہی کے مواقع خداوند کی طرف سے تعریف اور خدا کی زندگی کا بھرپور تجربہ؛ ہم ان سب کو کھو سکتے ہیں۔ہم اس زمین پر بھی کثرت کی زندگی کا تجربہ نہیں کر سکیں گے۔جس میں بہت وسیع روحانی خاندان کی برکات اور زمین کی برکات شامل ہیں۔

دوسرے حوالہ جات یہ سکھاتے ہیں کہ ہم مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے شرمندگی اور پچھتاوا محسوس کریں گے۔ یسوع بھی ہمارے بارے میں اچھی گواہی نہیں دے گا اور اگر ہم دوسروں کے سامنے

اُسکا اقرار کرنے میں ناکام ہو جائیں گے تو یسوع بھی اچھے طریقے سے ہمارا اِقرار نہیں کرے گا۔

''پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اِقرار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُسکا اِقرار کروں گا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اِنکار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا اِنکار کروں گا۔'' (متی 10:32-33)

اس حوالہ کے آس پاس سیاق و سباق میں کہیں بھی ہماری نجات سے انکار کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ یہاں جس بات کا ذکر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ بیٹا، باپ کے سامنے ہماری تعریف نہیں کرے گا جو ہمارے حق میں ایک بہترین بات ٹھہرتی۔

ایک اور حوالہ جو بیما کے وقت منفی نتیجہ کے بارے میں بیان کرتا ہے وہ ہے ایوحنا 2:28 ہے: ''غرض اَے بچو! اُس میں قائم رہو تا کہ جب وہ ظاہر ہو تو ہمیں دلیری ہو اور ہم اُس کے آنے پر اُس کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔'' یہ الفاظ واضح طور پر مسیحیوں کے لئے ہیں تا کہ اُن کی حوصلہ افزائی ہو کہ وہ اِس بات کو اہمیت دیں اپنی چال چلن میں مسیح کے قریب رہیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ جب وہ آئے تو وہ انہیں راستے سے بھٹکا ہوا پائے اور اُنہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔

اور جیسا کہ مثبت نتائج کا اس زندگی میں تجربہ کیا جا سکتا ہے منفی نتائج کا بھی اس زندگی میں تجربہ کرنا ہو گا۔ ہم جانتے ہیں کہ گناہ اور لا پرواہی سے ہمیشہ احساسِ گناہ جنم لیتا ہے۔ احساسِ گناہ کی وجہ سے جو اثرات سامنے آتے ہیں اُن کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا ہے مثلاً روحانی سوکھا پن، مایوسی، افسردگی، غمزدگی بلکہ یہاں تک کہ جسمانی امراض کی صورت میں۔ زبور 32 اور 51 میں ہم دیکھتے ہیں کہ داؤد کے گناہ کے باعث منفی اثرات سامنے آئے۔

اور جہاں گناہ کے فطری نتائج ہوتے ہیں وہاں خدا بھی گناہ کرنے والے اِیماندار کی ضرور ہی تربیت کرتا ہے۔عبرانیوں کے خط میں ہمیں نصیحت کی گئی ہے (12:5-7) کہ خدا کی تنبیہ کو برداشت کریں یہ جان کر کہ یہ ہمارے آسمانی باپ کی طرف سے ہے۔

''اور تم اُس نصیحت کو بھول گئے جو تمہیں فرزندوں کی طرح کی جاتی ہے کہ اَے میرے بیٹے! خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بے دل نہ ہو۔کیونکہ جس کو خداوند محبت رکھتا ہے اُسے تنبیہ بھی کرتا ہے۔اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے اُس کے کوڑے بھی لگا تا ہے۔تم جو کچھ دکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کے لئے ہے۔خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔وہ کون سا بیٹا ہے جسے باپ تنبیہ نہیں کرتا۔''

ایک بار پھر اس حوالہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا اپنے فرندوں کو آوارہ پھرنے نہیں دیتا۔وہ اتنا محبت کرنے والا ہے کہ ہمیں اپنی تربیت سے درست کرتا ہے۔

نئے عہد نامہ میں بہت سے طریقوں کا ذکر ہے جن سے خدا اِیمانداروں کی تربیت کرتا ہے۔وہ کلیسیا کے رہنماؤں کے ذریعے یہ کام کرتا ہے جو گناہ کرنے والے مرد اور عورت کا سامنا کرتے ہیں اور اگر وہ باز نہ آئیں تو انہیں کلیسیا سے خارج بھی کر سکتے ہیں (متی 18:15-17 ا کرنتھیوں 5:1-5)۔بعض اوقات خدا کلیسیا کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ اس عمل میں پہل کریں بلکہ براہ راست سخت قدم اٹھا تا ہے۔حننیاہ اور سفیرہ کے واقعہ میں ایسا ہی ہوا۔کیونکہ جب اُنہوں نے جھوٹ بولا وہ مردہ سے ہو کر گر پڑے (اعمال 5:1-11)۔اسی طرح خداوند کی عشاء میں نامناسب شریک ہونے والے بھی کچھ تو بیمار پڑ کے مر بھی گئے

(۱ کرنتھیوں 11:30)۔[۲] ایک گناہ ایسا بھی ہے براہ راست جسمانی موت کا سبب بنتا ہے (یعقوب 5:20 ا یوحنا 5:10)۔

گنہگار اور لاپروا مسیحیوں کے لئے منفی نتائج سخت بھی ہو سکتے ہیں۔لیکن یہ نتیجہ اُسکے فضل کا تجربہ کرنے کے لئے یہ ضروری اور بہت لازمی ہے۔منفی نتائج (انجام) ہماری حوصلہ شکنی کرتے ہیں کہ ہم اُسکے فضل کو ناچیز نہ جانیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خدا ہم سے اتنا پیار کرتا ہے کہ ہمت نہیں ہارتا اور ہمیں چھوڑ نہیں دیتا لیکن وہ ہمیں تنبیہ کرتا ہے کہ ہم توبہ کریں اور اسی لئے وہ ہمیں اپنے گہرے فضل تک لے آتا ہے۔عبرانیوں 12:11 میں خدا تربیت کے ان نتائج کا بیان کرتا ہے جس کی وہ توقع کرتا ہے :''اور بالفعل ہر قسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اس کو سہتے سہتے پختہ ہو گئے ہیں اُن کو بعد میں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے۔''

گناہ کی وجہ سے ظاہر ہونے والے منفی نتائج کی طرف دیکھنے سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب ہم گناہ کرتے ہیں ہم کچھ نہ کچھ کھو دیتے ہیں لیکن وہ نجات نہیں ہے۔خدا کا فضل ہمارے گناہوں کو ڈھانپنے کے لئے کافی ہے لیکن گناہ کرنے کا بہانہ نہیں ہے۔

اَجر کی اہمیت

اگرچہ یسوع اور نئے عہد نامہ کے دوسرے مصنفین نے اَجر کے بارے میں سکھایا ہے اور وفادار مسیحی عمل کے لئے ان کو بطور تحریک یا ترغیب کے استعمال کیا ہے۔لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج ہم اکثر مسیحیوں کو اَجر کے بارے میں تعلیم دیتے ہوئے نہیں دیکھتے۔اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ کچھ مسیحی اَجر کی

۲۔ ا۔کرنتھیوں 11:30 میں سو گئے سے مراد جسمانی طور پر مر جانا یا موت ہے۔

الٰہیاتی طور پر سمجھ ہی نہیں رکھتے اور وہ اجر اور تربیت پر لکھے گئے حوالہ جات کی غلط تشریح کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اُن کے نزدیک مثبت اجر کے معنی آسمان پر جانا ہیں اور منفی اجر سے مراد جہنم میں جانا ہے۔ یہ نظریہ پیغام اِنجیل کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے مترادف ہے اور یہ بیان کرتا ہے کہ نجات کے لئے ہمارے کام ضروری ہیں۔ اور یہ فضل کے مفت انعام کی تعلیم کے متضاد ہے۔ جب اَجر کے حوالہ جات کی تشریح نجات کے حوالہ جات کے طور پر کی جاتی ہے جو کہ غلط تشریح ہے تو اس سے غلط تحریک و ترغیب ہی جنم لیتی ہے یعنی یہ کہ نیک اعمال کئے جائیں تا کہ ہماری نجات کی تصدیق ہو سکے اور ہم جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ خوف بڑی آسانی سے نیک کام کرنے کی تحریک بن جاتا ہے۔ لیکن جہنم کا خوف کبھی بھی اُس اِیماندار کی تحریک نہیں بن سکتا جو اَبدی طور پر **محفوظ** ہے، جہنم کے خوف سے صرف غیر اِیمانداروں کو تحریک ملنی چاہیے۔ اِیماندار کو صرف اَجر کھو دینے کا خوف اور خدا سے عارضی تنبیہ کا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن تو بھی دینداری کی زندگی بسر کرنے کے لئے خوف دوسری بہت سے تحریکوں میں سے ایک ہے۔

کچھ مسیحی اَجر پر یقین تو رکھتے ہیں لیکن اس کے بارے میں سکھانا نہیں چاہتے کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو اِیمانداروں میں خود غرضی اور نفع کا لالچ پیدا ہوگا۔ وہ سوچتے ہیں کہ اَجر حاصل کرنے کے لئے نیکی کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اَجر دینداری کی زندگی بسر کرنے کی واحد یا ضروری اور بہترین تحریک نہیں ہیں بلکہ اس کے علاوہ اور محرکات بھی موجود ہیں جیسے کہ محبت، شکر گزاری اور فرض جو کہ اِس زندگی میں خدا کی خدمت کرنے کے اعلیٰ ترین محرکات ہیں۔ لیکن اَجر کے سبب سے پیدا ہونے والی حوصلہ افزائی اور ڈھارس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ چونکہ اَجر خدا کا فرمان ہے اور اُس نے انہیں طے کیا ہے لہٰذا اِنہیں کمتر اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور ہر مسیحی کو اَجر کے بارے میں تعلیم دی جانی چاہیے۔

اس بات کو آپ اس طرح سے دیکھ سکتے ہیں: اگر اَجر کے سبب سے خدا کے جلال کے لئے کئے گئے کاموں میں ہم زیادہ حصہ لینے لگ جائیں، یا اِن کے سبب سے خدا کے جلال کا بھرپور تجربہ کرنے کا موقع ملے تو پھر ہمارے اَجر اس کے زیادہ جلال کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔ اس کو بیان کرنے کے لئے دیکھیں مکاشفہ 10:4؛ جہاں چوبیس بزرگوں نے اپنے تاج مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے رکھ دیئے۔ یہ بزرگ کسی کی بھی نمائندگی کرتے ہوں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے، تاہم وہ تاج یقیناً اجر ہیں اور عزت اور جلال کا نشان ہیں جو اُنہیں کسی وجہ سے دیئے گئے تھے۔ اب یہ بزرگ اس قابل ہوئے کہ اپنے تاج پیش کر کے اس عزت و تعظیم کو جو انہیں انعام کے طور پر ملی تھی خدا کے جلال کے لئے استعمال کر سکیں۔ دوسرے الفاظ میں وہ خدا کو ان تاجوں کے وسیلے سے زیادہ جلال دے سکے بانسبت اس وقت جب ان کے پاس یہ تاج موجود نہ ہوتے۔ وہ اَجر جو ہم حاصل کرتے ہیں وہ خدا کے مزید جلال کا سبب بنیں گے۔

خدا اَجر جاری کرتا ہے کیونکہ ایسا کرنے میں وہ خوشی محسوس کرتا ہے، پس ہم کون ہیں جو خدا کی خوشی کا انکار کریں؟ وہ اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دے کر مسرور ہوتا ہے۔ یہ تو ایک عام اور قابلِ تعریف انسانی رویہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کے اچھے کاموں کی تعریف کرتے یا انہیں انعام دیتے ہیں۔ کیا ہم اپنے آسمانی باپ سے کچھ کم کی توقع کرتے ہیں؟

جب ہم کہتے ہیں کہ فضل مفت اور غیر مشروط ہے تو ہم لاپرواہی کی زندگی یا گناہ کو بڑھاوا نہیں دے رہے۔ گناہ کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں جو اس زندگی سے اگلی زندگی تک پھیل سکتے ہیں، جیسا کہ ہمارے نیک اعمال اور وفاداری کے نتائج ہیں۔ ہم جس طرح اپنی زندگی گزارنے کا فیصلہ کرتے ہیں ہمیں اس کے لئے حساب دینا ہوگا اور اِسی کے مطابق ہمیں

بدلہ دیا جائے گا۔ یہ نتائج چاہے منفی ہوں یا مثبت ہوں خدا کے فضل اور عدالت کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔

نظرثانی کے لئے سوالات

۱۔ ہر مسیحی کو مسیح کے تختِ عدالت کے بارے میں جاننا کیوں ضروری ہے؟

۲۔ ہمارے مسیحی طرزِ زندگی کے چند مثبت اَجر اور منفی نتائج کیا ہو سکتے ہیں؟

۳۔اَجر کے بارے میں بائبل کی تعلیم کے بارے میں لوگوں کی غلط فہمی فضل کی خوشخبری کو کس طرح مبہم کر دیتی ہے؟

۴۔مناسب مسیحی طرزِ زندگی کے لئے اَجر کو کس طرح بطور تحریک اور ترغیب استعمال کیا جا سکتا ہے؟

باب10

ایک نئی زندگی

فضل کے وسیلے ہمیں نجات بطور تحفہ ملتی ہے جسے ہم صرف اِیمان کے وسیلے حاصل کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی بہترین اور عمدہ بات ہے کہ ہمیں مفت تحفہ ملا ہے اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے! جی ہاں اس سے بہتر صرف ایک چیز ہے اور وہ ہے کہ ہم اس تحفہ سے لطف اندوز ہوں! فضل وہ چیز ہے جو ہمارے لئے خدا کے ساتھ تعلق کی نئی راہیں استوار کر دیتا ہے جو نجات پانے سے پہلے ممکن نہیں تھیں۔

ایک نیا وسیلہ

یہ فضل جو ہمیں نجات بخشتا ہے یہی ہمیں فضل کے ایک اعلیٰ تجربہ کا موقع فراہم کرتا ہے: ''پس جب ہم اِیمان سے راست باز ٹھہرے تو خدا کے ساتھ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صلح رکھیں۔ جس کے وسیلے سے اِیمان کے سبب سے اُس فضل تک ہماری رسائی بھی ہوئی جس پر قائم ہیں اور خدا کے جلال کی اُمید پر فخر کریں۔'' (رومیوں 5:1-2)۔ یہاں خدا کے ساتھ جس صلح کی بات کی جا رہی ہے اس مراد خدا سے دِلی صلح ہی نہیں ہے بلکہ یہاں خدا اور ہمارے درمیان ساری عداوت کو ختم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ ہمارے گناہ کی طرف خدا کا غضب دور ہو گیا ہے۔ بحیثیت اِیماندار خدا کے ساتھ ہمارا ایک نیا تعلق ہے جس میں صلح ہے۔ یہ نیا رشتہ جو مسیح کے باعث ممکن ہوا اس سے ہمیں اور مزید فضل

تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ جب تک ہم مسیح کے ساتھ اَبدیت میں اپنے حتمی جلال کو نہیں پاتے اس وقت تک مسیحی زندگی گزارنے کے لئے جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے وہ فضل خدا نے مہیا کر دیا ہے۔

اِس نئی زندگی میں اِیمان کے وسیلے ہم فضل کے فوائد تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرے گا:

''میرا خدا اپنی دولت کے موافق جلال سے مسیح یسوع میں تمہاری ہر ایک احتیاج رفع کرے گا۔'' (فلپیوں 19:4)

پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تا کہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔'' (عبرانیوں 16:4)

یسوع مسیح کے لئے زندگی گزارنے اور اُسکی خدمت کرنے کے لئے جو کچھ ہمیں درکار ہے وہ اُس کے مہیا کردہ فضل اور لیاقت سے ہے۔ پولس رسول نے اپنی زندگی اور خدمت میں اِس فضل کا تجربہ کیا تھا: ''ہم مسیح کی معرفت خدا پر ایسا ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہ بذاتِ خود ہم اس لائق ہیں کہ اپنی طرف سے کچھ خیال بھی کر سکیں بلکہ ہماری لیاقت خدا کی طرف سے ہے۔'' (۲ کرنتھیوں 5-4:3)

جب پولس ایک سخت آزمائش سے گزر رہا تھا یسوع نے اس سے کہا ''میرا فضل تیرے لئے کافی ہے، کیونکہ میری قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے۔'' (۲ کرنتھیوں 12:9)۔ ضروری ہے کہ یہ نئی زندگی خدا کی قدرت اور مہیا کردہ اِیمان کے وسیلے سے گزاری جائے۔ اِیمان کے وسیلے یسوع ہمارے اندر سے اپنی زندگی کو جاری کرتا ہے۔ گلتیوں 20:2 میں پولس رسول اس زندگی پر اپنے

بھروسے کا اظہار کرتا ہے جو یسوع مسیح کے وسیلے اُسے ملی ہے: ''میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اَب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر اِیمان لانے سے گزارتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا۔'' مسیحی زندگی اِیمان کی زندگی ہے۔ لیکن ہم یہ زندگی اپنی قوت میں نہیں گزار سکتے۔ ہم یسوع مسیح پر اِیمان کے وسیلے سے یہ زندگی گزارتے ہیں جو ہم میں رہتا ہے۔

جیسا کہ ہمارے راستباز ٹھہرائے جانے کے لئے فضل ضروری ہے، اِسی طرح ہماری تقدیس کے عمل کے دوران بھی فضل ضروری ہے۔ تقدیس ہماری مسیحی ترقی کا ایسا پہلو ہے جو بتدریج بڑھتا اور جاری رہتا ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں خدا کے لئے ''علیحدہ ہونا'' دوسرے الفاظ میں خدا کی مانند بنتے جانا۔ تقدیس کے عمل میں فضل ہمارے لئے نئی راہوں کو کھولتا ہے اور ایک نئی پہچان، نئی قوت اور یسوع مسیح کی مانند بننے کی نئی تحریک بخشتا ہے۔

راستباز ٹھہرائے جانے اور تقدیس کے عمل کے درمیان فرق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ راستباز ٹھہرائے جانے کے لئے صرف ایک شرط ہے یعنی یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ اِیمان لانا۔ تاہم تقدیس کے عمل میں ہم اِیمان سے یسوع مسیح کو نئے مالک کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ اور اس نئے مالک کی خدمت ہمیں فرمانبرداری اور نیک اعمال سے کرنی ہے۔ یہ وہ اعمال نہیں ہیں جن سے ہم ستباز ٹھہرائے جاتے ہیں لیکن یہ اعمال ہماری تقدیس کے لئے ناگزیر یعنی اشد ضروری ہیں۔ جس لمحے ہم اِیمان لاتے ہیں ہمارے راستباز ٹھہرائے جانے کا کام مکمل ہو جاتا ہے لیکن تقدیس کا کام ہماری تمام زندگی پر محیط ہے۔ راستباز ٹھہرایا جانا خدا سے زندگی حاصل کرنا ہے، تقدیس سے مراد اِس حاصل کی گئی زندگی کو گزارنا ہے۔

ایک نئی پہچان

جب ہم نجات پاتے ہیں یا راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں تو بہت سے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں: ہم خدا کے خاندان میں جنم لیتے ہیں ہم موت (خدا سے جدائی) سے نکل کر زندگی (خدا سے ملاپ) میں داخل ہوجاتے ہیں ہم خدا کی زندگی حاصل کرتے ہیں ہم خدا کے لے پالک فرزند بن جاتے ہیں۔[1] مسیح کے وسیلے ہماری نئی پہچان ہوتی ہے۔

رومیوں 6 باب میں ہماری نئی پہچان کے بارے میں ایک خاص حوالہ ہے۔ اس باب میں پولس اس اعتراض کا جواب دیتا ہے کہ فضل ہمیں گناہ کرنے کی طرف مائل کرتا ہے وہ بحث کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ چونکہ ہم یسوع مسیح کے ساتھ پیوستہ ہوگئے ہیں اس سبب سے اب ہماری نئی پہچان ہے۔

> ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُسکی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تا کہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ مردوں میں سے جلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔ کیونکہ جب ہم اُس کی موت کی مشابہت سے اُس کے ساتھ پیوستہ ہوئے تو بے شک اُس کے جی اُٹھنے کی مشابہت سے بھی اُس کے ساتھ پیوستہ ہوں گے۔'' (رومیوں 6:3-5)

اس حوالہ میں جس بپتسمہ کا ذکر ہے وہ پانی کا بپتسمہ نہیں ہے۔ ایک جسمانی عمل کبھی بھی روحانی سچائی کا نعم البدل نہیں ہوسکتا۔ بپتسمہ کے لغوی معنی ہیں ڈبونا، پولس بیان کررہا ہے کہ جب ہم مسیح پر بطور

ا۔ دیکھیں: یوحنا 3:3-6؛ 5:24؛ 10:10؛ رومیوں 8:15-16

نجات دہندہ اِیمان لے کر آتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ ہم یسوع مسیح کے روحانی بدن میں رکھے جاتے ہیں یا ڈبوئے جاتے ہیں۔ اور خدا روح القدس کے وسیلے سے یہ کام کرتا ہے: ''کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی، خواہ غلام خواہ آزاد ایک ہی روح کے وسیلے سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی روح پلایا گیا۔'' (ا کرنتھیوں 13:12)

ہر وہ شخص جو اِیمان لاتا ہے وہ روح القدس کے وسیلے بپتسمہ پاتا ہے۔ مسیح کے بدن میں بپتسمہ ہمیں مسیح کے ساتھ پیوستہ کر دیتا ہے اِس طرح کہ جیسے وہ گناہ کے اعتبار سے مر گیا ہم بھی اُسی طرح گناہ کے اعتبار سے مر جاتے ہیں: ''چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی اِنسانیت اس کے ساتھ اِس لئے مصلوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بے کار ہو جائے تاکہ ہم آگے کو گناہ کی غلامی میں نہ رہیں۔ کیونکہ جو مواء وہ گناہ سے بری ہو۔'' (رومیوں 7-6:6)

ہماری ''پرانی انسانیت'' یا ''گناہ کا بدن'' جب اس کے ساتھ مصلوب ہو جاتے یا دوسرے الفاظ میں ''بے کار'' ہو جاتے ہیں تو یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ گناہ کی قوت پر غلبہ پا لیا گیا ہے، اُسے زیر کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نجات پا چکے ہیں، تو بھی ہم گناہ کی طاقت کے نیچے اپنی پرانی زندگی کے آثار لئے پھرتے ہیں۔ لیکن اب ہمارا نیا مالک ہے۔ اور چونکہ ہم مسیح کے غلام ہیں اس لئے ہم اپنے پرانے مالک یعنی گناہ سے آزاد ہو چکے ہیں۔ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ہماری گناہ کی فطرت برباد یا فنا نہیں ہوئی ہے، یہ بے کار ہو گئی ہے۔ جب کوئی ہوائی جہاز اُڑان بھرتا ہے تو وہ کشش ثقل کی قوت کو فنا نہیں کرتا بلکہ یہ ہوائی اصولوں کے تحت اُس پر غلبہ پا لیتا ہے اور اِس قوت کو بے کار یا بے اثر کر دیتا ہے۔

اب آئندہ کو ہمیں اپنے پرانے مالک یعنی گناہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ

اب ہم اپنے نئے مالک یسوع کے غلام ہیں۔مثال کے طور پر اگر کوئی شخص امریکہ کی شہریت حاصل کر لیتا ہے تو اُسے اپنے پرانے ملک کے قانون کے تحت زندگی گزارنے کی ضرورت نہیں ہے۔نجات پانے سے پہلے گناہ پر غالب آنے کے لئے ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں تھی۔ہم ایک ایسی کار کی مانند تھے جو صرف پچھلے گیئر میں چلتی ہو۔لیکن اپنی نئی زندگی میں ہم ایک ایسی کار کی مانند ہیں جو گیئر لگانے پر آگے کی جانب چلتی ہے۔مسیح کے وسیلہ خدا کے لئے زندگی گزارنے کے لئے ہمارے پاس قابلیت اور لیاقت موجود ہے۔

یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ہم نہ صرف مسیح کی موت میں اس کے ساتھ پیوستہ ہوئے بلکہ اُس کے جی اٹھنے میں بھی! تاکہ ہم ایک نئی زندگی میں چل سکیں۔"اسی طرح تم بھی اپنے آپ کو گناہ کے اعتبار سے مردہ مگر خدا کے اعتبار سے مسیح یسوع میں زندہ سمجھو۔"(رومیوں 11:6)۔یہاں لفظ 'سمجھو' سے مراد ہے سمجھ بوجھ کر کسی شعوری نتیجے پر پہنچنا۔ جب ہم مسیح کی موت اور جی اُٹھنے اور اُسکے ساتھ اپنے ملاپ کے بارے میں سوچ بچار کریں تو ہمیں اپنے پرانے مالک کے اعتبار سے اپنے آپ کو مردہ سمجھنا چاہیے اور نئے مالک یسوع کے اعتبار سے زندہ۔اب ہماری نئی پہچان ہے یعنی یسوع مسیح کے وسیلہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔

اِسکے عملی مضمرات ومقاصد کو رومیوں 12:6-13 میں پیش کیا گیا ہے:

> "پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اُس کی خواہشوں کے تابع رہو۔ اور اپنے اعضاء ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالے نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے زندہ جان کر خدا کے حوالے کرو اور اپنے اعضاء راست بازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کرو۔"

ہم اپنے بدنوں کو، جس میں ہمارے ذہن بھی شامل ہیں جس طرح استعمال کرتے ہیں اس سے ہمارے نئے مالک سے ہماری فرمانبرداری کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر ہم گناہ کا انتخاب کریں گے تو ہمیں خدا سے جدائی کا احساس ہو گا، جس کا رومیوں 23:6 میں بیان ہوا ہے: ''گناہ کی مزدوری موت ہے۔'' لیکن یہی آیت ہمیں بتاتی ہے کہ اگر ہم خوشی سے اپنے آپ کو خدا کی خدمت کے لئے حوالے کریں گے تو ہم خدا کی راستبازی اور پاکیزگی کا تجربہ کریں گے یا دوسرے الفاظ میں خدا کی اَبدی زندگی کا: ''مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند مسیح یسوع میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔''[۲] اِیماندار کے لئے گناہ، رفاقت کا مسئلہ ہے نہ کہ نجات کا۔ یعنی گناہ کے باعث یسوع کے ذریعے ملنے والی اَبدی زندگی کی خوشی اور شادمانی میں رکاوٹ آ سکتی ہے۔ اور یسوع خدا کی زندگی ہے جو ہم میں بستا ہے۔

مسیحی ہونے کے ناطے ہمیں اپنی نئی پہچان میں زندگی گزارنی ہے اور یہ نئی پہچان خدا کے فرزند اور خدا کے خادم کے طور پر ہے۔ جب ہم ایسا کریں گے تو ہم اپنے پرانے مالک کی طرف نہیں پھریں گے۔ ہم خدا میں اپنی زندگی کے تجربے میں ترقی کریں گے۔

۲۔ اگر آپ رومیوں 16:6 اور 22 میں موازنہ کر کے دیکھیں تو سیاق وسباق سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ رومیوں کا چھ باب مسیحیوں کے لئے لکھا گیا ہے اور پولوس انہیں آگاہ کر رہا ہے کہ جس طرح سے وہ اپنی نئی مسیحی زندگی کو گزاریں گے اُسی قسم کے نتائج کا سامنا انہیں کرنا ہوگا۔ اگرچہ 23 آیت کا استعمال غیر نجات یافتہ لوگوں کی حالت بیان کرنے کے لئے کیا جا سکتا ہے تاہم ہمیں اس آیت میں مسیحیوں کے لئے موجود بنیادی سچائی سے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، جو یہ ہے کہ ہمارا انتخاب یا چناؤ ہمیں کس طرف لے جا سکتا ہے۔ اُس کا نتیجہ گناہ کے مار دینے والے اثرات یا خدا کی زندگی کی صورت میں ایک بھرپور تجربے کی صورت میں نکل سکتا ہے۔

ایک نئی قوت

اس نئی زندگی میں چلنے کے لئے ایک اور اہم اور کلیدی بات بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنی کوشش سے یہ زندگی نہیں گزار سکتے۔ رومیوں 7:14-23 میں پولس اپنی قوت میں خدا کے لئے زندگی گزارنے کی کوشش کے بارے میں بیان کرتا ہے:

''کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ شریعت تو روحانی ہے مگر میں جسمانی اور گناہ کے ہاتھوں بِکا ہوا ہوں۔ اور جو میں کرتا ہوں اس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا میں اِرادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مجھ کو نفرت ہے وہی کرتا ہوں۔ اور اگر میں اُس پر عمل کرتا ہوں جس کا اِرادہ نہیں کرتا تو میں مانتا ہوں کہ شریعت خوب ہے۔ پس اِس صورت میں اُس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ اِرادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔ چنانچہ جس نیکی کا اِرادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا بلکہ جس بدی کا اِرادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں۔ پس اگر میں وہ کرتا ہوں جس کا اِرادہ نہیں کرتا تو اُس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔ غرض میں ایسی شریعت پاتا ہوں کہ جب نیکی کا اِرادہ کرتا ہوں تو بدی میرے پاس آموجود ہوتی ہے۔ کیونکہ باطنی انسانیت کی رو سے تو میں خدا کی شریعت کو بہت پسند کرتا ہوں۔ مگر مجھے اپنے اعضاء میں ایک اور طرح کی شریعت نظر آتی ہے جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اُس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے جو میرے اعضا میں موجود ہے۔''

ہوسکتا ہے کہ آپ نے بھی اِس قسم کی ناکامی اور مایوسی کو محسوس کیا ہو کہ جب آپ وہ کرنا چاہتے تھے جو آپ کی نظر میں صحیح ہے لیکن ناکام ہو گئے اور وہ کر بیٹھے جو آپ کی دانست میں غلط تھا۔ پولس اس کشمکش کو بیان کرتا ہے جو ہمارے اندر گناہ کے حوالہ سے رہ جاتی ہے۔ گو کہ گناہ کا ہم پر کوئی اختیار نہیں کہ وہ ہم پر حکمرانی کرے تو بھی کبھی کبھار وہ بڑی قوت سے اثر دکھاتا ہے۔ بالکل ایسے جیسے کسی سانپ کا سر کاٹ دیا جائے اور اس کے باوجود وہ کافی دیر تک نقصان پہنچانے کی قوت رکھتا ہے۔ پس موت کا اختیار تو ختم ہو چکا ہے لیکن اس کا اثر ہمارے بدنوں پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ پولس کی گناہ کے ساتھ کشمکش اس قدر شدید تھی کہ وہ چلا اٹھا، ''ہائے میں کیسا کمبخت آدمی ہوں! اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا۔'' (رومیوں 24:7)

گناہ کے ساتھ ہماری کشمکش میں ہم کس طرح فتح پا سکتے ہیں؟ اگر ہم اپنی قوت میں ایسا نہیں کر سکتے تو وہ کون سی قوت ہے جو ہمارے گناہ کے زور پر قابو پا سکتی ہے تا کہ ہم خدا کی فرمانبرداری کریں اور وہ کریں جو درست ہے؟ پولس رومیوں 25:7 میں اس کا جواب دیتا ہے: ''اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ غرض میں خود اپنی عقل سے تو خدا کی شریعت کا مگر جسم سے گناہ کی شریعت کا محکوم ہوں۔'' گناہ پر فتح مندی کی زندگی گزارنے کے لئے ہمیں خداوند یسوع کو اجازت دینا ہوگی کہ وہ ہم میں رہ کر زندگی گزارے۔ یسوع کی زندگی ہمارے لئے خدا کا پُرفضل تحفہ ہے یعنی ہمیشہ کی زندگی کا تحفہ۔

یسوع پاک روح کے وسیلے ہمارے اندر زندگی بسر کرتا ہے اور پاک روح ہمارے اندر بستا ہے۔ ہمیں اپنی سوچوں کو روح پر مرکوز کرنا ہوگا تا کہ روح ہمارے ذہن کو اپنے قابو میں کر لے، کیونکہ ہمارے ذہن ہمارے بدنوں کو کنٹرول میں کرتے ہیں۔ پاک روح کی قوت جو ہماری سوچوں پر

قابض ہوگی ہمیں گناہ سے فتح بخشے گی۔

رومیوں 8:1-6 میں پاک روح کے قبضہ میں زندگی اور جسم کے مطابق زندگی بسر کرنے کا فرق بیان کیا گیا ہے:

''پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں ان پر سزا کا حکم نہیں۔ کیونکہ زندگی کے روح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔ اس لئے کہ جو کام خدا نے کیا یعنی اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کو حکم دیا۔ تا کہ شریعت کا تقاضا ہم میں پورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ روح کے مطابق چلتے ہیں۔ کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں۔ لیکن جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں اور جسمانی نیت موت ہے۔ مگر روحانی نیت زندگی اور اطمینان ہے۔''

ہم مسیحی زندگی جسم کے وسیلے سے نہیں گزار سکتے جس کا مطلب ہے اپنی کوشش سے مسیحی زندگی نہیں گزار سکتے۔ یہاں بات یہ نہیں ہے کہ ہم پوری کوشش نہیں کر رہے اور ہمیں زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ بلکہ ہمیں ایک مافوق الفطرت قوت کے سہارے کی ضرورت ہے یعنی پاک روح کی، جو ہمارے لئے خدا کا تحفہ ہے۔ جب ہم روح کو اپنے ذہن کا کنٹرول دے دیتے ہیں تو پھر ہم خدا کی فرمانبرداری کریں گے اور راستبازی کی زندگی بسر کریں گے۔ روح کی قوت گناہ اور موت کے اثرات پر قابو پا سکتی ہے۔ ایک لاروا (تتلی کا بچہ) قوتِ ثقل کے باعث زمین پر رہتا ہے جب تک کہ اُس کے پَر نہیں نکل آتے لیکن جب اُس کے پَر نکل آتے ہیں وہ زمین کے اوپر اُڑ سکتا ہے کیونکہ اُسکے نئے پَر ہوائی حرکیات کے قانون اور اصولوں کے ساتھ مل کر زمین کی کشش ثقل پر قابو پانے کے لئے اُسے نئی قوت دیتے ہیں۔ جب

خدا کے روح کو ہمارے ذہنوں پر کنٹرول مل جاتا ہے تو ہم وہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں جو صحیح ہے۔ جب وہ ہم میں بستا ہے تو ہم اُس کی دی ہوئی اِس زندگی سے پورے طور پر لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

ایک نئی تحریک

سوال یہ ہے کہ ہم خدا کو اپنی زندگی ہے خوش کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ ہم کیوں اس ناکامی کی وجہ سے، جب ہم بھلائی سے واقف ہونے کے باوجود برائی کر جاتے ہیں اور جس کا ذکر پولس کرتا ہے، بیزاری اور دکھ کو محسوس کرتے ہیں؟ مسیح کو جاننے سے پہلے بھی ہم اپنی زندگی میں کسی نہ کسی حد تک خوف سے متحرک تھے۔ ایک مسلسل خوف جو ہمیں پریشان اور ملامت کرتا رہتا کہ ہمیں ہمارے گناہوں کے لئے عدالت میں لایا جائے گا اور سزا ملے گی۔ ایک احساس کہ ہم نے خدا کو خوش کرنے کے لئے کافی کچھ نہیں کیا ہے۔ لیکن مسیح میں نئی زندگی میں ہم خوف کے بندھن میں نہیں ہیں کیونکہ اب ہم خدا کے فرزند ہیں۔ محبت بھرے اور پر فضل خدا کے فرزند ہونے کے ناطے ہم اسکو خوش کرنا چاہتے ہیں۔

رومیوں 12:1 کا حوالہ اس خط میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور ہماری اس نئی تحریک یا ترغیب کی بحث میں نہایت اہم ہے۔ پولس کہتا ہے: ''پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے۔'' ایک اشارہ جو ہمیں بتاتا ہے کہ یہ حوالہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، وہ ہے اس کے شروع میں لفظ ''پس'' کا استعمال ہونا۔ اس لفظ کا استعمال یہ ظاہر کرتا ہے کسی بحث کے بعد ایک خاص اور اہم نتیجہ نکالا جا رہا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رومیوں کے ۱ تا ۱۱ باب میں پولس

ہمارے راستباز ٹھہرائے جانے، ہماری تقدیس، ابدی سلامتی اور ہمارے برگزیدہ قرار دیئے جانے کی بات کرتا ہے اور پھر 12 باب کی پہلی آیات میں وہ ساری بحث کا حاصل ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے کہ وہ کیوں ان ساری باتوں کا بیان کر رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یسوع مسیح میں جو بے حد قوی اور مضبوط فضل ہمیں ملا ہے اُسکا واحد جائز اور درست ردِعمل کیا ہونا چاہیے؟ وہ یہ ہے کہ ہم خدا کے لئے ہم اپنے آپ کو قربانی کے طور پر پیش کریں ایک ایسی قربانی جو اور زندہ اور کارآمد قربانی ہو یعنی ہم اپنے بدنوں کو خدا کی خدمت کے لئے دے دیں۔ ہماری سوچ، ہماری مرضی اور ہمارے تمام اعضا سمیت!

لیکن ایک بار پھر سوال یہ ہے کہ ہم ایسا کیوں کریں؟ نجات کو قائم رکھنے کے لئے تو ایسا کرنا ضروری نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہم خدا کے فضل کی برکات کو جان جائیں گے تو پھر ہم شکرگزاری کے طور پر اس کی خدمت کرنا چاہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم یہ اس لئے کرنا چاہیں کیونکہ اس نے ہم سے پہلے محبت کی (ا یوحنا 19:4)، محبت کا جواب محبت ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم اس لئے اُس کے سامنے دست بردار ہو کر خدمت کرنا چاہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہم اس جہان میں کرتے ہیں اس کے اثرات ابدیت تک جاری رہیں گے۔ ہم جو خوف اور بے یقینی میں زندگی گزارتے تھے، اب ہمارے سامنے خوف کی بجائے دوسری بہت سی وجوہات اور ترغیبات جن کی وجہ سے ہم خدا کی خدمت اور نیک اعمال کرنا چاہتے ہیں۔

”مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔“ (رومیوں 23:6)

کیا تسلی بخش الفاظ ہیں: خدا کی بخشش کے سبب سے ہمارے پاس نئی زندگی ہے جس کے باعث ہماری خدا کے ان تمام وسائل تک رسائی ہے جو دینداری کی زندگی بسر کرنے کے

لئے ضروری ہیں ۔ اور یسوع مسیح میں ہماری نئی پہچان بھی ہے۔ وہ ہمارا نیا مالک ہے ۔ خدا کے فضل کی بدولت ہمارے پاس روح القدس ہے جو ہمیں گناہ پر قوت بخشتا ہے ۔ اور خدا کے فضل ہی کے باعث خدمت کرنے کے لئے ہمیں نئے محرکات ملتے ہیں: یعنی محبت ۔شکر گزاری اور ابدی مقام کا یقین ، بے شک اس کا فضل ہی کافی ہے !

نظر ثانی کے لئے سوالات

ا۔وضاحت کریں کہ کس طرح فضل کے وسیلے نجات ہمیں فضل کے بھرپور تجربہ تک لے جاسکتی ہے؟

۲۔کن ذرائع سے مسیحی خدا کے فضل کا تجربہ کرنا جاری رکھ سکتے ہیں؟

۳۔نئی پہچان حاصل ہونے کے چند فوائد بیان کریں؟

۴۔دینداری کی زندگی بسر کرنے کے لئے سب سے اہم اور غالب محرک کون سا ہے؟

باب 11

ایک نیا عہد

مسیح نے ہمیں جو نئی زندگی دی ہے جب ہم اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ ہمیں زندگی گزارنے کا ایک نیا مقصد مل جاتا ہے اور ہم اس نئے مقصد میں بھی شادمانی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب ہم محبت اور شکرگزاری سے متحرک ہو کر خدا کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تو ہماری دلی خواہش ہوتی ہے کہ ہم اُسکی خدمت کرنے کا بہترین طریقہ کار تلاش کریں۔ جب یسوع نے اِنجیل کی منادی کی اور لوگ اِیمان لے آئے تو اُس نے اُن اِیمان لانے والوں کو شاگردیت کی دعوت دی۔ مختصراً یہ کہ یسوع مسیح کا شاگرد بننے سے مراد ہے خود کو ''زندہ قربانی'' کے طور پر خدا کو پیش کرنا۔ یہ زندگی گزارنے کا ایسا راستہ ہے جو ہر اُس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جس نے مسیح پر بطور نجات دہندہ بھروسہ کیا ہے اور اَب اُس کو اپنا خداوند اور مالک بنا کر اُس کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک موقع ہے جو فضل کی بدولت مہیا کیا جاتا ہے۔

شاگردیت کے معنی

لفظ شاگرد ''سیکھنے'' سے متعلق ہے۔ پس وہ شخص جو سیکھنے کا خواہشمند ہے وہی شاگرد ہے یعنی ایک طالبِ علم یا مبتدی ہے۔ بعض اوقات اَناجیل میں شاگرد ان لوگوں کا کہا گیا جنھوں نے یسوع مسیح

کے ''پیروکار'' بننے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ یسوع مسیح کے وقت میں ربی (استاد) وہ لوگ تھے جو اپنے اِرد گرد ایسے لوگوں کو جمع کر لیتے تھے جو ان سے کچھ سیکھنے کے خواہش مند ہوتے اور ان کی مانند بننا چاہتے تھے۔ یہ طالبِ علم اپنے اُستاد یا مالک کی قربت میں رہتے اور جہاں تک ممکن ہو ان سے سیکھتے تھے۔ وہ اپنی زندگیوں کو اپنے مالک کی مانند بننے کے لئے مخصوص کر دیتے تھے۔ متی 25:10 میں یسوع نے کہا ''شاگرد کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے اُستاد کی مانند ہو، اور نوکر کے لئے کہ وہ اپنے مالک کی مانند۔''

گو کہ ہمارا استاد یسوع تو ہمارے ساتھ جسم کی حالت میں موجود نہیں ہے تو بھی ہم اُس کے شاگرد بن سکتے ہیں اگر ہم یہ عہد کریں کہ اس سے سیکھیں گے تا کہ اُس کی مانند بن جائیں۔ وہ فضل جو نجات کے وقت ہمیں ملا تھا اس کا یہی مناسب جواب اور ردِ عمل ہے۔ متی 11:28-30 میں یسوع نے ہمیں نجات اور شاگردیت کی دعوت دی ہے۔: ''اَے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگوں سب میرے پاس آؤ۔ میں تم کو آرام دوں گا۔ میرا جواء اپنے اوپر اُٹھا لو اور مجھ سے سیکھو۔ کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کو فروتن۔ تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی۔ کیونکہ میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا۔''

اس آیت میں نجات کا بلاوا اور دعوت اس لفظ میں دی گئی ہے ''آؤ''۔ یعنی یسوع مسیح کے پاس آؤ۔ وہ لوگ جو اس دعوت کو قبول کر لیتے ہیں وہ خدا کی راستبازی میں ''آرام'' پاتے ہیں اور اپنی کوششوں، کاوشوں اور مشقتوں سے چھٹکارا پاتے ہیں۔ یسوع اِن سب کو اپنی راستبازی بطور تحفہ دیتا ہے جو اِیمان کے وسیلہ اس کو قبول کرتے ہیں۔ یہاں تک ساری بات ''ہمارے راستباز ٹھہرائے جانے'' کی ہے۔ اُس کے بعد شاگردیت کا بلاہٹ یوں پیش کی گئی ہے کہ ''میرا جواء

اپنے اوپر اٹھالو۔۔۔اور مجھ سے سیکھو۔'' یہ مثال جس میں ایک جواء ایک بیل کو ہل کے ساتھ باندھتا ہے یہ نظم وضبط اور ذمہ داری کی زندگی کی ایک تصویر ہے۔بعض اوقات جوان جانور کو ایک پرانے اور مضبوط جانور کے ساتھ جواء میں باندھ کر تربیت دی جاتی تھی۔ یسوع دعوت دیتا ہے کہ ہم اُس کے ساتھ جواء اُٹھالیں۔ وہ دعوت دیتا ہے کہ ہم اُسکی تعلیم اور اختیار کے اندر آجائیں۔ جب ہم شاگرد بننے کے لئے اس کی دعوت کو قبول کر لیتے ہیں تو ہم اپنی جانوں کے لئے آرام حاصل کرتے ہیں۔ یہاں لفظ''جانیں'' کا ایک ترجمہ''زندگیاں'' بھی ہوسکتا ہے۔مسیح کے شاگرد کی حیثیت سے ہماری زندگی اطمینان اور آرام کی زندگی ہے کیونکہ ہم مسیح سے سیکھتے اور اُسکی مرضی پر چلتے ہیں اور یہی ہماری تقدیس کا عمل کہلاتا ہے۔

ضروری نہیں کہ یسوع کی پیروی کرنا آسان ہو لیکن چونکہ ہم مسیح کے ساتھ جوتے گئے ہیں، وہ زورآور ہے اور وہی ہماری طاقت اور تقویت کا باعث ہے۔ خدا کا فضل کافی ہے کہ ہم اس کے ساتھ عہد باندھے اور اس میں قائم رہیں۔ یسوع کے ساتھ شراکت میں زندگی گزارنا ہمیشہ سب سے آسان راستہ ہے، کیونکہ اس کی خدمت کرنے سے ہمیں شادمانی ملتی ہے اور اُس کی مرضی پوری کرنے کے لئے پاک روح قوت دیتا ہے اور وسائل مہیا کرتا ہے۔

شاگردیت کی خصوصیت

اب تک یہ واضح ہو جانا چاہیے کہ شاگردیت کا عمل ہماری ابتدائی نجات سے مختلف ہے؛ شاگرد پیدا نہیں ہوتے بنائے جاتے ہیں۔اگر نجات مفت ہے یعنی اِیمان کے وسیلے بذریعہ فضل تو شاگردیت اس کے برعکس مہنگی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نجات شاگردیت سے مختلف ہے۔ مندرجہ ذیل

چارٹ نجات اور شاگردیت میں فرق کو ظاہر کرنے میں مددگار ثابت ہو گی۔

نجات	شاگردیت
مفت تحفہ	مہنگا عمل
اِیمان کے وسیلے حاصل کیا جاتا ہے۔	عہد اور فرمانبرداری کا تقاضا کرتی ہے۔
ہمارے کام شامل نہیں ہیں۔	ہمارے اعمال شامل ہیں۔
فوری راستباز ٹھہرایا جانا۔	تمام زندگی تقدیس کا کام جاری رہتا ہے۔
یسوع نے قیمت چکادی ہے۔	مسیحی قیمت چکاتا ہے۔
یسوع کے پاس بطور نجات دہندہ آنا ہے۔	یسوع کو خداوند مان کر اس کی پیروی کرنی ہے۔
اِنجیل پر اِیمان	حکموں کو ماننا۔
سچائی 'الف'	سچائی 'ب'

ہمارے لئے اشد ضروری ہے کہ ہم اس تفریق اور امتیاز کو ہمیشہ مدِنظر رکھیں، تاکہ نجات کی خوش خبری واضح رہے کیونکہ اگر ہم شاگردیت کو نجات کے انعام کے ساتھ خلط ملط کردیں گے تو فضل مفت نہ رہے گا۔ وہ قیمت جو ہمیں شاگرد بننے کے لئے اَدا کرنی ہے یعنی عہد اور قربانی وہ نجات حاصل کرنے میں ہی صرَف ہو جائے گی۔

نجات کو شاگردیت سے علیحدہ رکھنے کے لئے ایک کارآمد طریقہ یہ ہے: فرض کریں کہ نجات سچائی ''الف'' ہے اور شاگردیت سچائی ''ب''۔ جس طرح ''الف'' ''ب'' سے پہلے آتا ہے نجات

شاگردیت سے پہلے ہے۔ پس سچائی ''الف'' میں وہ تمام باتیں شامل ہیں جو ہماری نجات حاصل کرنے کی ضرورت کے بارے میں بائبل مقدس میں درج ہیں یعنی، نجات کی شرط، فردوسِ بریں (آسمان) پر جانے اور دوزخ (جہنم) میں جانے کے نتائج، اَبدی زندگی اور موت کے نتائج۔ اور دوسری جانب سچائی ''ب'' میں وہ تمام حکم اور وعدے شامل ہیں جو نجات کے بعد مسیحی کے ساتھ کئے جاتے ہیں یا ہماری تقدیس کے لئے ضروری ہیں۔ یعنی شاگردیت، عہد، اَجر، نظم وضبط، ترقی اور خدمت جیسی تمام چیزیں ''ب'' سچائی کا حصہ ہیں۔

نجات اور شاگردیت دونوں کو علیحدہ رکھنے سے ان دونوں سچائیوں کی خوبصورتی کو سراہنے میں آپکی زیادہ مدد ہوگی۔ اس سے بائبل میں موجود شاگردیت کے بارے میں حوالہ جات کی بھی تشریح کرنے میں آپکی مدد ہوگی۔ جن کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ یہ نجات کے لئے حوالہ جات ہیں۔ نجات مفت ہے لیکن شاگردیت مہنگی ہے۔ اور یہ دونوں ہی ہمارے خدا کی بدولت بذریعہ فضل ممکن ہیں جو ہماری زندگیوں میں کام کر رہا ہے۔

شاگردیت کی قیمت

پس شاگرد بننے کی قیمت کیا ہے؟ دیکھا جائے تو سب کچھ۔ لیکن یسوع نے ان مسیحیوں کے لئے کچھ مخصوص تقاضے ٹھہرائے ہیں جو شاگرد بن کر اس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ جب ہم ان تقاضوں کے پس منظر کی جانچ پڑتال کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل کا تمام حوالہ جات میں یہ حقیقت نمایاں اور مسلسل ہے کہ یہ اُن سے کئے گئے جو نہ صرف ایمان لا چکے تھے بلکہ شاگردیت کے لئے خود کو مخصوص کر چکے تھے۔ غیر اِیماندار اِن تقاضوں کو کبھی بھی سمجھ نہیں سکتے تھے نہ ہی ان میں تحریک اور

ترغیب پیدا ہوسکتی تھی کہ وہ اُن کو پورا کریں۔ اِیمانداروں نے خدا کے فضل کا مزا چکھا ہے۔ یہ فضل اِن کو سکھاتا اور تحریک دیتا ہے کہ وہ ان تقاضوں کو پورا کریں۔ بلکہ جو پہلے ہی سے شاگرد ہیں انہیں مزید کوشش اور لگن کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں کیونکہ شاگردیت ایک جگہ ٹھہرنے کا نہیں بلکہ مسلسل آگے بڑھنے کا نام ہے۔ جب ہم آگے بڑھتے جاتے ہیں تو خدا ہماری زندگیوں سے مسلسل ذمہ داری، وابستگی، سپردگی اور کاموں کا تقاضا کرتا ہے۔

آئیں اب ہم شاگردیت کی کچھ بڑی شرطوں پر غور کریں۔ ان میں سے ایک بہت اہم ترین کا تعلق کلام کے ذریعے اِیماندار کا خدا کے ساتھ رشتہ ہے۔ ''پس یسوع نے ان یہودیوں سے کہا جنھوں نے اس کا یقین کیا تھا کہ اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔ اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی۔'' (یوحنا 8:31-32) ''قائم رہو گے'' سے مراد ہے ''جاری رہنا'' یا ''پیوستہ رہنا''۔ لفظ ''قائم رہنا'' سے تصور لیا جاتا ہے کہ کیونکہ یہ مسیح اِیمان لے کر آئے ہیں اور مسیح کے کلام میں زندگی بسر کرنا شروع کر دی ہے اب اِن کو اُسکی پیروی اور حکم ماننا جاری رکھنا چاہیے اور کبھی بھی رکنا نہیں چاہیے۔ وہ سچائی میں ترقی کریں گے اور سچائی کی فطرت یہ ہے کہ وہ ہمیں الٰہیاتی، تعلیمی اور اخلاقی گمراہیوں اور برائیوں سے آزاد کرتی ہے جو ہمیں قید میں لے جاتی ہیں اور خطا اور گناہ کی طرف لے جاسکتی ہیں۔ شاگرد ہونے کے لئے ہمیں خدا کے کلام یعنی بائبل مقدس کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کے لئے خود کو مخصوص کر دینا چاہیے۔

لوقا 9:23 میں شاگردیت کی مزید تین شرائط موجود ہیں۔ یسوع نے کہا: ''اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔''

اس آیت میں پہلی شرط ہے: اپنی خودی سے اِنکار کرنا۔ یعنی خدا کی مرضی کو اپنی مرضی سے پہلے رکھنا۔

خدا کی چاہتوں پر لبیک کہنے کے لئے اپنی چاہتوں اور شخصی پسندیدگی کو ''نہ'' کہنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی مرضی کو ترک کرنا اور خدا کی مرضی کو چننا۔ مثال کے طور پر ہم اپنی جسمانی خواہشات، گناہ کے مزے یا بدلے کی خواہش کو نہ کہتے ہیں تاکہ ہم اپنی زندگی میں خدا کے مقاصد کو اپنا سکیں اور اس میں شادمانی ڈھونڈ سکیں اور خدا کو موقع دیں کہ وہ جو ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں وہ خود اُن سے بدلہ لے۔

دوسری شرط، اپنی صلیب اُٹھانے کی ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ہم یسوع مسیح کے ہونے کے ناطے یا اسکی مرضی پر چلنے کی وجہ سے جن مشکلات کا سامنا کر سکتے ہیں، ان مشکلات کو سہنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ نئے عہد نامہ کے زمانے میں صلیب دکھ اور موت کی وحشیانہ قسم کو پیش کرتی تھی۔ یسوع مسیح کے شاگرد یعنی رسول جو اُس کے ساتھ ساتھ تھے وہ ہر قسم کی تکلیف اور دُکھ اٹھانے کو تیار رہتے تھے، جس کا مطلب یہ ہے کہ آج کے دور میں بھی ہر شاگرد کو تیار رہنا چاہیے، کئی بار آج بھی ہم اپنی جانوں سے قیمت چکا سکتے ہیں۔ کسی کو یہ کہنا کہ اپنی صلیب اُٹھاؤ یہ کہنے کے مترادف ہے ''اپنی گولی (بندوق) تم خود پر آزماؤ۔ تقریباً ہر روز ہمارے پاس مواقع ہوتے ہیں کہ یسوع مسیح کی مانند بنیں اور اُسکی مرضی کو مخالفت، بے عزتی اور اِیذا رسانی کے درمیان میں بھی پورا کریں۔ کیا ہم اُس کی خاطر مصیبتوں میں اُسکی پیروی کر سکتے ہیں؟

یہاں تیسری شرط مسیح کی پیروی کرنا یہ یسوع کے ساتھ قریب ترین رشتے میں زندگی گزارنے کی دعوت ہے تاکہ ہم اس کی مرضی کو بجالائیں اور اپنی زندگیوں میں اس کے مقصد کو پورا کریں۔ جب یسوع نے پطرس، اندریاس، یعقوب اور یوحنا کو اپنے پیچھے آنے کی دعوت دی تو اس نے ان سے کہا کہ وہ اُنہیں ''آدم گیر''[1] بنائے گا۔ اپنی زندگیوں میں خداوند کے مقصد کو پورا کرنے کا ایک

۱۔ دیکھیں: متی 19:4؛ مرقس 1:16-20

مطلب یہ ہے کہ ہم دوسروں کو اُس کے پاس لائیں گے۔ یسوع نے کہا کہ اُس کا مقصد اور کام اِنجیل کی منادی کرنا، کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنا اور نجات دینا ہے۔ [۲] ہم جہاں کہیں بھی ہوں چاہے کام کی جگہ پر، آرام کی جگہ یا گھر میں اُس کے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔

ایک اور شرط جو خداوند یسوع نے دی وہ بہت مشکل معلوم ہوتی ہے: ''اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔'' (لوقا 14 :26) جب یسوع نے کہا کہ ''دشمنی'' تو یہ بات اس نے بطور استعارہ یا تمثیل کہی تھی۔ جس کا مطلب ہے ''کم محبت کرنا'' یعنی ایک شاگرد کو یسوع کو اپنی محبت اور عبادت کا اعلیٰ ترین مرکز بنانا چاہیے۔ یہاں تک کہ اپنے خاندان سے بھی زیادہ، اپنی زندگی سے بھی بڑھ کر! اس کا ہرگز مطلب نہیں کہ ہم اپنے پیاروں کو نظر انداز کریں۔ بلکہ جب ہم خداوند سے سب سے زیادہ پیار کریں گے تو وہ ہمیں طاقت دے گا کہ ہم انہیں زیادہ پیار کرنے لگ جائیں گے۔ تاہم بعض اوقات اپنے خاندانی رشتوں اور شخصی خواہشات کے پیچھے بھاگتے بھاگتے یسوع سے ہماری وفاداری کا امتحان ہوگا۔ اگر ہم اس کے شاگرد بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے تمام رشتوں سے بڑھ کر اس کو پہلا مقام دینا ہوگا۔

اس باب میں یسوع یہ بھی کہتا ہے کہ ''پس اس طرح تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔'' (لوقا 14 :33)۔ وہ اس تقاضے اور شرط کو ایک عمارت بنانے والے اور بادشاہ کی مثال سے ظاہر کرتا ہے جنھوں نے کام مکمل کرنے سے پہلے ضروری لاگت کا اندازہ نہیں لگایا اور ضروری سامان مہیا نہیں کیا۔ یہ مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ اِیماندار ہونے کی حیثیت سے خدا کی مرضی

۲۔ دیکھیں: مرقس 1:38؛ لوقا 19:10

پوری کرنے کے لئے جو بھی لاگت آتی ہے ہم اُسے پورا کریں۔ یہ مختاری کا معاملہ ہے کیونکہ اگر یہ سب کچھ خدا کا ہے تو ہمیں وفاداری سے اس کے کام کا خیال رکھنے اور اس کا بندوبست کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیے۔

اس کے علاوہ شاگردیت کی اور شرائط بھی ہیں۔ لیکن جن شرائط کی فہرست ہم نے پیش کی ہے ان تمام میں مسیحی کے ساتھ عہد، فرمانبرداری یا کسی قسم کی قربانی شامل ہے۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر شاگردیت اِیماندار کو مہنگی پڑے گی۔ کیا اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ شرائط جو شاگردیت کی ہیں نجات کے لئے نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ نجات بذریعہ فضل اور اِیمان کے وسیلہ سے ہے۔

شاگردیت کا عمل

نجات (یا راستباز ٹھہرایا جانا) ایک ساعت، ایک لمحے میں پورا ہونے والا کام جبکہ شاگردیت اس کے برعکس ایک ایسا عمل ہے جو ساری زندگی جاری رہتا ہے۔ شاگردیت کی شرائط پر غور کرنے کے بعد یہ سمجھنا آسان ہے کہ کیوں شاگرد پیدا نہیں ہوتے بلکہ بنائے جاتے ہیں۔ ہر مسیحی شاگرد نہیں ہے گو کہ ہر شاگرد کو مسیحی ہونا چاہیے۔ شاگردیت ایک سفر کی طرح ہے۔ ہر شاگرد کے سفر کی رفتار مختلف ہے۔ اس سفر میں بہت سے نشیب و فراز ہیں ایک وقت ہوتا ہے جب بہت تیزی سے ترقی ہوتی ہے، کبھی کبھی اُس ترقی میں آہستگی آجاتی ہے، کبھی سارے عمل پر ایک انجماد سا طاری ہو جاتا ہے اور کبھی کبھار شکست کا منہ بھی دیکھنا پڑ جاتا ہے۔ تاہم ایک مسیحی اس وقت تک ایک شاگرد ہی ہے جب تک کہ وہ یسوع مسیح کے ساتھ اور مسیح کی مانند بننے کے اپنے سفر میں وفادار رہے۔

شاگردیت کے سفر کی ایک اچھی مثال پطرس رسول کی زندگی ہے۔ یوحنا کی اِنجیل کے مطابق پطرس کی

ملاقات خداوند سے پہلے باب کے شروع میں ہی ہو جاتی ہے اور یوحنا2:11 اور 6:68-69 تک پہنچتے پہنچتے وہ یسوع پر اِیمان لے آتا ہے۔تو بھی یسوع کے شاگرد ہونے کے ناطے اُس کی زندگی میں کئی دفعہ اِیمان کمزور رہوا اور یہاں تک کہ یسوع کا اِنکار کرنے کا وقت بھی آیا۔اس کے باوجود پطرس کو ہمیشہ شاگرد ہی کہا جاتا ہے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ یسوع مسلسل پطرس کو پیروی کرنے کے لئے کہتا ہے۔ نہ صرف یسوع کے ساتھ اُسکے ابتدائی ایام میں بلکہ اس وقت بھی جب اُس نے یسوع کا انکار کیا ہم دیکھتے ہیں پطرس کو یسوع کے پیچھے پیچھے چلنے والے کی طرح بیان کیا جاتا ہے۔ یسوع کی گرفتاری اوراس کے جی اُٹھنے ے وقت بھی۔[۳] جیسا میں نے کہا پطرس کی مثال دینے کا میرا مقصد یہاں یہ خیال بیان کرنا ہے کہ ایک شاگرد کو مزید آگے بڑھنے کے لئے کے لئے ہمیشہ چیلنج کیا جاتا یا اُبھارا جاتا ہے۔

یہ حقیقت کہ پطرس شاگردوں کی فہرست میں ہمیشہ پہلے آتا ہے وہ دوسرے شاگردوں کے لئے بھی بات کرتا تھا، اور یہ کہ وہ یسوع کے قریب ترین تین شاگردوں میں سے ایک تھا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ شاید خدا کا مقصد یہ تھا کہ ہم اس کو شاگردیت کے سفر کی تصویر کے طور پر دیکھیں۔ پطرس ایک ایسے شخص کی مانند ہے جس میں ہم خود کو دیکھ سکتے ہیں۔ اس کی زندگی شاگردیت کے تقاضوں اور ناکامی کے بعد خدا کی پیروی کرنے کے لئے خدا کے مہیا کردہ فضل کی تصویر پیش کرتی ہے۔ پطرس کی طرح ہمیں بھی توقع کرنی چاہیے کہ ہمارے سفر میں بہت سے موڑ اور اُتار چڑھاؤ آئیں گے تاہم حتمی طور پر ہم درست سمت یعنی مسیح کی طرف ہی جائیں گے۔

۳۔ دیکھیں: متی4:18-20؛ لوقا9:23؛یوحنا13:36؛ 18:15-16؛21:19،23

شاگردیت کا مقصد

شاگرد کی زندگی بامقصد ہوتی ہے۔ یسوع کی پیروی کرنے میں لوگوں کے لئے ''آدم گیر'' ہونا ضروری ہے تاکہ وہ لوگوں کو پکڑیں اور انہیں مسیح یسوع کی خوشخبری سنائیں تاکہ وہ سب بھی اُس پر اِیمان لاکر اُس کے پیچھے ہولیں۔ یسوع نے زمین سے آسمان پر اُٹھائے جانے سے پہلے ایک آخری حکم دیا:

> ''یسوع نے پاس آکر ان سے باتیں کیں اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اِن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔'' (متی 28:18-20)

یسوع نے موثر اور بامقصد خدمت کے لئے ہمیں ایک لائحہ عمل سونپا ہے۔ ہمیں شاگرد بنانا ہیں تاکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ دوسروں کی زندگی میں شامل ہوکر آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے۔ اصل متن یعنی یونانی زبان میں جس طریقے سے اس اہم حکم کو لکھا گیا وہ یہ ظاہر کرتا ہے اِس میں کلیدی حیثیت ''شاگرد بناؤ'' کی ہے۔ اس حکم میں بیان کئے گئے دوسرے کام یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح شاگرد بنائیں: یعنی بشارت کے لئے جائیں، مسیح کی کلیسیا میں اِیمانداروں کو بپتسمہ دیں، اور ان اِیمانداروں کو سکھائیں کہ وہ خود شاگرد بن جائیں۔

جب ہم فرمانبرداری سے یسوع اور اس کی تعلیم کی پیروی کرتے ہیں تو ہم ظاہر کرتے ہیں کہ ہم خدا سے پیار کرتے ہیں اور اس طرح ہم اس کے قریب آتے جائیں گے (یوحنا 14:21)۔ چونکہ ہم خدا

سے محبت کرتے اور مسیح کی پیروی کرتے ہیں تو ہم دوسروں کو بھی پیار کریں گے اور ان کی خدمت کریں گے (یوحنا 13:35)۔ زندگی میں خدا اور دوسروں کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ مقصد نہیں ہے۔

بے شک اِس تا حیات جاری رہنے والے با مقصد سفر میں پہلا قدم یہ ہے کہ ہم شاگرد کی حیثیت سے خود آگے بڑھیں اور ترقی کریں۔ ترقی کے لئے ہم سب سے بڑے وسیلے پر غور کر چکے ہیں جو کہ خدا کا پاک روح ہے جو ہم میں بسا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے پاس دوسرے وسائل بھی ہیں جو ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے کلیسیا ہے جس کی تعلیم، رفاقت عبادت اور خدمت کے مواقع کے ذریعے سے ہماری مدد ہو گی۔ اس کے بعد اچھا تعلیمی مواد ہے کہ جس میں یہ بیان ہو کہ شاگرد ہونے سے کیا مراد ہے، ایسے مواد کو آپ استعمال کر سکتے ہیں۔ اگرچہ میں آپ آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ شاید مسیحی کتب خانوں میں موجود سارا کا سارا مواد فضل کی اِنجیل سے میل نہ کھاتا ہو۔ اسی لئے میں نے ایک عملی کتاب بھی تحریر کی ہے تا کہ لوگوں کی مدد ہو کہ وہ فضل میں مضبوط ہوں، وہ شاگرد کے طور پر ترقی کریں اور دوسروں کو شاگرد بنانے میں ان کی معاونت ہو سکے۔[۴۹] ایک اور وسیلہ یا ذریعہ یہ ہے کہ آپ کسی زیادہ بالغ اور پختہ مسیحی یا گروہ کو تلاش کریں اور ان کے ساتھ وقت گزاریں اور مل کر بائبل کا مطالعہ کریں اور بائبل میں درج باتوں کا اطلاق زندگی پر کرنے پر غور کریں۔ اہم بات یہ ہے کہ ہم آغاز کریں اور اس میں ترقی کریں اور دوسروں تک اس کو پہنچائیں۔

۴۹۔ دیکھیں ڈاکٹر چارلس سی بینگ کی کتاب ''فضل کے خاندان میں زندگی''، یہ کتاب انگریزی اور اُردو میں دستیاب ہے۔ آن لائن پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے آپ کلیر گاسپل کی ویب سائٹ پر جا سکتے ہیں:

http://cleargospelministries.org/books_2.htm

شاگرد کی حیثیت سے یسوع کی پیروی کرنا ایک عہد ہے جو ہر مسیحی کو کرنا چاہیے۔ خدا کے فضل کے تحفے کی تعریف اور ستائش کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم اس میں آگے بڑھیں اور تمام فضل کے خدا کے ساتھ اپنے تعلق میں ترقی کریں۔ بدقسمتی سے بہت دفعہ وہ عہد جو شاگردیت کے ساتھ منسلک ہیں ان کو نجات کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح خدا کے فضل اور یسوع کے کام کو جو اس نے ہمارے لئے کیا ہے نقصان پہنچتا ہے۔ اس قسم کی غلط تفسیر و تشریح سے نہ صرف نجات کی یقین دہانی ممکن نہیں رہتی بلکہ اس سے مسرت اور شادمانی کی زندگی اور آزادی کی بنیاد بھی ختم ہو جاتی ہے جو فضل میں بڑھنے سے آتی ہے۔ شاگردیت کا امکان فضل ہی کا تحفہ ہے۔ جب ہم پاک روح جو ہم میں بستا اور سکونت کرتا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ تعاون کریں گے تو ہم جان لیں گے کہ شاگردیت کے عہد پر قائم رہنا بھی آخر میں خدا کے فضل ہی سے ممکن ہے۔

نظرِ ثانی کے لئے سوالات

۱۔ شاگردیت کا مقصد کیا ہے؟

۲۔ آپ نجات اور شاگردیت میں کس طرح سے فرق کریں گے اور یہ کیوں ضروری ہے؟

۳۔ اس جملے کی وضاحت کریں ''شاگرد پیدا نہیں ہوتے بلکہ بنائے جاتے ہیں''۔

۴ شاگردیت کے تاحیات سفر میں دی گئی شرائط اور شاگرد کے ساتھ ان کے تعلق کو بیان کریں؟

باب 12

ایک نئی آزادی

1870ء کی دہائی کے آخراوائل میں چِن زونگ ہینگ چین کے ملک سے امریکہ آیا تا کہ چین میں موجود اپنے خاندان اور اپنے لئے بہتر زندگی کا بندوبست کرے۔ چین سے امریکہ آنے اور وہاں نوکری تلاش کرنے کے لئے اُس نے جس ایجنٹ کی مدد لی وہ ایک بے اِیمان شخص تھا۔ اُس ایجنٹ نے وعدہ کیا کہ اُسے نہ صرف آزادی بلکہ ایک اچھی نوکری بھی ملے گی ۔لیکن ہوا اِس کے اُلٹ ! کیونکہ نہ تو اُسے آزادی ہی ملی اور نہ ہی اچھی نوکری ۔امریکہ پہنچ کر اُسے پتہ چلا کہ اُسے ریل روڈ بنانے کی بے حد خطرناک اور گندی ترین نوکری کی غلامی ملی ہے اور اُس کی تنخواہ اتنی کم تھی کہ وہ ہمیشہ اپنے مالک کا مقروض رہتا تھا۔کسی نہ کسی طرح سے چِن آزادی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور وہاں سے فرار ہوکر واشنگٹن چلا گیا جہاں اس نے اپنا ذاتی چائنیز ریستورانٹ کھول لیا۔

اِسی عرصے کے دوران دوسری طرف ایک اور کہانی جنم لیتی ہے؛ آٹھ سال کی چوائے کی کہانی جسے ایک دولت مند امریکی چائنیز کو بطور نوکرانی بیچ دیا گیا اور وہ امریکہ پہنچا دی گئی ۔ ایسا سلوک اکثر غریب چائنیز خاندان کی لڑکیوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں اُسے ایک اور چائنیز امریکن کو بیچ دیا گیا اور جلد ہی وہ حاملہ ہوگئی جبکہ اُسے حاملہ ہونے کا مطلب بھی معلوم نہیں تھا۔ اس سے ایک

بیٹا پیدا ہوا جو مر گیا اور اُس کے بعد ایک اور بیٹا پیدا ہوا اور وہ بھی مر گیا۔ کیونکہ اس کا مالک اُس پر بے حد جسمانی تشدد اور گالی گلوچ کرتا تھا۔ سولہ سال کی عمر میں ایک دن وہ دیوار پھاند کر وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو ہی گئی اور آخر کار اِس قید سے رہائی حاصل کر لی اور اپنے تیسرے بیٹے کو اس مالک کے پاس ہی چھوڑ کر بھاگ گئی۔ امریکہ اس کے لئے ایک انوکھا ملک تھا اور اسے انگریزی زبان سے بھی واقفیت نہیں تھی؛ نہ جانے ایسے حالات میں اس نے کس طرح اپنے وجود کو نہ صرف قائم رکھا؛ ایک ایسا راز جو اس نے کبھی بھی کسی پر ظاہر نہیں کیا، بلکہ وہ کسی نہ کسی طرح چِن سے آملی اور اُنہوں نے شادی کر لی ۔ اُن سے ایک بیٹا پیدا ہوا یعنی میرے والد اور اُنہوں نے اُس کا نام رابرٹ رکھا۔ غلامی اور میرے بیچ اسی ایک پُشت یا نسل کی دوری تھی ۔

سخت حالات کے دوران میرے دادا میری دادی اور میرے باپ یعنی اپنے بیٹے کو چھوڑ کر چین واپس چلے گئے ۔ میں نے انہیں کبھی بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی ان سے بات کی ۔ میری دادی نے واشنگٹن ہی میں قیام کیا اور وہاں ایک اِتوار کو چرچ میں سابقہ چائینز مشنری کے کلام کے دوران اِنجیل کا پیغام سنا اور اِیمان لے آئی۔ اس کی آزادی کا یہ سفر مکمل ہو گیا۔ معاشرتی آزادی کی جدوجہد میں میں اُس وارث ہوں لیکن یسوع مسیح کے وسیلے سے میں اُس کی روحانی آزادی سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں۔ اسی لئے میری نظر میں معاشرتی اور روحانی آزادی کی بہت زیادہ قدر ہے۔

مکمل طور پر آزاد

آپ کے نزدیک آزادی کی کیا اہمیت ہے؟ کچھ لوگ شخصی آزادی کو دولت و جائداد سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ کسی ملک کے شہری آزاد زندگی کے لئے موت تک جنگ کر سکتے ہیں۔ لیکن روحانی

آزادی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ایسی شخصی اور سیاسی آزادی کا کیا فائدہ اگر ہم موت یا سزا کے خوف اور گناہ کے روحانی غلام ہیں!

میرے مشاہدے کے مطابق اِس دنیا میں روحانی آزادی کا تجربہ کم لوگوں کو ہی ہوتا ہے۔ کھربوں کی تعداد میں لوگ بے یقینی کے اندھیروں میں قید ہیں اور زندگی اور موت دونوں سے خوف زدہ ہیں۔ وہ ہمیشہ اسی خوف میں رہتے ہیں کہ کہیں ان کے خدا ان سے ناراض نہ ہو جائیں اور وہ اپنے نامعلوم انجام کے خوف میں ہی مر جاتے ہیں۔

مسیحیوں کے ساتھ حالات کچھ بہتر ہیں لیکن اکثر کے حالات اتنے بھی اچھے نہیں ہیں۔ جب کہ ان کے حالات اچھے ہو سکتے ہیں۔ مسیحیوں کو تو ہمیشہ بڑے اعتماد کے ساتھ اُمید میں زندگی بسر کرنی چاہیے۔ لیکن بہت سے لوگ اِس خوف میں زندگی گزارتے ہیں کہ اُن کا خدا اُن سے ناخوش ہے۔ اور گو کہ وہ اِیمان رکھتے ہیں کہ آسمان کی بادشاہی اور ہمیشہ کی زندگی اُن کا مستقبل ہے تو بھی وہ منتشر خیالات اور بے یقینی کا شکار رہتے ہیں۔ وہ یہی سوچتے رہتے ہیں کہ کیا واقعی وہ ''اتنے اچھے'' ہیں کہ وہاں جائیں گے اور اس جگہ کا لطف اُٹھائیں گے۔

وہ شخص جس نے فضل کا تجربہ نہیں کیا اِس روحانی آزادی کو حاصل نہیں کر سکتا، کیونکہ فضل ہمیں آزاد کرتا ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے نجات میں خدا کے فضل کو نہیں جانا ہے وہ روحانی اندھیرے اور قید میں ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو نجات پا چکے ہیں وہ بھی خوف کی قید میں ہو سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے فضل کو بھرپور طور پر نہیں پہچانا ہے۔

فضل ہمیں آزاد کرتا ہے

جس لمحے ہم اِیمان سے یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر لیتے ہیں تو اُس لمحے میں جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے آئیں اُس پر غور کریں:

☆ ہم گناہ کی سزا سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم خدا کے الزام سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم موت کے خوف سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم اَبدیت کے بارے میں اپنی بے یقینی کے خوف سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم اُس احساسِ جرم سے آزاد ہو جاتے ہیں جو گناہ کے سبب سے آتا ہے۔

پھر غور کریں کہ جب ہم اس فضل کی معموری میں آگے بڑھتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔

☆ ہم گناہ کی تابعداری کی قوت سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم خدا کی نظر میں مقبول ہونے کے لئے شریعت کے تقاضوں کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم شیطان کے اس اختیار سے جس میں ہم بندھے تھے، آزاد ہو جاتے ہیں۔

☆ ہم آزاد ہو جاتے ہیں کہ خدا اور دوسروں کی خدمت کریں۔

☆ ہم خدا کے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے آزاد ہو جاتے ہیں۔

جب ہم اِنجیل پر اِیمان لاتے ہیں۔ تو ہم آزاد ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا ہمیں موت سے، ابلیس

سے، غلطی، گناہ کی طاقت اور کئی اور قسم کی اَسیری سے چھڑا لیتا ہے۔ یہ بے حد بدقسمتی کی بات ہے کہ وہ جن کو آزاد کر دیا گیا ہے اِس طرح زندگی گزارتے ہیں جیسے کہ اَب بھی قید میں ہیں۔

آگے بڑھنے کے لئے آزاد

فضل کے وسیلے سے جو آزادی ہمیں ملتی ہے وہ روحانی ترقی کے لئے زرخیز زمین کی طرح ہے۔ خوف کے باعث ہم پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے ہیں اور فکرمندی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک بیٹے اور غلام کے رویے میں بڑا فرق ہے۔ رومیوں 15:8 میں اِیمانداروں کو کہا گیا ہے ’’: کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی روح ملی ہے جس سے ہم اَبّا یعنی اَے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔‘‘ لفظ ’’اَبّا‘‘ باپ کے لئے استعمال ہونے والی اصطلاح ہے جس میں تعظیم اور شفقت موجود ہے۔ جیسے کے ابو، پاپا یا ڈیڈی۔ اس سے خاندانی رشتہ اور جان پہچان کا اظہار ہوتا ہے۔ اَب خدا ہمارا باپ ہے اور ہم اُس کے فرزند۔ ایک کامل باپ اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے؟

ہر باپ کو پتہ ہے کہ چھوٹے بچے گندگی پھیلاتے ہیں، ٹھوکر کھا سکتے ہیں اور گر سکتے ہیں۔ اور وہ یہ بات بھی جانتے ہیں کہ بڑے ہونے اور ترقی کے سفر کے دوران غلط چناؤ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح باپ کی حیثیت سے خدا کاملیت کی توقع نہیں کرتا۔ وہ جانتا ہے کہ ہم ٹھوکر کھائیں گے، گر جائیں گے اور گناہ کریں گے۔ وہ ہم سے بہتر جانتا ہے کہ ترقی اور تقدیس ایک عمل ہے۔ جب ہم گر جاتے ہیں تو خدا ہمیں اپنے خاندان سے نکال نہیں دیتا اور نہ ہی اپنی ولدیت سے انکار کرتا ہے۔ ایک اچھے باپ کی طرح وہ ٹوٹی ہوئی رفاقت کو بحال کرتا ہے۔ ہم سے خطا سرزد ہوگی اور ہم ناکامیوں سے دوچار ہوں

گے لیکن خدا ہمیں ضرور بحال کرے گا؛ لیکن ان سب باتوں کو دہرانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم گناہ کرنے کے بہانہ تلاش کررہے ہیں بلکہ ان باتوں کا مقصد ایک واضح حقیت کو سامنے لانا ہے۔

ایک اچھے باپ کی حیثیت سے خدا نے اپنے فضل کے وسیلے سے ہمیں اپنی رفاقت میں بحالی کا راستہ مہیا کیا ہے۔ اگر ہم گناہ کر بیٹھتے ہیں تو ہمیں اجازت ہے کہ ہم گناہوں کا اِقرار کریں اور اُسکی معافی اور پاکیزگی کو حاصل کریں: ''اگر اپنے گناہوں کا اِقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے'' (ایوحنا1 9:1)۔ ''اقرار کرنا'' کا مطلب ہے کہ ''جیسا ہوا ہے ویسا ہی بیان کرنا'' یا ''متفق ہونا'' یعنی ہم خدا کے ساتھ متفق ہوں کہ ہم غلط تھے۔ اگر ہم خدا کے سامنے اپنے گناہ کا اِقرار کرتے ہیں تو کوئی گناہ اتنا بڑا نہیں ہے کہ ہمیں اُس کی رفاقت سے جدا رکھے۔ وہ ہمیں معاف کرسکتا ہے اور اپنے ساتھ رفاقت میں بحال کرسکتا ہے کیونکہ اُس کا فضل ہمارے تمام گناہوں سے عظیم ہے (رومیوں 20:5)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بڑے اعتماد و سکون سے زندگی بسر کرسکتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ ہمارا باپ ہم سے محبت کرتا اور ہمیں قبول کرتا ہے۔ ہم آزاد ہیں کہ جیسا خدا نے ہمیں تخلیق کیا ہے اسی طرح سے زندگی بسر کریں اور اپنے منفرد انداز میں خدا کی خدمت کریں۔ ہمیں اس خوف زندگی بسر نہیں کرنی ہے کہ خدا انتظار کررہا ہے کہ ہم کوئی گڑبڑ کریں اور وہ ہمیں تباہ کردے۔ اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو وہ ہمیں معاف کرتا اور بحال کرتا ہے۔ اپنی زندگی کے بدترین دور میں بھی ہم جانتے ہیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے ہمارے خلاف نہیں۔ ہمارے بدترین دنوں میں وہ ہمارے ساتھ ہے اور ہماری طرف ہے۔ فضل کی خوشخبری ہمیں آزاد کرتی ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مادر پدر آزاد ہے کیونکہ قطعی طور پر تو کوئی بھی آزاد نہیں ہے۔ تو پھر ہم مسیح میں اپنی آزادی پر عمل درآمد کس طرح کریں؟ اگر آزادی کو قابو میں نہ رکھا جائے تو سب کچھ درہم برہم ہوسکتا ہے۔

آزادی کو گناہ کے لائسنس کے طور پر استعمال کرنا

ایک راستہ جو آزادی کے غلط استعمال کی طرف لے جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آزادی کو گناہ کے لائسنس کے طور پر استعمال کرنا۔خودغرضی اور گناہ کی زندگی بسر کرنے کے لئے یہ فضل کا ناجائز استعمال ہے۔ یہ ایک ایسی بے قید زندگی کی تصویر ہے جو خدا کے حکموں کی حقارت کرتی ہے۔ یہوداہ 4 میں تنبیہ کی گئی ہے کہ: ''یہ بے دین ہیں او ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں اور ہمارے واحد مالک اور خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہیں۔'' بہت سے گروہ اور افراد ایسے بھی ہیں جو یہ سکھاتے ہیں کہ فضل ہر طرح کے گناہ کی آزادی ہے۔

وہ مسیحی جو اس گناہ میں پھنس جاتے ہیں یعنی یہ کہ وہ آزادی کو گناہ کرنے کا پروانہ کہتے ہیں ان کے نزدیک گناہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کی اَبدی نجات کوئی اُن سے چھین نہیں سکتا یا یہ کہ وہ پہلے ہی معافی حاصل کر چکے ہیں؛ وہ بحث کرتے ہیں کہ ''جب میں گناہ کروں گا تو خدا مجھے معاف کردے گا۔'' رومیوں 6:1 اور 6:15 میں بیان کئے گئے اعتراضات کے پیچھے بھی یہی بچگانہ اور کم علمی کا رویہ تھا۔ وہاں یہ سوال تھا کہ ''پس ہم کیا کہیں؟ کیا گناہ کرتے رہیں تاکہ فضل زیادہ ہو؟ یا کہ ہم شریعت کے ماتحت نہیں ہیں؟'' پولس کا جواب ہے کہ ہرگز نہیں! ہم مسیح میں گناہ کے اعتبار سے مر چکے ہیں اور اَب ہمارا ایک مالک ہے: یسوع مسیح؛ جس کی ہمیں خدمت کرنی چاہیے۔ اس طرح رومیوں 6 باب اور دوسرے حوالہ جات میں بھی ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ گناہ کے شدید منفی نتائج نکلتے ہیں۔اَبدی سلامتی کے بارے میں بات چیت کے دوران ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ فضل گناہ کرنے کا لائسنس نہیں ہے۔

وہ لوگ جو تمام احکام کو رد کرتے ہیں انہیں اخلاقی قانون کے منکر کہا جاتا ہے یعنی antinomian (وہ جس کا عقیدہ ہے کہ عیسائی تمام اخلاقی قانون سے آزاد ہیں) جس کا مطلب ہے ''شریعت کا سامنا کرنے والا'' یا ''شریعت کا مخالف''۔ گو کہ یہ سچ ہے کہ ایسے لوگ ہیں جو اس لقب کے حقدار ہیں لیکن جو کچھ میں نے فضل اور مسیحی زندگی کے بارے میں کہا ہے یہ لفظ اس کو بیان نہیں کرتا۔ ہم اِیمان رکھتے ہیں کہ فضل ہمیں پرانے عہد نامہ کی شریعت سے آزاد کرتا ہے کیونکہ شریعت کے تمام تقاضے یسوع مسیح نے ہمارے لئے پورے کر دیئے ہیں۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ نئے عہد نامہ میں احکام موجود ہیں جنھیں ہمیں پورا کرنا ہے۔

مسیح کی تابعداری میں بہت سے حکم ہیں جنھیں ہمیں ماننا ہے، اِس لئے نہیں کہ نجات حاصل کریں بلکہ اِس لئے کہ نجات حاصل کرنے کے بعد اُس میں ترقی کریں۔ اور گو کہ ہم موسوی شریعت کے تابع نہیں ہیں تو بھی نئے عہد نامہ میں ہمارے لئے احکام موجود ہیں کہ ہم اُن کو مانیں اور اُن میں سب سے بڑا یہ ہے کہ ہم خدا سے اور اپنے پڑوسی سے پیار کریں۔ ان دونوں میں گناہ آلودہ رویہ اور خود غرضی کی خدمت کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ مسیحی جو حق سے گناہ کرتا ہے یہ نہیں جانتا کہ وہ کس طرح خدا کے فضل کی اہانت کر رہا ہے اور ایسا عمل اس کی موجودہ زندگی میں تو خدا کے ساتھ اس کی رفاقت کو تباہ کر ہی رہا ہے َابدیت میں بھی اس کے استحقاق ختم ہو جائیں گے اور ساتھ ہی ساتھ وہ خدا کی تنبیہ (چھڑی) کو دعوت دے رہا ہے۔

اگر ان باتوں کو آسان الفاظ میں بیان کریں تو بات کچھ یوں ہے کہ وہ آزادی جو فضل کے وسیلے ملتی ہے اپنی مرضی پوری کرنے کی آزادی نہیں ہے بلکہ خدا کی مرضی کو پورا کرنے کی آزادی ہے۔ اس قسم کی آزادی کو غلط استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے پولس گلتیوں کے اِیمانداروں کو یہ لکھنے پر مجبور ہوا

کہ: ''اے بھائیو! تم آزادی کے لئے بلائے تو گئے ہومگر ایسا نہ ہو کہ وہ آزادی جسمانی باتوں کا موقع بنے بلکہ محبت کی راہ سے ایک دوسرے کی خدمت کرو'' (گلتیوں 13:)۔ جب ہم آزادی کو خدا اور دوسروں کی خدمت کرنے کا ایک موقع سمجھتے ہیں تو ہم بے راہ روی یعنی اس رویے میں نہیں بہہ جائیں گے کہ اب ہمارے پاس گناہ کا لائسنس موجود ہے۔

شریعت پرستی سے آزادی کو دبا دینا

جہاں یہ غلط ہے فضل کا غلط استعمال اس سوچ سے کیا جائے کہ ہمارے پاس لائسنس ہے، آزادی کا پروانہ ہے یا ہر کام کی کھلی چھوٹ ہے لہٰذا جو چاہے سو کریں۔ وہیں شریعت پرستی یا ضابطہ پرستی بھی فضل کے ناجائز استعمال کا سبب ہوسکتی ہے جس میں مسیحیوں کو خدا کی قبولیت اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے موسوی شریعت کے ماتحت لانے کی کوشش کی جاتی ہے یا کسی ایک مصنوی معیار کے تابع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو انسانوں کا بنایا ہوا ہو۔ ایک شریعت پرست شخص کسی مخصوص فہرست کو ماننے پر اصرار کرے گا جس میں ''یہ کرو اور وہ نہ کرو'' کی ایک لمبی لسٹ ہوگی۔ ایسے ہی لوگ گلتیوں اور کلسیوں کی کلیسیا میں موجود تھے جن کو شریعت پرستی کے خلاف تنبیہ کی گئی۔[1] اگر ہمارے دل میں خدا کی حقیقی محبت ہے اور ہم اس کو خوش کرنے کے لئے بائبل کے احکامات کو مانتے ہیں تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہم شریعت پرست اس وقت بنتے ہیں جب ہم ایسے حکموں اور اصولوں کو ماننے پر اصرار کرتے ہیں جو بائبل میں موجود ہی نہیں ہیں یا ہم ان کو اس لئے مانتے ہیں کہ ہم دوسروں اور خدا کے سامنے خود کو اونچا ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال میں ہمارا رویہ اور نیت کلیدی حیثیت کے حامل ہیں۔

۱۔ دیکھیں: گلتیوں 4:9-10؛ 5:1-3؛ کلسیوں 2:16-23

مسیحی دوسروں کے بنائے ہوئے شریعت پرستی کے اصولوں میں آسانی سے پھنس سکتے ہیں۔ اوراس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ غلط قسم کے احساس ندامت یا جھوٹے احساسِ جرم میں پھنس جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر جو دوسروں کی بنائی ہوئی شریعت کے حکموں کی فہرست میں پھنس جاتے ہیں انہیں احساس دلایا جاتا ہے کہ چونکہ وہ بائبل کا فلاں ترجمہ استعمال کرتے ہیں، ان کا پہناوا ایسا ہے، وہ فلاں فلمیں دیکھتے ہیں، یہ والی موسیقی سنتے ہیں اور فلاں کلیسیا میں عبادت کے لئے جاتے ہیں اس لئے وہ روحانی نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس فہرست میں اور بہت سی باتیں شامل ہوسکتی ہیں جن کے بارے میں بائبل میں براہ راست کوئی حکم موجود نہیں ہے۔

شریعت پرست یہ بات جاننے سے قاصر رہتا ہے کہ یسوع نے نہ صرف ہمیں پرانے عہد نامہ کی شریعت سے آزاد کر دیا ہے[۲] بلکہ وہ ہمیں اُن انسانی معیاروں اور تقاضوں سے بھی آزاد کرتا ہے جن کا کلام میں کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔

خدا نے ہمیں اس لئے قبول کیا ہے کیونکہ ہم فضل کے سبب سے اس کے فرزند ہیں نہ کہ اپنی کارکردگی کے باعث اور ہم ہمیشہ اس کے سامنے اس کے فضل کے سبب سے ہی مقبول ٹھہریں گے پس فضل کے باعث محفوظ رہیں گے جب تک ہم اُس کو روبرو نہ دیکھ لیں۔ چونکہ ہر اِیماندار کو فضل کی بنیاد پر قبول کیا گیا ہے اس لئے ہمیں دوسرے اِیمانداروں کو بھی اسی بنیاد پر قبول کرنا ہے۔ بائبل مقدس میں کچھ باتوں کے بارے میں واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا کہ وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں ایسی باتوں اور مسائل کے سلسلے میں یہ اصول کارآمد ہے کہ ہم ایک دوسرے کو فضل کی بنیاد پر قبول کریں (آگے چل کر ہم اس پر بحث کریں گے)۔ شریعت پرست ''فضل سے محروم'' ہیں (گلتیوں 5:4) کیونکہ یہ لوگ اب خد

۲۔ دیکھیں: رومیوں 14:6؛ 7:4-6؛ گلتیوں 13:3؛ 4:4-7

اکے ساتھ اپنے تعلقات کی تکمیل کے لئے اپنی کارکردگی پر بھروسہ کرتے ہیں اور یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ جو معیار انہوں نے اپنی کارکردگی کے لئے طے کیا ہے وہ کاملیت ہے، اگر وہ اس معیار پر پورا نہیں اترتے تو جو بھی اُن کا معیار ہے وہ اس معیار کے تحت مجرم ٹھہرائے جائیں گے۔

وہ جو شریعت کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں، جو شریعت پر عمل کرتے ہیں اور وہ جو خود کو شریعت کے ماتحت کر دیتے ہیں۔ یہ سبھی عموماً غمزدہ، بے چارگی کی حالت میں اور مصیبت زدہ ہوتے ہیں۔ وہ بیرونی طور پر تو خود کو نیک کام کرنے والوں کی مانند ڈھال لیتے ہیں تاہم اندرونی طور پر اُن میں کوئی حقیقی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔ وہ مسلسل اِس دباؤ کا شکار رہتے ہیں کہ کس طرح غضب ناک خدا اور نکتہ چین لوگوں کو خوش کریں۔ اور اکثر اس کا نتیجہ ڈپریشن، ہمت ہارنے یا برگشتگی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اگر آپ خود کو اس شریعت پرستی کے دباؤ میں دیکھتے ہیں تو جتنا جلد ممکن ہو وہاں سے بھاگ جائیں!

صرف یسوع مسیح کا کیا گیا کامل کام ہی خدا کے نزدیک مقبول ہے۔ اور اِسی لئے وہ مسیحی جو اُس پُر فضل کام کو اِیمان سے قبول کرتے ہیں خدا کے حضور مقبول ہیں۔ خدا کو خوش کرنے اور شریعت کے معیار کے مطابق زندگی گزارنے کا واحد طریقہ اور ذریعہ محبت ہے۔

محبت کے ذریعے آزادی کا درست استعمال کرنا

آزادی کے لائسنس اور شریعت پرستی کی انتہا کے درمیان توازن کرنے کا واحد ذریعہ محبت ہے۔ جب ہم خدا اور دوسروں انسانوں سے محبت کرتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم گناہ میں زندگی بسر نہیں کرتے اور نہ ہی ہم مصنوعی تقاضوں کی ماتحتی کرتے ہیں۔ محبت ہمیں لگام دینے کا وسیلہ بنے گی

اور اسی کے سبب سے ہماری آزادی کا جائز اور بہتر استعمال ممکن ہوگا۔

(گلتیوں 5:13-14) کے مطابق ہمیں اپنی آزادی کو محبت میں استعمال کرنا چاہیے تاکہ لائسنس اور شریعت پرستی کی انتہا کو نظرانداز کریں۔

جب کسی نے یسوع سے سب سے بڑے حکم کے بارے میں پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ:

''خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اِس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ انہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔''

یسوع یہ جانتے تھے کہ اگر ایک مرد یا عورت خدا سے محبت رکھے گا تو وہ شخص خدا کو خوش کرے گا اور دوسروں سے پیار کرے گا۔ ''اپنے پڑوسی سے محبت کرو'' ایسا حکم نہیں جس کی حیثیت دوسرے درجے کی ہے بلکہ یہ حکم پہلے کے بعد اس طرح سے آتا ہے کہ پہلے سے جدا نہیں ہوسکتا۔ جیسے قینچی کے دو پلے یا ایک پاجامے کے دو پاؤں ہوتے ہیں۔ پرانے عہد نامہ اور نئے عہد نامہ کی تمام اِخلاقی تعلیم اُس وقت پوری ہوجاتی ہے جب ہم خدا اور دوسرے لوگوں سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ سمجھ سکتے

ہیں کہ کیوں کسی نے کہا: ''اپنے سارے دل سے خدا سے محبت کرو اور پھر جو چاہے سو کرو۔''

کبھی کبھار ہم اپنی آزادی کو اس طرح استعمال کرتے ہیں کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہم محبت کے قاعدے سے نہیں چلتے۔ بے شک بہت سے گناہ جو ہم کرتے ہیں وہ دوسروں کی تکلیف کا باعث ہیں، اِن میں مسیحی اور غیر مسیحی دونوں شامل ہیں۔ گو کہ سب لوگوں سے پیار کرنا مشکل ہے۔ متی 44:5 میں یسوع کے الفاظ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے وِل راجرز نے ایک دفعہ کہا کہ: ''بائبل میں لکھا ہے کہ، اپنے دشمنوں سے محبت رکھو لیکن آپ اس اصول کو اپنے دوستوں پر کیوں لاگو نہیں کرتے!''

مسیحیوں کو یہ بھی سیکھنا چاہیے کہ وہ اپنی اس آزادی کا اظہار دوسرے مسیحیوں کے سامنے بھی کریں خصوصاً ان کے سامنے جن کے ساتھ ہم مختلف باتوں پر اتفاق نہیں کرتے (یعنی ایسے معاملات جن کے بارے میں بائبل مقدس خاموش ہے)۔ ہم ان مبہم معاملات کو'' قابلِ جرح معاملات'' کہتے ہیں (یعنی وہ معاملات جن کے بارے میں بائبل تو خاموش ہے لیکن ہم آپس میں بات چیت کر کے خود کسی نیتجہ پر پہنچ سکتے ہیں)۔ مثال کے طور پر مسیحی الکوحل سے بھر پور مشروبات، فلموں، دِنوں اور عیدوں کے بارے اور ان کے منانے کے بارے میں مختلف خیال رکھ سکتے ہیں۔ یہ ایسے معاملات ہیں جو متنازع ہیں۔ ان میں سے کسی بھی ایک عمل پر کوئی مسیحی صاف ضمیر کے ساتھ چل سکتا ہے! اس اِیمان کے ساتھ کہ یہ اِس آزادی کا حصہ ہے جو اُسے مسیح کے فضل میں حاصل ہے۔ لیکن کسی دوسرے اِیماندا کے نزدیک ان میں سے کچھ کام کرنا گناہ کرنے کے مترداف ہو سکتے ہیں۔ تو یہ دونوں قسم کے اِیماندار آپس میں کس طرح ایک ساتھ چل سکتے ہیں؟

چند اصول ایسے ہیں جن پر عمل کر کے ہم اپنی آزادی سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں

کو بھی ان کی آزادی میں خوشی کرنے کا موقع دے سکتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اصول اس لمبی بحث سے نکلے ہیں جو رومیوں 14 باب میں درج ہے۔

☆ ہمیں ان لوگوں کو قبول کرنا ہے جو قابلِ جرح معاملات پر ہم سے مختلف آراء رکھتے ہیں کیونکہ خدا نے انہیں قبول کیا ہے (14:1-3)۔

☆ ہمیں ان معاملات کے سلسلے میں کسی دوسرے اِیماندر کی عدالت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ہم اُس اِیماندار کے جج نہیں ہیں (14:3-4)۔

☆ خدا کو خوش کرنے کے لئے ہر اِیماندار کی اپنی قائلیت اور سوچ ہے اور ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے (14:5-8)۔

☆ ہم اپنی زندگی میں جو فیصلہ جات کرتے ہیں ہمیں اُن کا حساب دینے کی زیادہ فکر کرنی چاہیے (14:10-12)۔

☆ ہمیں ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو دوسرے اِیمانداروں کو گناہ کی طرف لے جائے (14:13-23)۔

☆ ہمیں دوسروں کی خوشی کو اپنی ترجیحات پر فوقیت دینی چاہیے (15:1-7)۔

مزید یہ کہ ۱ کرنتھیوں 8 تا 10 ابواب میں جو بحث کی گئی ہے۔ اس بحث کے نتیجے سے ہم چار سوالات پوچھ سکتے ہیں تاکہ ان قابلِ جرح معاملات کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں فیصلہ کرنا آسان ہو جائے۔

۱۔ کیا یہ عمل مجھے اپنا غلام بنا رہا ہے یا اِس عمل سے میری ترقی ہو رہی ہے؟

(۱ کرنتھیوں23:10;12:6)

۲۔کیااس عمل سے دوسرے اِیمانداروں کی مدد ہورہی ہے یا اِن کونقصان ہورہا ہے؟(۱ کرنتھیوں 29-24:10)

۳۔کیااس عمل سے خداکوجلال مل رہاہے؟(۱ کرنتھیوں31-30:10)

۴۔کیا اِس عمل سے دوسرے اِیمانداروں کے سامنے میری گواہی مضبوط ہورہی ہے یا اِسے نقصان پہنچ رہاہے؟(۱ کرنتھیوں33-32:10)

مختصراً یہ کہ ہماری آزادی محبت سے کنٹرول میں رہے گی۔ جب پولس نے گلتیوں کونصیحت کی (14-13:5)تو وہ یسوع کے الفاظ یادکررہاتھا:''اے بھائیو!تم آزادی کے لئے بلائے تو گئے ہو مگرایسا نہ ہوکہ یہ آزادی جسمانی باتوں کا موقع بنے بلکہ محبت کی راہ سے ایک دوسرے کی خدمت کرو۔کیونکہ ساری شریعت پرایک ہی بات سے پوراعمل ہوجاتاہےیعنی اس سے کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنی مانندمحبت رکھ۔'' پولس یہاں بیان کرتا ہے کہ محبت کرنا روح میں چلنے سے ممکن ہے کیونکہ پاک روح ہماری زندگیوں کو اپنے کنٹرول میں رکھے گا(گلتیوں 20-15:5)۔اورروح کا پہلا پھل محبت ہے(گلتیوں22:5)۔

ایسی آزادی جس کے لئے جنگ بھی جائز ہے

میں اُمیدکرتاہوں کہ اب تک آپ اس قابل ہوگئے ہیں کہ خداکے بہت عظیم فضل اوراس کی دی ہوئی آزادی کی درست تعریف کرسکتے ہیں تو یقیناآپ کو اِس کی قیمت کا اندازہ ہوگیاہوگا۔یعنی اگراس آزادی کوحاصل کرنے کے لئے جنگ بھی کرنا پڑے تو کریں گے۔ یہ کوئی بے رحم اورجسمانی جنگ کی

بات نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ آپ فضل کی آزادی کی حفاظت کریں۔ خدا کے کلام سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پولس جب کبھی اور جہاں کہیں بھی اس فضل کی خوشخبری کی منادی کرتا تھا۔ وہاں ایسے لوگ موجود ہوتے جو اس کلام کی مخالفت کرتے اور لوگوں کو دوبارہ غلامی میں لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔ پس وہ گلتیوں کی کلیسیا کے اِیمانداروں کو سرزنش کرتا ہے کیونکہ وہ خدا کے فضل کی مخالفت کرنے والوں سے قائل ہو گئے تھے: ''مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے پس قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جتو۔'' (گلتیوں 1:5)

یہ آسان ہے کہ ہم اس سسٹم میں واپس چلے جائیں جہاں اپنی کارکردگی سے خدا کو خوش کیا جاتا ہے یا دوسروں کو اجازت دیں کہ وہ اپنے جھوٹے روحانی معیار سے ہمارے اندر جھوٹا احساسِ جرم پیدا کریں۔ لیکن اگر ہم پولس کی بات کو آسان زبان میں بیان کریں تو کچھ یوں کہنا چاہیے کہ'' کچھ مت کرو، بس کھڑے ہو جاؤ!'' فضل میں ثابت قدم رہو۔ یاد رکھو کہ خدا نے تمہاری آزادی کے لئے ایک بڑی قیمت اَدا کی ہے۔ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا یسوع مسیح دے دیا: ''کیونکہ تم جانتے ہو کہ ۔۔۔ تمہاری خلاصی فانی چیزوں سے نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے۔'' (ا پطرس 1:18-19)

ہمیں اس قیمتی خوش خبری کو اس فخریہ رویے سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے کہ ہم بھی کچھ کر سکتے اور اس میں اپنی کاوشوں کو شامل کر سکتے ہیں۔ ہم خدا کے نجات کے تحفے اور غیر مشروط قبولیت میں کچھ شامل نہیں سکتے۔ یہ صرف فضل اور فقط فضل کے باعث ہے کہ ہم بچ گئے اور اسی کے وسیلہ ہم اپنی نجات کو جان سکتے ہیں اور یہ کہ ہم اَبد تک سلامت رہیں گے اور یہ کہ خدا کی پسندیدہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ فضل کے وسیلے جو مقام آپ کو بخشا گیا ہے اس کو کبھی مت چھوڑیں!

’’پس اَے میرے فرزند! تو اس فضل سے جو مسیح یسوع میں ہے مضبوط بن‘‘(۲ تمتھیس 1:2)۔

اس کے برعکس اپنی جگہ اور مقام کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور اس میں قائم رہیں: ’’بلکہ ہمارے خداوند اور منجی یسوع مسیح کے فضل اور عرفان میں بڑھتے جاؤ۔ اُس کی تمجید اَب بھی ہو اور اَبد تک ہوتی رہے۔آمین۔‘‘(۲ پطرس 18:3)

نظرثانی کے لئے سوالات

۱۔فضل ہمیں کس کی قید سے آزاد کرتا ہے اور فضل ہمیں کیا کرنے کے لئے آزاد کرتا ہے؟

۲۔فضل اور گناہ کرنے کے لائسنس کی طرف ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟

۳۔کیوں شریعت پرستی فضل کی دشمن ہے؟

۴۔محبت کس طرح فضل کے ماتحت ہماری آزادی کو کنٹرول کرتی ہے؟

باب13

فضل کے تحفے کی منادی کرنا

جب ہمارا سامنا پیغام اِنجیل کی معرفت فضل سے ہوتا اور ہم اس حیات بخش اور زندگی کو بدل دینے والے تحفے کی جانب غور کرتے ہیں تو فطری طور پر ہمارے اندر یہ احساس اور خواہش جنم لیتی ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ اِس خوش خبری کو بانٹیں یا دوسروں کو اِس تحفے کے بارے میں بتائیں۔ کتاب کے اِس آخری باب میں ہم اس بات پر غور کریں گے کہ پیغام اِنجیل کو پیش کرتے ہوئے ہمیں یہ بات اپنے ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہم اِسے بالکل سادہ اور واضح کر کے پیش کریں اور لوگوں کو یہ بات ضرور باور کروائیں کہ یہ بالکل مفت تحفہ ہے۔[1]

فضل کے تحفے کی خوش خبری کو سادگی سے پیش کرنا چاہیے

ایک دفعہ جب مجھے ایک بشارتی عبادت میں منادی کی دعوت دی گئی تو عبادت سے پہلے انتظام کرنے

ا۔ اس باب کا ذیادہ تر مواد ڈاکٹر چارلس سی بینگ کی کتابچہ ''How to share the Gospel Clearly'' سے لیا گیا ہے۔ انگریزی زبان میں یہ www.gracelife.org سے مِل سکتا ہے۔

والے پاسبان نے مجھے ایک عزیز خاتون سے ملوایا۔ مجھ سے ملوانے اور بات کروانے سے پہلے وہ اس خاتون سے بات کر چکا تھا لیکن اُس کی نجات کے بارے میں پریشان اور ابہام کا شکار تھا کہ کیا وہ واقعی نجات پا چکی ہے۔ اُس نے مجھے اُس عورت کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا۔ لہٰذا میں نے اپنی معلومات کے لئے کچھ سوالات کئے تا کہ تشخیص کر سکوں کہ مسئلہ کیا ہے۔ بات چیت کے دوران میں اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ اِنجیل کے پیغام کو حقیقی طور پر سمجھتی ہی نہیں ہے پس میں نے جتنا ممکن ہو سکا اتنا سادگی سے اِنجیل کا پیغام اس کے سامنے بیان کیا اور پھر اِس کے بعد اُسے یسوع پر اِیمان لانے کی دعوت دی۔

جب ہم پاسبان کو یہ خوش خبری سنانے کے لئے واپس آئے تو اس عورت نے پاسبان کی طرف دیکھتے ہوئے تلخی آمیز لہجے میں کہا: ''تم نے مجھے یہ پیغام آسان الفاظ میں (یا سادگی سے) کیوں پیش نہیں کیا!'' اس وقت یہ بات سن کر مجھے بہت شرمندگی ہوئی اور پاسبان کو بھی اور یہ کہنا مشکل ہے کہ کون زیادہ شرمندہ ہوا۔ میں یا وہ پاسبان جس نے ابھی ابھی سیمنری سے اپنی ڈگری مکمل کی تھی۔ وہ ایک ''ماسٹر آف تھیالوجی!'' تھا لیکن بات چیت میں سادہ اور واضح ہونے کے لئے تعلیمی اَسناد گارنٹی نہیں ہیں۔

کلسیوں 4:4 میں پولس دُعا کی درخواست کرتا ہے اور کہتا کہ جب میں اِنجیل سناؤں تو: ''۔۔۔اُسے ایسا ظاہر کروں جیسا مجھے کرنا لازم ہے۔'' کچھ انگریزی تراجم میں ''واضح'' یا ''واضح طور پر'' کے اضافے کو ترجیح دی گئی ہے، تا کہ یونانی مفہوم واضح ہو۔ ایک مفسر نے اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے: ''کہ میں اس کی اشاعت ایسے الفاظ میں کھلے طور پر کروں جیسا کہ بیان کرنا مجھے لازم ہے۔'' پولس اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکا تھا کہ اِنجیل میں آسانی سے تحریف کی جا سکتی ہے۔ وہ اِنجیل کو واضح

طو پر بیان کرنا چاہتا تھا۔ پولس نے اِس آیت میں جو لفظ استعمال کیا ہے اُس میں یہ خیال شامل ہے ''آشکارا کرنا'' (یعنی اندیکھی چیز کو ظاہر کرنا) اور یہ خیال جس لفظ سے لیا گیا ہے اُس کا مطلب ہے ''ظاہر کرنا'' یا ''روشن کرنا''۔ اِنجیل سنانے والے کا کام ہے کہ پیغام پر روشنی ڈالے یا اس کو واضح کرے، نہ کہ اُسے دھندلا یا مبہم کر کے پیش کرے۔

جب اِنجیل کے پیغام کو زیادہ واضح طور پر پیش کیا جائے گا تو خدا اِس پیغام کے وسیلے سے زیادہ لوگوں کو بچا سکتا ہے بانسبت ایک ایسے پیغام کے جو مبہم، الجھا ہوا اور پیچیدہ ہو۔ اِنجیل کو واضح طور پر بیان کرنے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ یہ زیادہ اثر انگیز ہوگا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اِس پیغام کے وسیلے مسیحی زندگی کے آغاز ہی میں لوگوں کو مضبوط بنیاد فراہم ہو جائے گی جس پر ایک مضبوط عمارت تعمیر ہو سکے گی۔ آئیں ہم ان عناصر پر غور کریں گے جو اِنجیل کی گواہی کو واضح بیان کرنے میں مدد فراہم کر سکتے ہیں۔

واضح مواد

نجات پانے کے لئے ایک شخص کو کس چیز یا کن باتوں پر اِیمان لانا ہے؟ میں نے بہت سی باتیں سنی ہیں جیسے کہ ''خدا پر اِیمان لاؤ'' اور ''دس احکام پر اِیمان لاؤ'' (یا ''پہاڑی واعظ پر اِیمان لاؤ'') یا یہ کہ ''فقط یسوع پر اِیمان لائیں کہ وہ آپ سے پیار کرتا ہے''۔

تاہم اِنجیل کے پیغام کے عناصر کیا ہیں اور ہم کس طرح واضح طور پر انہیں پیش کر سکتے ہیں؟

پولس سے زیادہ واضح طور پر اِنجیل کے پیغام کو کسی نے بھی پیش نہیں کیا۔ ا کرنتھیوں 15 باب میں

پولس اِس اِنجیل کے بارے میں کرنتھیوں کو یاد دلاتا ہے جس کی اُس نے اُن کے درمیان منادی کی اور جس کو انہوں نے حاصل کیا اور جس کے وسیلے سے وہ نجات پا گئے (15:1-2)۔ یہ وہ پیغام تھا جو پولس کو شخصی طور پر خدا سے ملا تھا (15:3 کا موازنہ گلتیوں 1:1-12 کے حوالہ سے کریں)۔

ا کرنتھیوں 15:4-5 میں ہم اِنجیل کے دو عظیم دعوؤں اور اِن کو مضبوط کرنے کے لئے دی گئی دو شہادتوں کو دیکھتے ہیں۔ ہم ان آیات کی تصویر کشی کچھ یوں کر سکتے ہیں: ان عناصر کو ہمارے پیغام انجیل کے مواد کا حصہ ہونا چاہیے اور ہمیں بڑے واضح انداز سے انہیں بیان کرنا چاہیے۔

مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مؤا	ا۔ پہلا دعویٰ	کتابِ مقدس کے مطابق	بائبلی شہادت
		دفن ہوا	طبعی شہادت
وہ جی اُٹھا	۲۔ دوسرا دعویٰ	کتابِ مقدس کے مطابق	بائبلی شہادت
		دکھائی دیا	طبعی شہادت

اپنے دعوؤں کی شہادت کو اِکھٹا کرنے کے دوران کسی بھی اچھے وکیل کی طرح وہ اپنے کیس کی جرح کر رہا ہے۔ ذیل میں مندرجہ بالا بیانات کی مختصر تشریح پیش کی جا رہی ہے:

مسیح ہمارے گناہوں کے لئے مؤا: اس دعوے میں بیان کردہ ''مسیح'' کا تصور ہو سکتا ہے کہ کرنتھس کے اِن لوگوں کو پورے طور پر سمجھ میں نہ آیا ہو جو یہ خط پڑھ رہے تھے تاہم دو باتیں، ایک تو ''مسح کیا ہوا'' کا مفہوم اور دوسری بات ''گناہوں کی قربانی کے لئے اُس کا جان دینا'' اُسے الٰہی

پیغمبر کے طور پیش کرتی ہیں۔ وہ ''ہمارے گناہوں کے لئے مؤا'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہم گناہ گار ہیں جنھیں معافی کی ضرورت ہے۔ لفظ ''کے لئے'' اس خیال کا ظاہر کرتا ہے کہ ''کسی کی خاطر''، یعنی ہمارے گناہوں نبٹنے کے لئے اُس نے ایسا کیا۔

کتابِ مقدس کے مطابق: پرانے عہد نامہ کے حوالہ جات میں خدا کے مسیح کے دکھوں کی تصویر کشی یا نبوت کی گئی ہے۔[۲]

اور دفن ہوا: یہ بیان یسوع کی موت کے سرٹیفیکٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ پڑھنے والوں کو اُن عینی شاہدوں کی یاد دلاتا ہے جو اُس کی موت کے وقت موجود تھے۔ اس ضمن میں استعمال کی جانے والی یہ ایک بہترین شہادت ہے۔ صرف مردہ لوگوں کو ہی دفن کیا جاتا ہے۔ مسیح کی موت گواہ بے شمار تھے جن میں وہ سپاہی بھی شامل ہے جو اُس کی ٹانگیں توڑنے کے لئے بھیجا گیا۔ دوسرے گواہوں میں ارمتیاہ کا یوسف ہے جس نے اپنی قبر پیش کی اور اس کے بدن کو دفنایا اور اس کی موت کے وقت نیکدیمس اور بہت سی عورتیں بھی موجود تھیں۔

وہ جی اُٹھا: دوسرا دعویٰ مسیح کے مردوں میں سے جی اُٹھنے کی تصدیق کرتا ہے۔ جس سے یہ بات واضح اور پورے طور پر ظاہر ہے کہ خدا نے یسوع کی قربانی کو قبول کر لیا ہے۔ ایک مردہ شخص کسی کو بھی نہیں بچا سکتا۔ نجات دہندہ کو ضروری طور پر زندہ ہونا چاہیے، اُسی وقت وہ نجات دے سکتا ہے اور اس کے اثرات ہم پر ہو سکتے ہیں۔

کتابِ مقدس کے مطابق: پرانے عہد نامہ میں مسیح کے جی اُٹھنے کے بارے میں حوالا جات کی

۲۔ دیکھیں خروج 12 باب؛ احبار 16 باب؛ زبور 22؛110؛ یسعیاہ 52-55، خصوصاً 53:4-6

تلاش کچھ مشکل ہے۔ تاہم اگر غور کریں تو پرانے عہد نامہ میں اُسکے جی اٹھنے کا ذکر موجود ہے واضح اور ظاہر طور پر بھی اور مخفی اور پوشیدہ طور پر بھی (زبور 16:8-11; 110:1)۔ پرانے عہد نامہ میں جب بھی مسیحی کے دکھوں اور موت کا ذکر کیا گیا ہے تو اِس کے بعد اکثر اس کی بادشاہی کا اعلان ہے (یسعیاہ 53 باب)، یہ اس بات کی دلیل ہے اور اس سے یہی مراد لی جاتی ہے کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔

اور دکھائی دیا: پولس اُن گواہوں کے نام کی فہرست پیش کرتا ہے جنہوں نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اِس فہرست میں رسول، عزّت دار اور محترم اشخاص اور پانچ ہزار کا ہجوم اور وہ بھی خود شامل ہے (ا کرنتھیوں 15:5-8)۔

ایک واضح شرط

اس بات کو سمجھانے کے لئے میں اپنی زندگی کے ایک تجربے کو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ہوا یوں کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ اپنے کے دیگر پاسبانوں کے ساتھ متحد ہو کر کام کرنے میں فائدہ ہے اور جیسے ہی میں نے خود کو اس بات کے لئے قائل کیا اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا تو اسی وقت انہوں نے علاقے میں ایک بشارتی سروے کروانے کا فیصلہ کیا۔ پاسبانوں کی ایک سب کمیٹی نے ایک مختصر بشارتی کتابچہ (ٹریکٹ) کو ڈیزائن کیا جو ہمیں علاقے میں موجود ہر گھر کے دروازے پر جا کر تقسیم کرنا تھا۔ اس ٹریکٹ میں یہ بیان کیا گیا کہ یسوع پر بطور نجات دہندہ کے اِیمان لانا چاہیے (آمین!)۔ میرا خیال ہے کہ یہ مدنظر رکھتے ہوئے کہ کوئی بات رہ نہ جائے، اس میں اور بھی بہت سے نکات کا احاطہ کیا گیا تھا۔ مگر وہ سب دروازے پر کھڑے شخص کو چند منٹوں میں سمجھانا بے حد

مشکل کام تھا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص جس کو ہم ٹریکٹ میں لکھی باتیں سمجھا رہے ہیں اس کا دھیان کسی ٹی وی ڈرامے کی طرف ہو اور وہ چاہتا ہو کہ جلدی جلدی اندر جائے تاکہ اس کا ڈرامہ خراب نہ ہو۔ جب کہ اس ٹریکٹ میں جو فہرست دی گئی تھی، اس میں یہ باتیں شامل تھیں کہ اُس شخص کو: اپنے گناہوں کا اِقرار کرنا ضروری ہے، خداوند کے نام کا پکارنا ہے، اپنے دِل کا دروازہ کھولنا ہے، یسوع کو بطور خداوند اور نجات دہندہ کے قبول کرنا ہے اور یسوع کو اپنی زندگی کے تخت پر بٹھانا ہے۔

اگرچہ زیادہ تر خیالات اور اصطلاحات غیر بائبلی ہیں، تاہم زبان اور اصطلاحات کا غیر بائبلی ہونا ہی ایک مسئلہ نہیں، اس سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ یہ سبھی کچھ انتہائی الجھا ہوا، ناقابلِ فہم اور مبہم تھا۔ اور چونکہ پاسبانوں کا وہ اتحاد ہمارے چرچ کو دوسرا مواد استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے رہا تھا اس لئے مجھے متحدہ بشارت کے اپنے اِس پہلے مشن کو خیر باد کہنا پڑا۔

جیسا کہ ہم اس کتاب میں پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ فضل کی خوش خبری کا مطلب ہے کہ نجات کے لئے واحد شرط ''فقط اِیمان اور صرف یسوع پر اِیمان ہے''۔ تاہم جب خوشخبری سنانے کی بات آتی ہے تو یہ وہ مقام ہے جہاں زیادہ تر خوش خبری سنانے والے ہوا میں اُڑنے لگتے ہیں۔ آئیں نجات کی شرط کی وضاحت کے دوران استعمال ہونے والی زبان کا جائزہ لیں۔

یسوع کو اپنے دل میں آنے کی دعوت دیں: یہ بالکل سچ ہے کہ ساری دنیا میں دل کو ہماری شخصیت اور ذات کا مرکز مانا جاتا ہے۔ لیکن اگر اس جملے پر غور کریں تو یہ بات تو کہیں بھی نظر نہیں آتی کہ یسوع پر بھروسہ کرنا ہے جس نے ہماری خاطر اپنی جان دی۔ اور کیا یہ کسی بچے کے لئے پریشان کن نہ ہوگا جو اس بات کو جسمانی نظریے سے سمجھتا ہے نہ کہ محاورتاً۔ جیمس ڈابسن نے اسی بات کو ریڈیو نشریات کے دوران اس مثال سے سمجھانے کی کوشش کی۔ جس میں اس نے یہ کہانی سنائی

کہ: ایک ماں اپنی بیٹی کے ساتھ کار میں کہیں جا رہی تھی اور وہ اپنی بیٹی کو یسوع کو دل میں دعوت دینے کا مطلب سمجھا رہی تھی۔ اُس چھوٹی بچی نے جھک کر اپنی ماں کے سینے پر سر رکھا اور کان لگا کر کچھ سننے کی کوشش کرنے لگی۔ اور اُس نے ماں سے کہا ''میں آپ کے دل میں یسوع کی آواز سن رہی ہوں'' اُس کی ماں نے کہا ''تمہیں کیا سنائی دے رہا ہے؟'' بچی کا جواب تھا ''ایسا لگ رہا ہے کہ وہ چائے بنا رہے ہیں۔''

اپنا دل (یا زندگی) خدا کو دیں: ہیلووین (Halloween) ایک امریکی تہوار ہے جس میں بچے بھوتوں اور چڑیلوں کے بھیس میں اپنے پڑوسیوں کے گھروں میں جاتے اور تحائف جمع کرتے ہیں۔ اِن تحائف میں ٹافیاں سرفہرست ہے۔ اِس تہوار کی نسبت سے اِنجیل کی بشارت کی غرض سے ایک اشتہار بنایا گیا اور اِس کے آخر میں یہ جملہ تھا: ''آپ کے تحفے کا بے حد شکریہ، لیکن میرے لئے آپ کی طرف سے بہترین تحفہ یہ ہوگا کہ آپ اپنا دِل یسوع کو دیں'' واہ! ہیلووین کے تہوار کے لئے کیا ہی مناسب جملہ ہے! اگر کسی بچے کو کہا جائے کہ وہ اپنا دل یسوع کو دے دے تو وہ سوچے گا یہ کسی ڈراونی فلم کا کوئی سین ہے۔ اب سوچیں کہ اگر یہی دعوت کسی معصوم بچے کو دی جائے تو جب وہ اِس دعوت کو پڑھے گا تو کیا سوچے گا؟! ایک مبشر نے بتایا کہ جب ایک بچے کو کہا گیا کہ اپنا دِل خدا کو دیں تو اس نے سسکیوں سے رونا شروع کر دیا اور کہا: ''اگر میں اپنا دل خدا کو دے دوں گا تو میں زندہ کیسے رہوں گا؟'' نجات پانے میں اصل خیال اور مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم اُسے کیا دیتے ہیں بلکہ یہ کہ وہ ہمیں کیا دیتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی یسوع کی ہے جو وہ ہمیں دیتا ہے (ا یوحنا 5:11)۔

مسیح کو اپنی زندگی میں دعوت دینا: یسوع کو دعوت دینے کا یہ طریقہ یقیناً ایک با اَدب طریقہ ہے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا ہے چاہیے کہ یہ خداوند ہے جو ہمیں دعوت دیتا ہے۔ اس جملے کو ایک ہدایت کی

صورت میں بھی پیش کیا جاتا ہے: ''اپنے دِل کا دروازہ کھولو۔'' جس کی بنیاد مکاشفہ 20:3 کو بنایا جاتا ہے۔ میں بھی اس آیت کو بہت استعمال کیا کرتا تھا، مگر اَب میں جان چکا ہوں کہ یہ دعوت لودیکیہ کی پوری کلیسیا (کلیسیا یعنی ایمانداروں کا گروہ) کو دی گئی تھی اور یہ نجات کی دعوت نہیں تھی بلکہ خداوند کے ساتھ رفاقت کی دعوت تھی۔ پھر جب آپ اس مثال سے کسی بچے کو پیغام انجیل سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ مشکل میں پڑ سکتے ہیں کیونکہ اُس کے ذہن میں اس قسم کے سوالات جنم لے سکتے ہیں: دل کا دروازہ کہاں ہے؟ اُس دروازے کی کنڈی کہاں ہے؟ اگر اُسے یہ ساری باتیں سمجھ میں آ بھی جائیں تو بھی وہ یہ کبھی نہیں جان پائے گا کہ یسوع پر اِیمان لانے کا اصل مطلب کیا ہے۔ یہاں تک کہ بالغ لوگوں کو بھی یہ بات سمجھنے میں دشواری ہوگی۔

مسیح کو نجات دہندہ کے طور پر قبول کرنا: میں اِس دعوت کے طریقہ کار پر نکتہ چینی کرنے سے گھبراتا ہوں۔ اور بعض اوقات خود بھی اسے استعمال کرتا ہوں اگرچہ کوشش کرتا ہوں کہ اس دعوت کو زیادہ استعمال نہ کروں ۔ مسیح کو قبول کرنے کے کچھ بائبلی شواہد موجود ہیں۔ یوحنا 1:11-12 اور کلیسوں 2:6۔ گو کہ ان دونوں جگہوں پر اس جملے کا استعمال صیغہ ء ماضی میں ہوا ہے۔ اِس بات کو اِیمان کے نتیجہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے یعنی جب ہم اِیمان لے آتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم مسیح کو قبول کرتے ہیں۔ یعنی جب ہم اِیمان لاتے یا اعتقاد رکھتے ہیں تو اُسی وقت مسیح کو پالیتے ہیں یا وہ ہمارے ساتھ رہنے کے لئے آجاتا ہے۔ مزید یہ کہ اِن دونوں حوالہ جات کے سیاق وسباق میں اِیمان کو نجات کی شرط کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مسیح کو قبول کرنا یہی بات ہے۔ لیکن اس کو نئے عہدنامہ میں مسیح پر اِیمان لانے کے لئے استعمال نہیں کیا گیا۔

مسیح کو خداوند اور نجات دہندہ بنانا: ہمیں اِس بات پر بحث کی کوشش ہی نہیں کریں گے

کیونکہ خدا سے تو یہ ممکن ہے تا ہم کوئی انسان ایسا نہیں کرسکتا، بائبل بیان کرتی ہے کہ خدا باپ نے ''اُسی یسوع کو۔۔۔۔۔خداوند بھی کیا اور مسیح بھی'' (اعمال 36:2)۔ بے شک یسوع ہی خداوند ہے! چاہے ہم اُسے خداوند کے طور پر قبول کریں یا نہ کریں۔ وہ خداوند ہے۔

مسیح کو اپنی زندگی کا خداوند بنانا: جب اس قسم کی زبان یا محاورے نجات کے تناظر میں استعمال کئے جاتے ہیں تو یہ غیر اِیمانداروں کو بھٹکانے کے مترادف ہے، کیونکہ وہ یہی سوچیں گے کہ شاید یہ نجات پانے کی شرط ہے۔ یسوع کو خداوند بنانے کا فیصلہ مسیحیوں کو فیصلہ ہے۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو ایک اِیماندار خدا کے تبدیل کرنے والے فضل کی بدولت کرتا ہے (ططس 2:11-12)۔ یہ خدا کے فضل کو حاصل کرنے کا تقاضا نہیں ہے (ططس 3:4–7)۔ بعض اوقات یہ بھی سننے کو ملتا ہے کہ ''اگر وہ سب چیزوں کا خداوند (یعنی مالک، آقا) نہیں ہے تو وہ خداوند ہی نہیں ہے۔'' برائے مہربانی کوئی مجھے یہ بتائے کہ اِس کہاوت کا مطلب کی ہے؟

یسوع کو اپنی زندگی کے تخت پر بٹھائیں: دوسرے لفظوں میں اِس بات کو یوں بیان کریں گے کہ اپنی زندگی کے تمام حصوں کا کنٹرول اُس کو دے دیں۔ کیا آج تک کوئی ایسا کر سکا ہے؟ کسی اِیماندار کو یہ بات کہنا تو بہت خوب ہے۔ لیکن اگر کسی غیر اِیماندار کو یہ کہا جائے کہ یہ نجات حاصل کرنے کی شرط ہے تو اُسے سیدھے راستے سے بھٹکانے کا سبب ہوگا۔ اچھا ہوگا کہ اِس کے بارے میں اُس وقت بات کی جائے جب کوئی شخص یہ سمجھ جاتا ہے کہ نجات کے لئے مسیح پر اِیمان لانا ہی کافی ہے۔ تو بھی میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ ایک ہی وقت میں مسیح پر اِیمان بھی لاتے ہیں اور مسیح کو اپنا خداوند بھی مان لیتے ہیں۔ وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ اگر مسیح ہمیں بچاتا ہے، نجات دیتا ہے تو اُسے حق ہے کہ وہ ہماری زندگیوں پر بادشاہی بھی کرے۔ اور اُن کی زندگیوں میں دونوں فیصلے ایک ساتھ

لینے کے وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک ہی فیصلہ ہے۔اس کے باوجود یہ دونوں الگ باتیں اور کام ہیں۔

اپنے گناہوں کا اقرار کریں: گناہوں کا اقرار کس کے سامنے کریں؟ کیا کسی پادری کے سامنے؟ اور کتنے گناہوں کا اقرار کریں؟ ان گناہوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو ہماری اپنی نظروں سے پوشیدہ ہیں،جن کو ہم بھول گئے ہیں، یا جن کو ہم نے نہ جانتے ہوئے کیا ہے یا غلطی سے انجانے میں کر گئے ہیں؟ یہ واقعی بہت پریشان کن تقاضا ہے۔بے شک ہم سب کو یہ جاننا ضروری ہے کہ ہم خدا کے سامنے گناہ گار ہیں اور ہم اِس بات کا اِقرار اس کے سامنے اُس وقت کرتے ہیں جب ہم مانتے ہیں کہ بے شک ہم گناہ گار ہیں۔''اِقرار'' کے معنی ہیں کہ ''جیسا ہو ویسا ہی بیان کرنا'' یا ''اتفاق کرنا یا متفق ہونا''۔ہمیں کسی چیز سے بچایا گیا ہے اور وہ چیز ہے ہمارا گناہ۔لیکن مندرجہ بالا بیان کا نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ ہمارا مسئلہ مخصوص شخصی اعمال ہیں نہ کہ گناہ گار کی حیثیت سے ہمارا مقام یا فطرت۔خدا علامات (symtoms) کا نہیں بلکہ اصل وجہ اور سبب علاج کرنا چاہتا ہے۔

اپنے گناہوں سے توبہ کرو: بعض اوقات بے حسی کے ساتھ یہ بیان دیا جاتا ہے کہ ''اپنی راہ سے مڑ جاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے''۔اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں موجود ہر شخصی گناہ کو چھوڑنا ہے تو نجات اور نجات کی یقین دہانی ناممکن ہے۔نئے عہد نامہ میں توبہ سے مراد ہے دل اور رویہ کی اندرونی تبدیلی نہ کہ عمل کا بیرونی اظہار یا تبدیلی۔سچی توبہ کا متوقع نتیجہ تبدیل شدہ عمل ہے۔ لیکن ہمیں جڑ اور پھل کو آپس میں خلط ملط نہیں کرنا چاہیے۔جب ہم اِیمان لاتے ہیں تو اِس سے یہ بھی مراد ہے کہ ہم اپنی سوچ اور خیالات کو بہت سی چیزوں کے بارے میں تبدیل کرتے ہیں مثال کے طور پر خدا کے سامنے گناہ گار کی حیثیت سے ہمارے مقام کے بارے میں ہماری سوچ،نجات کی

ضرورت کے بارے میں ہماری سوچ اور مسیح کے بارے میں ہماری رائے بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔

کوئی مخصوص دعا کرنا: عموماً جب مسیح یسوع کے پاس آتا ہے تو اُسے کہا جاتا ہے، میرے پیچھے یہ دعا کریں۔ہمیں کسی کو یہ احساس نہیں دلانا ہے کہ کہ وہ کسی رسم کو اَدا کرنے جیسا کہ دعُا سے نجات پا سکتے ہیں۔بہتر یہ ہے کہ ہم اُن کو یہی بتائیں کہ اُنہیں مسیح پر بھروسہ کرنا ہے اور یہ کہ وہ خود اُسے دعا میں بتائیں کہ وہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں یا یہ بتائیں کہ وہ دعا کے ذریعہ اُس کے اُس کام کے لئے شکرگزاری کریں جو اس نے ان کے لئے کیا ہے۔

ایسا نہیں کہ مندرجہ بالا بیانات بالکل کوئی سچائی نہیں اور یہ سراسر غلط ہیں، تاہم ان کو یہاں بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اِن کے باعث اکثر اُلجھن، پیچیدگی، ابہام یا پریشانی پیدا ہوتی ہے۔کیوں نہ جب ہم نجات کی شرط کے بارے میں بات کرتے ہوئے اسے بیان کریں تو جہاں تک ممکن ہو بائبلی زبان استعمال کریں؟ یوحنا کی اِنجیل میں اِیمان نجات کی شرط کے طور پر استعمال ہونے والا فعل ہے جو اَٹھانوے (۸۹) مرتبہ آیا ہے۔ ہمارے لئے یہ اشارہ ہی کافی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب یوحنا نے یہ اِنجیل لکھی تو پاک روح نے اُس کو یہ تحریک دی کہ وہ اس مقصد سے یہ کتاب لکھے تا کہ لوگوں کو مسیح پر اِیمان لانے کے لئے اُبھارے (یوحنا20:31)۔مندرجہ بالا پیش کئے گئے بیانات میں سے کوئی ایک بھی یوحنا کی انجیل میں موجود نہیں ہے سوائے مسیح کو قبول کرنے کا بیان جو یوحنا پہلے باب اور کلسیوں دوسرے باب میں موجود ہے۔

واضح دعوت

میرے ایک جاننے والے پادری صاحب جس کا نام بِل (Bill) ہے، اُس نے ایک دن اپنی تبدیلی

کی کہانی سنائی جو بہت پُرلطف ہے۔نجات پانے سے پہلے وہ پورے طور پر خدا سے دور اور ناواقف تھا، اس نے داڑھی اور لمبے لمبے بال رکھے ہوئے تھے اور شراب خانے میں آنے والوں کو شراب مہیا کیا کرتا تھا۔ وہ ایک دن چرچ میں عبادت میں شرکت کرنے کے لئے گیا اور جب مبشر نے آگے آنے کی دعوت دی تو وہ آگے چلا گیا۔ جب وہ آگے گیا تو میزبان پاسبان نے اس سے پوچھا، ''کیا آپ اِیمان کے ذریعے مسیح کا اِقرار اور اَعلان کرنے کے لئے آئے ہیں؟'' بِل پریشان ہو گیا۔ پاسبان نے کئی مرتبہ یہی سوال دہرایا۔آخر کار بِل نے جواب دیا، ''سنو مجھے نہیں معلوم کہ تم کیا کہہ ہو میں تو صرف یسوع کو حاصل کرنا چاہتے ہوں۔'' بِل نے بتایا کہ اگر پہلے کلام کرنے والا مبشر وضاحت سے کلام نہ کرتا۔تو آگے جا کر وہ جس پاسبان سے ملا تھا اُس کے وسیلہ وہ کبھی بھی مسیح کو جان نہیں سکتا تھا۔ جیسا میرے سیمنری کے ایک پروفیسر کہا کرتے تھے کہ: ''اگر کلام مبہم (دھندلا) ہے تو سننے والے بھی دھند میں کچھ دیکھ نہیں سکتے۔''

اگر کلام کے دوران واضح طریقے سے اِنجیل کو بیان کیا جائے تو بھی جب اِیمان لانے کی دعوت دی جاتی ہے تو بعض اوقات اِنجیل کا یہ پیغام اس دوران غیر واضح ہو جاتا ہے۔ چاہے یہ دعوت شخصی طور پر دی جائے یا منادی کے بعد کسی گروہ کو دی جائے۔لیکن اگر ہم کچھ باتوں کا خیال رکھیں تو اس دعوت کو واضح کو بیان کر سکتے ہیں۔

یہاں ذیل میں دعوت کے چند عام انداز جو استعمال کئے جاتے ہیں انہیں پیش کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے بارے میں کچھ خیالات کو بھی۔

سامنے آئیں: بہت سے مناد اِنجیل کے پیغام کے بعد پلپٹ کے سامنے آنے کی دعوت دیتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں ۔بعض اوقات یہ مخالفت اپنی جگہ ٹھیک بھی ہے۔

1800 صدی سے اس طریقہ کا استعمال دیکھنے میں آیا ہے۔ اکثر لوگ اس دعوت کے جواب میں فوراً آگے آجاتے ہیں اور کچھ لوگوں کے لئے یہ بات وبالِ جان بن جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص نجات کے تمام معاملات کو واضح طور پر سمجھتا ہے تو پلپٹ کے سامنے جانے میں کوئی برائی نہیں۔ ہم میں سے تقریباً سبھی کسی نہ کسی ایسے شخص سے واقف ہیں جس نے اِس طرح ایمان کا اِقرار کیا ہوگا۔ لیکن یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ ہمیں لوگوں کو ہرگز اس بات کا یقین نہیں دلانا کہ پلپٹ کے سامنے آکر ہی وہ نجات پاسکتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جاسکتی ہے کہ وہ سامنے آئیں اور کسی سے اپنی نجات کے بارے میں بات چیت کریں یا اگر وہ عبادت کے دوران یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ کے اِیمان لائیں ہیں اور وہ اس بات کی گواہی دینا چاہتے ہیں تو ضرور آگے آئیں۔

اپنے سَروں کو جھکائیں اور آنکھوں کو بند کر لیں: (نہ کہ آنکھوں کو جھکائیں اور سروں کو بند کرلیں، جیسا ایک مناد نے جوش خطابت میں کہہ دیا تھا!) ہمیشہ آنکھیں بند کر کے لوگوں کو کیوں نجات حاصل کرنی چاہیے؟ جب کوئی روحوں کو بلانے کا شیطانی عمل کر رہا ہو تو کہتے ہیں کہ آنکھیں کھولنے سے اُس کا سحر ٹوٹ جاتا ہے، لیکن اِنجیل کا سامنا کھلی آنکھوں سے ہی کیا جاتا ہے۔ کیا یہ دلچسپ بات نہیں کہ یسوع ہمیشہ لوگوں کی آنکھیں کھولتا تھا! یقیناً اس عمل میں اتنی برائی نہیں ہے، سنجیدگی سے دیکھا جائے تو بند آنکھوں اور جھکے سروں کی وجہ سے ایک ایسا محفوظ، قابلِ اعتبار اور دعائیہ ماحول پیدا ہوتا ہے جو خصوصاً ان کے لئے مددگار ہے جو بہت سے لوگوں کے درمیان اپنی نجات کے ردِعمل میں گواہی دینا چاہتے ہیں۔

اپنے ہاتھ کھڑے کریں: ہمیں یہ کہنا بند کرنا ہوگا یا یوں محسوس ہوگا کہ نجات پانے کے لئے کسی قسم کا جسمانی عمل ضروری ہے۔ بہر حال کچھ لوگوں کے لئے ہاتھ اُٹھانا پپلٹ پر آگے آنے کی دعوت

سے کم خوفناک ہے۔ اس سے منادی کرنے والے کے پاس بھی زیادہ موقع ہے کہ وہ نجات پانے میں دلچسپی رکھنے والوں کو پہچان سکے۔ حقیقت ہے کہ میں بھی کبھی کبھار کسی گروپ میں نجات کی دعوت کے دوران لوگوں کو ہاتھ اُٹھانے کے لئے کہتا ہوں کیونکہ میں ان سے بات چیت کے ذریعے رابطہ میں رہنا چاہتا ہوں۔ میں اکثر اس طرح سے کہتا ہوں کہ:

نجات پانے کے لئے آپ کو سر جھکانے یا ہاتھ اُٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب آپ کی آنکھیں کھلی ہیں اور آپ مجھے دیکھ رہے ہیں اس وقت میں بھی آپ یسوع پر اِیمان لا سکتے ہیں۔ میں آپ کو ہاتھ اُٹھانے کے لئے صرف اِس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ مسیح پر نجات دہندہ کے طور پر اِیمان لا چکے ہیں اور اس کے بارے میں مزید جاننے کے خواہش مند ہیں۔ آپ کے ہاتھ اُٹھانے ہی سے میں جان سکتا ہوں کہ آپ کون ہیں تا کہ بعد میں شخصی طور پر میں آپ سے بات کر سکوں۔ میں واقعی نجات کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

کارڈ پر دستخط کریں: اگرچہ یہ کام بہت سے لوگوں کے لئے زیادہ تکلیف دہ نہیں اور وہ اسے آسانی سے کر لیتے ہیں تاہم یہ فعل اتنا عقلمندانہ نہیں لگتا، کارڈوں پر دستخط کروانے کا اہم مقصد یہی ہے کہ جو لوگ سامنے آنے سے ہچکچاہٹ محسوس کرتے مگر وہ ایمان لائے ہیں اُن کا پتہ چلے تا کہ ان سے مزید بات ہو سکے۔ لیکن جب تک عبادت میں موجود تمام لوگ کارڈز پر دستخط نہ کریں، ہچکچاہٹ اور جھجک محسوس کرنے والے تو پھر دوسروں کی توجہ کا مرکز بن جائیں گے! جب آپ سب کو کارڈ دیتے ہیں تو ان پر ان باتوں کو تحریر کیا جائے اور تمام افراد کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنا انتخاب کر سکیں۔

☆ آج میں یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ کے اِیمان لایا ہوں۔

☆ میں یسوع مسیح کو نجات دہندہ کے طور پر جاننے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

☆ میں یقینی طور پر جاننا چاہتا ہوں کہ میرے پاس اَبدی زندگی موجود ہے۔

☆ میں کسی سے اپنی نجات کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

میرے پیچھے یہ دعا کریں: ایسی دعوت جس میں دعا شامل ہو اس دعوت کو درست طریقے سے سنبھالا جا سکتا ہے۔لیکن اِنجیل سنانے والے کو اِیمان ہی کو سامنے پیش کرنا چاہیے۔ جب میں لوگوں کو مسیح کے پاس آنے کی دعوت دیتا ہوں تو میں یہ بیان کرتا ہوں کہ کس طرح یسوع اِیمان کے وسیلہ ہمیں نجات بخشتا ہے اور میں اِس بات کی یقین دہانی کرتا ہوں کہ وہ تمام باتوں کو سمجھ چکے ہیں۔تب میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ اُس پر اِیمان لاتے ہیں؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ''ہاں'' تو اِس کے جواب میں میں اُن سے کہتا ہوں کہ'' تو پھر آپ کیوں اِسی وقت دعا میں شکر گزاری نہیں کرتے کیونکہ اس نے آپ کی خاطر اپنی جان دی اور آپ کو اَبدی زندگی دی؟''

کلام میں تو ہمیں کوئی ایسی شہادت نہیں ملتی کہ ان طریقوں سے لوگوں کو نجات کی دعوت دی جاتی تھی۔لیکن اس طرح تو ہمیں کلام میں اِنجیلی مواد (ٹریکٹ) اور بشارتی ٹریننگ کی کلاسوں کے بارے میں بھی کوئی واقعہ یا شہادت نہیں ملتی۔ جب ہم اِنجیل کی منادی کرتے ہیں تو اِس کے بعد دعوت دینا مناسب ہے اور اگر یہ دعوت واضح اور سادہ ہو تو بہت سے لوگ حقیقت میں اِس کو قبول کریں گے۔ دعوت کے تعلق سے خاص بات یہ ہے کہ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم اِیمان اور اعمال کو آپس میں گڈمڈ کر دیں۔ اگر ہم نے کسی کو یہ بتایا ہے کہ نجات مفت تحفہ ہے تو ہمیں اس بات پر قائم بھی رہنا ہے۔اور کسی بھی عمل کو بطور شرط پیش نہیں کرنا چاہیے۔ جب کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کی دعوت کو قبول کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ بات منطقی ہے کہ حقیقت میں وہ یسوع پر بھروسہ کر چکا ہے اور اب وہ صرف اِس کے اظہار کا کوئی طریقہ چاہتا ہے۔

واضح طور پر اپنی بات دوسروں تک پہنچانا ایک ہنر ہے۔ اور جب اِنجیل کی بشارت کی بات آتی ہے تو اس ہنر کو اور بھی چمکانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جب ہم پیغامِ انجیل سناتے ہیں تو خوب محنت سے تیاری کریں اور جس حد تک ممکن ہو اُسے غیر مبہم، سادہ، غیر پیچیدہ اور واضح طریقے سے پیش کریں۔ بے شک ہم ہر بار ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ تاہم کیا یہ ایک زبردست اور شاندار بات نہیں کہ چاہے ہمارا طرزِ عمل اور طریقہ ہر بار درست اور پُراثر نہ ہو خدا اُسے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جتنا واضح اور غیر مبہم کلام ہم پیش کریں گے اور اس کے لئے جس قدر درست اور موثر طریقہ کار ہم استعمال کریں گے، خدا ہمارے وسیلہ سے اتنا ہی زیادہ کام کر سکتا ہے۔ اور اس کا مطلب ہے کہ ہم اِنجیل کے پیغام کے مواد کو سادہ اور واضح رکھیں، نجات کی شرط کو واضح طور پر بیان کریں اور اِیمان لانے کی دعوت کو صاف صاف بیان کریں۔ یہ کام اتنا خاص اور اہم ہے اور اس سارے عمل میں اتنا کچھ داؤ پر لگا ہے کہ ہماری کاوش انسانوں کی مرضی، اُن کی خوشی یا اُن کے لئے آسانی پیدا کرنا نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہم یہ سب اس بات کو مدنظر رکھ کر کریں کہ ہماری ساری تیاری، پیغام انجیل کی سادگی، شرطِ نجات کی وضاحت اور ٹھیک اور درست طور سے ایمان لانے کے لئے دی جانے والی دعوت سے خدا کو جلال ملے اور وہ خوش ہو۔

آخر میں ہم بائبل مقدس کے یہ الفاظ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں:

''بلکہ جیسے خدا نے ہم کو مقبول کر کے خوش خبری ہمارے سپرد کی ویسے ہی ہم بیان کرتے ہیں۔ آدمیوں کو نہیں بلکہ خدا کو خوش کرنے کے لئے جو ہمارے دلوں کو آزماتا ہے۔''
(1۔ تھِسّلُنیکیوں 4:2)

نظرِثانی کے لئے سوالات

۱۔فضل کی اِنجیل کوواضح طور پر بیان کرنا کیوں ضروری ہے؟

۲۔اِنجیل کا وہ کون ساضروری جزو ہے جس پر بھروسہ کرنے سے کسی کوبھی نجات مل سکتی ہے؟

۳۔نجات کی شرط کو بیان کرتے وقت ہمیں کس قسم کی زبان سے اجتناب کرنا چاہیے؟

۴۔نجات کی دعوت کے دوران وہ کون سی چند باتیں ہیں جونجات کے مفت انعام سے سمجھوتے کے مترادف ہیں؟

فقط بذریعہ فضل

فضل، مسیحیت کو دیگر تمام مذاہب سے الگ، نمایاں اور ممتاز کرتا ہے۔ اگرچہ اس لفظ کا استعمال مسیحی اور غیر مسیحی حلقوں میں عموماً کیا جاتا ہے، لیکن زیادہ تر اس کے ضمن میں یا تو غلط فہمی پائی جاتی ہے یا کم از کم اس کی قدر و قیمت کو ٹھیک طریقے سے نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے باوجود یہ سمجھنا ضروری ہے کہ خدا کا فضل نہ صرف کسی شخص کے مسیحی ہو جانے میں ہی کلیدی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اسے نجات کی ضمانت دینے کے ساتھ ساتھ اس امر میں بھی اہم حیثیت رکھتا ہے کہ ہم اپنی زندگی پوری آزادی سے خدا اور انسانیت کی خدمت میں گزاریں۔

فقط بذریعہ فضل، ایک بنیادی مسیحی عقیدے کا نہایت سلیس اور سادہ تعارف ہے۔ فضل کے تصور کے سلسلے میں اہم سوالات اور مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر چارلس سی بینگ قارئین کی مدد کرتے ہیں کہ وہ اس خداداد نعمت کی قدر و قیمت کو سمجھتے ہوئے یہ جان سکیں کہ یہ کس قدر سادہ ہے۔ مصنف لکھتے ہیں ''جب آپ فضل کی سادگی کو سمجھیں گے، اسی وقت آپ اسکی قدر و قیمت اور گہرائی کو جان پائیں گے۔

چارلس سی بینگ (پی ایچ ڈی) بہت سی کتابوں اور مضامین کے مصنف ہیں۔ کئی سال بطور پاسبان خدمت انجام دینے کے بعد انھوں نے گریس لائف منسٹریز کی بنیاد رکھی اور حالیہ دنوں میں وہ بطور صدر اسکا انتظام دیکھتے ہیں۔

کلیئر گاسپل ٹرانسلیشن منسٹریز